بقیۃ السلف استاذ العلماء والمشائخ پیکر اخلاص عمل صوفی باصفا حضرت علامہ

محمد تفسیر القادری قیامی علیہ الرحمہ

سابق استاذ و صدر المدرسین دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی یوپی

کی حیات و خدمات پر مشتمل کتاب

بنام

معارفِ قیامی

جمع و ترتیب

مفتی کمال احمد علیمی نظامی

مفتی محمد طیب علیمی نظامی

استاذ و مفتی دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی یوپی

حسب فرمائش مولانا محمد عرفان رضا قیامی علیمی

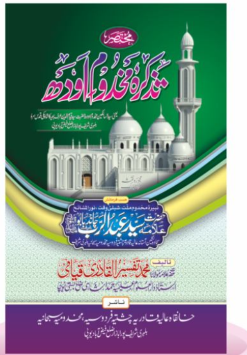
دار العلوم اہل سنت مصباح العلوم بہادر پور بازار بستی

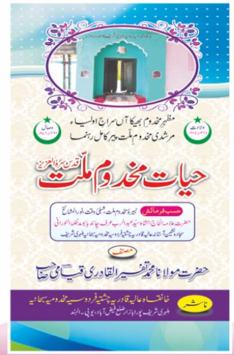
ناشر خانقاہ عالیہ قادریہ چشتیہ فردوسیہ مخدومیہ سبحانیہ

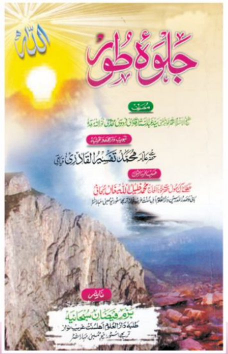
بلہری شریف، پورا بازار ضلع ایودھیا (فیض آباد) یوپی الہند

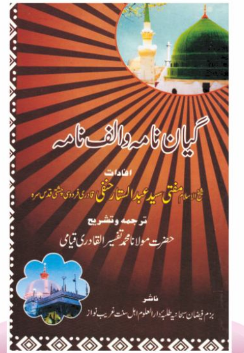
معارفِ قیامی

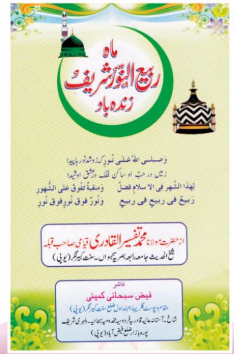
حضرت قیامی علیہ الرحمہ کی تصنیفات و تالیفات

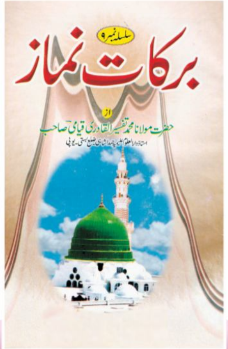


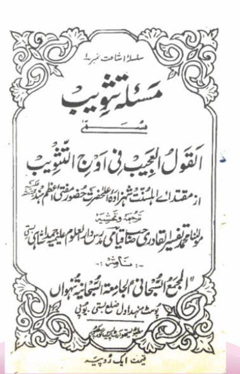


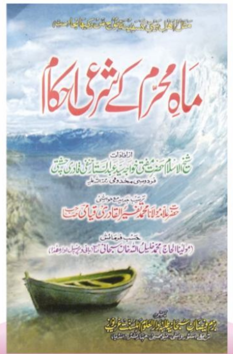














KHANQAH ALIA QADIRIA
CHSTHTIA MAKHDOOMIA FIRDAUSIA
Belahri Shareef, Poora Bazar, Distt. Faizabad, U.P. India

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بفیض روحانی: قطب اودھ، مظہر مخدوم شاہ بھیکا مکی، مخدوم ملت، پیر کامل
حضرت علامہ سید عبدالسبحان قادری چشتی فردوسی علیہ الرحمۃ والرضوان، بلہری شریف

زیر سایہ کرم: نبیرۂ مخدوم ملت، شبلی وقت، مرشد برحق
حضرت علامہ سید عبدالرب عرف چاند بابو دامت برکاتہم
سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ چشتیہ فردوسیہ مخدومیہ سبحانیہ بلہری شریف، فیض آباد، یوپی

بقیۃ السلف، استاذ العلماء والمشائخ، عالم ربانی، پیکر اخلاص وعمل، صوفی باصفا
حضرت علامہ الحاج محمد تفسیر القادری قیامی علیہ الرحمہ
سابق استاذ وصدر المدرسین دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی، یوپی کی

حیات وخدمات پر مشتمل کتاب بنام

معارف قیامی

جمع وترتیب

مفتی کمال احمد علیمی نظامی
استاذ ومفتی دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی یوپی
مفتی محمد طیب علیمی نظامی
استاذ ومفتی دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی یوپی

حسب خواہش : شہزادۂ قیامی (مولانا) محمد عرفان رضا علیمی قیامی سبحانی
دار العلوم اہل سنت مصباح العلوم بہادر پور بازار، بستی Mob. 9721377212

ناشر: خانقاہ عالیہ قادریہ چشتیہ فردوسیہ مخدومیہ سبحانیہ
بلہری شریف، پورا بازار ضلع ایودھیا (فیض آباد) یوپی، الہند

نام کتاب	:	معارف قیامی
ترتیب	:	مفتی کمال احمد علیمی نظامی، دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی مفتی محمد طیب علیمی نظامی، دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی
ناشر	:	خانقاہ عالیہ قادریہ چشتیہ فردوسیہ مخدومیہ سبحانیہ بلہری شریف، پورا بازار ضلع ایودھیا (فیض آباد)، یوپی
طبع اول	:	۱۴۴۴ھ/ ۲۰۲۲ء (بموقع فاتحہ چہلم منعقدہ ۲۸؍صفر المظفر ،۲۶؍ستمبر بروز دوشنبہ)
صفحات	:	208
تعداد	:	500

ملنے کے پتے

[۱] خانقاہ عالیہ قادریہ چشتیہ فردوسیہ مخدومیہ سبحانیہ
بلہری شریف، پورا بازار ضلع ایودھیا (فیض آباد) یوپی، الہند
[۲] علیمی کتب خانہ، جمدا شاہی، بستی، یوپی
[۳] دار الملک، ازہری کامپلیکس محلہ سوداگران، بریلی شریف، یوپی
[۴] جامعہ رابعہ بصریہ، تنہواں، مہنداول ضلع سنت کبیر نگر، یوپی

فہرست

تأثرات

دید وشنید

تعزیتی پیغامات

منظومات

نذر عقیدت

اپنے محسن ومربی استاذ، استاذ الاساتذہ والمشائخ
حضرت علامہ الحاج محمد تفسیر القادری قیامی علیہ الرحمہ
کے مشائخ اور اساتذہ کی بارگاہوں میں
جن کی تعلیم وتربیت اور نگاہِ کیمیا اثر نے
نہ جانے کتنوں کو کندن بنا دیا۔
اس امید کے ساتھ کہ:

ع شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

نیازمند
کمال احمد علیمی نظامی
محمد طیب علیمی نظامی
۲۲؍صفر المظفر ۱۴۴۴ھ/۲۰؍ستمبر ۲۰۲۲ء
بروز سہ شنبہ

احوال واقعی

اس حیات ناپائیدار میں بہت سارے لوگوں کو آتے اور بہتوں کو جاتے دیکھا، یہ قدرت کا اصول ہے کہ جو آیا ہے اسے جانا ہے، مگر ان جانے والوں میں کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو لوح دل پر اپنی یادوں کے گہرے نقوش چھوڑ جاتے ہیں، جن کا جانا حد درجہ تکلیف دہ اور پوری انسانیت کا خسارہ ہوتا ہے، وہ قوم کی ضرورت ہوتے ہیں، ان کے بغیر تاریخ انسانیت ادھوری ہوتی ہے، ان کی حیات کا لمحہ لمحہ قیمتی ہوتا ہے۔

ایسے ہی لوگوں میں استاذ گرامی حضرت علامہ محمد تفسیر القادری قیامی صاحب علیہ الرحمہ کی ذات بھی ہے، آپ اس کائنات رنگ وبو میں آئے تو بڑی خاموشی کے ساتھ مگر گئے تو ایک جہان کو شور فغاں میں مبتلا کر کے گئے، آئے تو خود روتے ہوئے اوروں کو ہنساتے ہوئے، گئے تو خود ہنستے ہوئے اور دوسروں کو رلاتے ہوئے۔

حضرت کی زندگی کا ورق ورق اپنے جلو میں پوری ایک تاریخ سمیٹے ہوئے ہے، کتاب حیات کا صفحہ صفحہ علم وعمل، حرکت ونشاط، جد وجہد اور سعی پیہم کی داستان شوق سناتا ہے، حیات طیبہ کا ہر پہلو درخشندہ اور ہر منزل تابندہ ہے، آپ کا قول وعمل اوروں کے لیے مشعل راہ اور حال وقال سب کے لیے مینارہ نور ہے۔

۱۸ر محرم الحرام ۱۴۴۴ھ/ ۱۷راگست ۲۰۲۲ء کو علم وعمل کا یہ مہر منیر روپوش ہوا تو ایسا لگا کہ بزم حیات سونی ہوگئی، محفل علم تاریک ہوگئی، آسمان فضل وکمال پر گرہن لگ گیا۔

اب ہمارے سامنے دو راستے تھے، ایک یہ کہ ہم آپ کی رحلت کا ماتم کرتے اور رو دھو کر آپ کو بھول جاتے، دوسرا یہ کہ کمر ہمت کستے اور آپ کی حیات وخدمات کو منظر عام پر لا کر قوم کو چراغ ہدایت دیتے، ہم نے دوسرا راستہ اختیار کیا، اور آپ کی زندگی کو لوگوں کے سامنے پیش کرنے کا فیصلہ کیا، تا کہ آنے والی نسلیں آپ کو فراموش نہ کر سکیں، آپ کی حیات وخدمات لوگوں کے لیے مشعل نور بن کر ان کی رہنمائی کریں، آپ کا علم وعمل امت مسلمہ کی زلف برہم کی مشاطگی کرے۔

خدا بھلا کرے محب گرامی وقار، شہزادہ حضور قیامی صاحب، حضرت مولانا محمد عرفان رضا قیامی

سبحانی کا کہ ان کی پہل پر حضرت کی حیات وخدمات پر ایک مختصر سی کتاب کی ترتیب کا پروگرام بنا، اس کار خیر پر مہمیز کرنے والوں میں حضرت مولانا توحید احمد علیمی طرابلسی، حضرت مولانا مفتی محمد طیب علیمی، حضرت مولانا حافظ افتخار احمد علیمی نظامی وغیرہ شامل ہیں۔

عصر حاضر میں تصنیف وتالیف کا کام کتنا مشکل اور جاں گداز ہے یہ وہی جانتے ہیں جو اس راہ کے راہی ہیں، خاص طور سے اس وقت جب کسی شخصیت پر کوئی نمبر یا کتاب تیار کرنی ہوتی ہے، مقالات کی تحصیل، ان کی کمپوزنگ، تصحیح، اور ترتیب آسان کام نہیں، دل ودماغ ماؤف ہو جاتا ہے، طبیعت پریشان ہو جاتی ہے، دن کا چین اور راتوں کا سکون غارت ہو جاتا ہے، مگر جن کی نظر منزل پر ہوتی ہے انہیں راستے کے سنگ وخار پریشان نہیں کرتے، ہمارے ساتھ بھی یہی ہوا، الحمد للہ دس پندرہ دن کی قلیل مدت میں مقالات وتاثرات کی تحصیل کے ساتھ ان کی تصحیح وترتیب کا محاذ بھی سر ہو گیا، اور اب یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے، مطالعہ فرمائیں، دعاؤں سے نوازیں۔

اس کام میں حد درجہ محنت وجاں فشانی حضرت مولانا مفتی محمد طیب علیمی نظامی نے کی ہے، ساتھ ہی مولانا غلام غوث علیمی بھی برابر کے شریک رہے، محب مکرم حضرت مولانا حافظ افتخار احمد علیمی نظامی کے مفید مشورے قدم قدم پر ساتھ رہے، ان کی گراں قدر تحریر نے کتاب کی وقعت دوبالا کر دی، میرے استاذ زادے، حضرت مولانا محمد عرفان رضا قیامی صاحب نے اس کام میں بھرپور ساتھ دیا، ہر لحاظ سے معاون رہے اور اب اس کو مرحلہ طباعت سے آراستہ کرنے کا شرف حاصل کر رہے ہیں۔

میں اس کار خیر میں شامل جملہ اہل خیر کا تہہ دل سے مشکور ہوں، اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

بس اتنی سی خواہش ہے کہ یہ حقیر نذرانہ استاذ گرامی حضرت قیامی صاحب علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں تمغۂ قبولیت سے سرفراز ہو جائے۔

اوروں کی طرف پھینکے ہیں گل اور ثمر بھی
اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی

نیاز مند: کمال احمد علیمی نظامی
دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی یوپی

ہدیہ تشکر

ابا حضور، حضرت علامہ الحاج محمد تفسیر القادری قیامی صاحب علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات پر ایک مختصر سی کتاب شائع کرنے کا ارادہ تھا، حضرت مولانا مفتی کمال احمد علیمی نظامی دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی یوپی اور حضرت مولانا مفتی محمد طیب علیمی نظامی دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی یوپی سے بات ہوئی، دونوں حضرات نے کتاب کا خاکہ پیش کیا، وقت بہت مختصر تھا اس لئے برق رفتاری سے کام شروع ہوا، مضامین وتاثرات کی کثرت دیکھ کر فیصلہ ہوا کہ کام کو وسیع پیمانے پر کیا جائے، الحمدللہ کسی حد تک کام ہو گیا۔

میں تہہ دل سے مشکور ہوں ان تمام حضرات کا جنھوں نے کسی بھی جہت سے اس کار خیر میں تعاون کیا، خصوصاً جملہ اکابر، مشائخ اور مقالہ نگار حضرات کا جنھوں نے تحریری طور سے تعاون فرمایا، اس کتاب کی ترتیب میں نمایاں کردار ادا کرنے والے والد گرامی کے عقیدت منداور مخلص شاگرد، قرطاس وقلم سے شغف رکھنے والے جواں سال عالم دین حضرت علامہ مفتی کمال احمد علیمی نظامی، حضرت علامہ مفتی محمد طیب علیمی نظامی، حضرت مولانا غلام غوث علیمی نظامی اور حضرت مولانا افتخار احمد خان علیمی نظامی بستی خصوصی شکریے کے مستحق ہیں جنھوں نے شب وروز محنت کر کے ہفتہ عشرہ میں اتنا عظیم کام انجام دے دیا۔ اللہ تعالیٰ تمام شرکائے کار کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

کام نہایت عجلت میں ہوا، اس لیے کمی کجی کا غالب امکان ہے، اعتذار کے ساتھ گزارش ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ فرمائیں اور اگر کوئی خامی نظر آئے تو ہمیں بھی مطلع فرمائیں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کی جا سکے، اور میرے ابا حضور کے حق میں دعائے خیر فرمائیں۔

محمد عرفان رضا قیامی

دار العلوم اہل سنت مصباح العلوم بہادر پور بستی

تأثرات:

سعادت نامہ

نبیرۂ مخدوم ملت، شبلئ وقت، نور المشائخ حضرت علامہ الحاج الشاہ

سید عبد الرب عرف چاند بابو مدظلہ العالی

زیب مسند سجادگی آستانہ عالیہ قادریہ چشتیہ فردوسیہ مخدومیہ سبحانیہ، بلہری شریف، یوپی

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

۱۹ر محرم الحرام ۱۴۴۴ھ بوقت شب ۱۱ بج کر ۴۳ منٹ پر حضرت مفتی محمد عرفان رضا صاحب سبحانی جو حضرت قیامی صاحب کے صاحب زادے ہیں، انھوں نے بذات خود یہ خبر جانکاہ سنائی کہ ان کے والد محترم علامہ قیامی صاحب قبلہ کا انتقال ہو گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

یہ سنتے ہی میں سن ہو گیا، سکتے کی کیفیت سے نکلنے کے بعد فوراً رات ہی ان کے گھر تنیہواں کے لیے روانہ ہو گیا، بہر صورت غم واندوہ کا بوجھ لیے حضرت کے مسکن پہونچا، چشم تر کے ساتھ حضرت کی آخری زیارت سے فارغ ہوا۔

مفتی محمد عرفان رضا سبحانی سلمہ نے اپنے والد کی تدفین کے سلسلے میں بات کی اور بتایا والد بزرگوار قیامی صاحب قبلہ نے بارگاہ سید نادل بہادر شاہ لہرسن یا اپنے مرشدوں کی بارگاہ کی خواہش ظاہر کی ہے۔ میں دونوں جگہ کے لئے راضی تھا لیکن مولانا عرفان سبحانی اور ان کے برادران نے اُن کے لیے بارگاہ سید نادل بہادر شاہ کا انتخاب کیا، میں نے اجازت دی اور اپنے محبین ومریدین خصوصیت کے ساتھ لہرسن اور ارد گرد کے علما سے حضرت قیامی صاحب کی تدفین کے حوالے سے انتظام کرنے کو کہا۔ دوپہر کے وقت جنازہ تنیہواں سے لہرسن لایا گیا۔ حضرت قیامی صاحب کی نماز جنازہ ان کے صاحبزادے مفتی عرفان سبحانی اور ان کے بھائیوں کی خواہش اور حضرت قیامی صاحب کی وصیت کے مطابق میں نے بذات خود پڑھائی۔

بلاشبہہ آپ مذہب حق اہل سنت وجماعت کی ایک گراں قدر شخصیت تھے، آپ نے اپنی ساری زندگی صحیح معنوں میں اسلام اور علم نبوت کے لیے وقف کر دی تھی، گردش زمانہ سے بے نیاز،

صعوبتوں، دشواریوں، موسم کی حدت وتمازت کی پرواہ کیے بغیر، انتھک جدوجہد، بلند حوصلوں، ہمالیائی عزم اور جفاکشی کے ساتھ حضرت نے زندگی کا کامیاب علمی سفر طے کیا، جس پر آپ کی متعدد تصنیف کردہ کتابیں دال ہیں اور آپ کی علمی سربلندی کا پتہ دیتی ہیں۔

حضرت والا علیہ الرحمہ نے جو مقبول تصانیف اور ہزاروں کی تعداد میں ملک ہندوستان میں اپنے شاگرد چھوڑے وہ تا قیامت آپ کے لیے صدقۂ جاریہ اور ترقی درجات کا باعث ہیں۔

آپ کی ذات کا سب سے اچھا اور حسین گوشہ یہ ہے کہ آپ ایک جید عالم ہونے کے ساتھ ساتھ پیراہن تصوف میں ملبوس تھے۔

آج جب کہ فتنے اور شر انگیزیاں ہر سو سر اٹھائے ہوئے ہیں اور کبر و تکبر نے علما کے ایک بڑے طبقے کو جکڑ رکھا ہے، ایسے ماحول میں بھی آپ ''اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ط'' کی ایک خوبصورت تصویر تھے اور ہوتے بھی کیوں نا، جب کہ آپ کے مربی و مرشد مظہر مخدوم اودھ، قطب الاقطاب، مخدوم ملت، حضرت شیخ طریقت علامہ پیر سید عبد السبحان نور اللہ مرقدہ جیسے پیر کامل تھے، جن کی صحبت سے وقت کے جید علما نے استفادہ کیا اور ان کے نورانی بیانات ان کے لیے مشعل ہدایت بنے۔ جن علما نے حضرت والا مخدوم ملت علیہ الرحمہ کے وعظ و نصیحت سے اپنے دلوں کو معطر کیا تھا اور آپ کی ذات سے راہ ہدایت کا شرف پایا تھا انھیں صحبت یافتہ علما میں ایک ذات علامہ قیامی صاحب قبلہ کی بھی تھی۔ یقیناً آپ کا وصال ایک عالم کا وصال نہ ہو کر گویا ایک عالَم کا وصال تھا۔

میں نے اپنے بچپن سے لے کر جوانی اور جوانی سے لے کر اس ضعیف العمری تک قیامی صاحب قبلہ کو ہمیشہ سادگی و سنجیدگی کا پیکر جمیل پایا۔ انداز صوفیانہ، عجز و انکسار، صبر و تحمل آپ کی ذات کی حسین ترجمانی کرتے تھے۔ آج آپ ہمارے درمیان نہیں ہیں لیکن آپ کی ہزاروں یادیں میرے نہاں خانۂ دل میں موجود ہر لمحہ آپ کی کمی کا احساس کراتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت والا کی قبر مبارک پر رحمت و نور کی برسات فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

شریک غم

سید عبد الرب مخدومی

سجادہ نشین خانقاہ فردوسیہ قیامیہ سبحانیہ، بلہری شریف، پورہ بازار، ایودھیا، فیض آباد

ارمغان تاثر

شہزادۂ حضور صدر الشریعہ، ممتاز الفقہاء، امیر المومنین فی الحدیث، حضور محدث کبیر، علامہ الشاہ مفتی ضیاء المصطفیٰ قادری صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ، نائب قاضی القضاۃ فی الہند، گھوسی، مئو، یوپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت العلام مولانا محمد تفسیر القادری صاحب علیہ الرحمہ دار العلوم علیمیہ، جمدا شاہی، بستی کے ایک کامیاب اور باوقار مدرس تھے، آپ مذہب اور زہد و تقویٰ کے اعتبار سے پختہ اور مسلک اعلیٰ حضرت کے مخلص اور اچھے داعی تھے۔

آپ کی رحلت کے بعد ایک جگہ خالی ہو گئی، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند کرے۔

ان کی رحلت سے مجھے افسوس ہے اس سے جماعت میں جو خلا پیدا ہوا ہے اللہ تعالیٰ اس خلا کو پر فرمائے۔

الٰہی ان کو برزخ میں بھی اور آخرت میں بھی درجات رفیعہ پر فائز فرما اور ان کے پس ماندگان خصوصاً عزیزم مولانا محمد عرفان رضا سلمہ کو صبر کی سعادت دے، ان کو اپنے والد ماجد کے طریقہ پر چلنے کی سعادت عطا فرما۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی النبی الکریم وآلہ وصحبہ اجمعین۔

(فقیر) ضیاء المصطفیٰ قادری غفرلہ

۲۱ر صفر المظفر ۱۴۴۴ھ

کھول آنکھیں، دیکھ صالح قیامی بھیّا چل بسا!

یادگارِ اسلاف، فضیلۃ الشیخ، ناشرِ مسلکِ اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ
مفتی محمد صالح قادری نوری رضوی دامت برکاتہم العالیہ
شیخ الحدیث مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا، بریلی شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سبحان الذی لا یموت وانا للہ وانا الیہ راجعون۔ وما التوفیق للصبر والرضا الا بہ۔ والصلاۃ والسلام علیٰ حبیبہ الکریم وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

خانۂ اصلی میں جانے کی ذرا تو فکر کر
کھول آنکھیں دیکھ علمی! یار کیسے چل بسے

السلام علیکم وعلیٰ من لدیکم وعلی الناظرین اجمعین۔

آہ! حضرت مولانا تفسیر القادری مرحوم مغفور داغِ مفارقت دے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بابرکت مادرِ علمی مدرسہ مظہر اسلام (واقع مسجد بی بی جی) بریلی شریف میں ہم سبق ساتھی، لائق وفائق منتخب رفیق، بے تکلفی والے اچھے دوست، بھیّا تفسیر القادری کی خبرِ وفات (۱۹ر محرم الحرام ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۹ر اگست ۲۰۲۲ء بوقت شب ۱۱:۲۰) موبائل نے اچانک سنائی کہ آپ کے دوست حضرت علامہ تفسیر القادری قیامی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اچانک ہم سب کو روتا چھوڑ کر دارالبقا رحلت فرما گئے۔ سن کر میں ہکّا بکّا سا رہ گیا۔ کلمۂ استرجاع مشکل سے زبان پر آیا۔ میں بتا نہیں سکتا کہ اس اچانک خبر سے دل و دماغ کو کیسا شدید جھٹکا لگا۔ کیوں کہ اچھے خاصے تھے ابھی ایک یا دو دن پہلے مجھ سے موبائل پر بہت دیر تک بات کرتے رہے اپنی اور اپنے متعلقین کی خیریت سے آگاہ کیا۔ میری خیریت وصحت دریافت کرتے رہے۔ بہت خوش اور صحت مند لگ رہے تھے۔

غفور ورحیم مولیٰ تبارک وتعالیٰ باعمل عالم دین حضرت مولانا تفسیر القادری صاحب علیہ الرحمہ کو اپنی رحمت سے جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام مرحمت فرمائے۔ آپ کی نیکیاں وخدمات دینیہ قبول فرمالے اور گناہوں اور خطاؤں کو بخش دے اور صالحین کرام کی رفاقت مرزوق فرمائے اور آپ کے پس ماندگان کو نیز شاگردوں اور جملہ عزیزوں اور دوستوں کو آپ کے فیوض وبرکات سے اچھے اچھے حصے عطا فرمائے۔ **آمین بحرمۃ خیر خلقہ نبینا المحترم وحبیبہ الاکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔ فقط والسلام۔**

سبحانک اللھم وبحمدک اشھد ان لا الٰہ الا انت استغفرک واتوب الیک والحمد للہ علیٰ کل حال۔

ناچیز

محمد صالح قادری نوری بریلوی عفی عنہ

۱۷ر صفر ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۵/۰۹/۲۰۲۲ء

کلماتِ طیبات

استاذ الاساتذہ، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، شہزادۂ حضور خطیب البراہین، حبیب العلما
علامہ شاہ صوفی مفتی محمد حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ قادری، رضوی مدظلہ العالی النورانی
سجادہ نشیں آستانۂ عالیہ قادریہ، برکاتیہ، نوریہ، رضویہ، نظامیہ اگیا شریف، پوسٹ چھاتا، کبیر نگر، یوپی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی حَبِیْبِهِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ!

کل بتاریخ ۳ر صفر المظفر ۱۴۴۴ھ مطابق ار ستمبر ۲۰۲۲ء بروز جمعرات یہ پر مسرت خبر موصول ہوئی کہ استاذ العلما، عالم باعمل، حضرت علامہ الحاج محمد تفسیر القادری، قیامی علیہ الرحمہ کی سوانح عمری کے جمع و ترتیب کا عزم مصمم آپ ہی کے خوان علم و فضل سے خوشہ چینی کرنے والے چند مخلص نوجوان شاگردوں نے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے عزم کو تکمیلِ آشنا فرمائے اور انہیں اس پر بہتر اجر سے نوازے۔

حضرت علامہ الحاج محمد تفسیر القادری، قیامی علیہ الرحمہ ایک زبردست، باصلاحیت عالم دین اور ہزاروں علما کے استاد و مربی تھے، ایک زمانے تک دار العلوم علیمیہ، جمدا شاہی سے وابستہ رہے۔

علما کے مقام و مرتبہ سے متعلق ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے: "قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ" (پارہ ۲۳، سورۂ زمر، رکوع ۱۵، آیت ۹)

ترجمہ: تم فرماؤ کیا علم والے اور بے علم برابر ہیں؟

دوسری جگہ فرمان باری تعالیٰ ہے: "یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِیْنَ

اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ" (پارہ ۲۸، سورۂ مجادلہ، رکوع ۲، آیت ۱۱)

ترجمہ: اللہ تم میں سے ایمان والوں کے اور ان کے درجات بلند فرماتا ہے جنہیں علم دیا گیا۔

اور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے علما کو انبیا کا وارث قرار دیا ہے: "وَاِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ" (سنن ابوداؤد، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ، مسند امام احمد بن حنبل)

ترجمہ: بے شک علما انبیا کے وارث ہیں۔

امام اہل سنت، ہمارے اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے عالم کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

"عالم کی تعریف یہ ہے کہ عقائد سے پورے طور پر آگاہ ہو اور اپنی ضروریات کو کتاب سے نکال سکے بغیر کسی کے مدد کے" (احکام شریعت، حصہ دوم، صفحہ ۲۳۱)

فتاویٰ تاتارخانیہ میں کہا گیا ہے "اِنَّمَا الْعَالِمُ مَنْ عَمِلَ بِعِلْمِهٖ" عالم وہی شخص ہے جو اپنے علم پر عمل کرے۔ اسی کو شیخ سعدی علیہ رحمۃ الباری نے یوں بیان کیا ہے:

علم چنداں کہ بیشتر خوانی چوں عمل در تو نیست نادانی

ایک مقام پر ہمارے اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:۔

"عالم شریعت اگر اپنے علم پر عامل بھی ہو چاند ہے کہ آپ ٹھنڈا اور تمہیں روشنی دے ورنہ شمع ہے کہ خود جلے مگر تمہیں نفع دے" (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۱، ص ۵۳۱)

حضرت قیامی صاحب علیہ الرحمہ کو میں نے اپنے عہد طالب علمی سے دیکھا ہے، آپ تقویٰ شعار، عبادت گزار، علم و عمل کے جامع، عادات رذیلہ سے دور اور بہت سی عمدہ خصوصیات کے حامل تھے۔

قیامی صاحب چونکہ والد گرامی سے شرف تلمذ رکھتے تھے، اس لئے آپ اپنے شفیق و کریم استاد کا حد درجہ ادب و احترام کرتے، آپ کے حکم بلکہ رائے کی تعمیل کو واجب سمجھتے، مجھ سے بھی جب

ملاقات ہوتی تو آپ عقیدت ومحبت سے ملتے، خانقاہ نظامیہ میں بارہا آپ کی تشریف آوری ہوتی اور نظامی دارالقلم سے شائع ہونے والی کتابوں پر اپنے گراں قدر تاثرات سے نوازتے۔

آج سے بارہ سال پہلے جب کہ قیامی صاحب علیہ الرحمہ دارالعلوم علیمیہ، جمداشاہی میں تدریسی خدمات انجام دے رہے تھے، والد بزرگوار، حضور خطیب البراہین علیہ الرحمہ کی سوانح حیات پر آپ نے ایک نئ جہت سے کتاب ترتیب دی تھی، جس کی طباعت واشاعت اس وقت نہ ہوسکی البتہ اسی سال عرس نظامی کے موقع پر اس کا رسم اجرا ہوا اور حلقۂ نظامیہ میں اس کا زبردست استقبال کیا گیا اور بہت سے علما نے انہیں خراج تحسین پیش کیا۔

مذکورہ باتوں سے اہل علم سمجھ گئے ہوں گے کہ حضرت قیامی صاحب علیہ الرحمہ کو خانقاہ نظامیہ سے کس قدر والہانہ لگاؤ تھا۔ اب اگرچہ قیامی صاحب بظاہر ہمارے درمیان نہ رہے، لیکن خانقاہ نظامیہ کی کتابوں میں آج بھی وہ موجود ہیں۔

راقم الحروف آپ کے تمام شہزادگان بالخصوص حضرت مولانا عرفان رضا علیمی صاحب کو نصیحت کرتا ہے کہ آپ کے والد محترم جماعت اہل سنت کے ایک معتبر اور مستند عالم تھے، اس لئے آپ سب ان کے طریق وروش پر مکمل طور پور گامزن رہیں اور ان کے ارشادات وفرمودات پر عمل کر کے ان کی روح کو تسکین بخشیں۔

اخیر میں دعا ہے کہ اللہ تعالی حضرت قیامی صاحب کی مغفرت فرمائے، درجات کو بلند یاں عطا کرے اور آپ کی علمی خدمات کو آپ کے لئے صدقۂ جاریہ بنائے اور آپ کے صاحبزادہ حضرت مولانا عرفان رضا علیمی کو آپ کا سچا وارث وجانشین بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلوات اللہ علیہم اجمعین۔

دعا گو: محمد حبیب الرحمٰن الرضوی

سجادہ نشیں خانقاہ عالیہ، قادریہ، برکاتیہ، نوریہ، رضویہ، نظامیہ اگیا، چھاتا، کبیر نگر (یو، پی)

۴ر صفر المظفر ۱۴۴۴ھ مطابق ۲ر ستمبر ۲۰۲۲ء بروز جمعہ مبارکہ

دید وشنید:

مومن صالح

حضرت علامہ محمد شفیق الرحمٰن رضوی مصباحی صاحب قبلہ
استاذ دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی، بستی، یوپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿٢٧﴾

یہ دنیا دار فانی ہے، ہر شخص اپنی مدت حیات پوری کر کے اپنے مالک حقیقی سے جا ملتا ہے۔ ان میں کچھ ہستیاں ایسی بھی ہوتی ہیں جنھیں بعد وصال بھی ہم یاد کرتے ہیں اور خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ اپنی قیمتی زندگی کے حسین لمحات کو خدمت دین وسنیت اور اتباع شریعت کے لیے وقف کر دیتے ہیں۔

چند ایسے سعادت مند حضرات جب سفر آخرت پر روانہ ہوتے ہیں تو وہ کچھ ایسے سج دھج سے اس جہان فانی سے کوچ کرتے ہیں کہ ان پر زمین وآسمان روتے ہیں، در ودیوار سوگوار ہوتے ہیں اور منظر کچھ یوں سامنے آتا ہے:

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا
فرش پر ماتم اٹھے وہ طیب وطاہر گیا

استاذ العلما والاساتذہ حضرت علامہ مولانا تفسیر القادری قیامی علیہ الرحمہ کا شمار بھی ایسے ہی پاکان امت میں ہوتا ہے۔ آپ کی اچانک وفات حسرت آیات سے پوری دنیائے سنیت سوگوار ہے۔

موصوف اعلیٰ فکر اور سنجیدہ خیالات کے متدین عالم دین تھے، آپ نے جس دور اندیشی، تحمل اور مخلصانہ کوششوں سے دارالعلوم علیمیہ، جمداشاہی کو تعلیمی عروج تک پہونچایا، آب زر سے لکھے جانے کے لائق ہے۔ راقم کو ماہ مئی ۱۹۸۵ء میں دارالعلوم علیمیہ، جمداشاہی میں حضرت علامہ مولانا معین الحق علیمی رحمۃ اللہ علیہ (صدر اعلیٰ دارالعلوم علیمیہ، جمداشاہی) نے تدریسی خدمت کا موقع عنایت

فرمایا۔اس وقت قیامی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی صدرالمدرسین کا فریضہ انجام دے رہے تھے۔

میرے اور موصوف قیامی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے برسہابرس کے تعلقات تھے، الحمدللہ موصوف رحمۃ اللہ علیہ نہایت ہی حلیم وبردبار اور خوش اخلاق شخص تھے، انھوں نے اپنی زندگی کا ایک طویل عرصہ دارالعلوم علیمیہ کی خدمت میں گزارا۔اس دوران وہ بڑی تندہی اور جاں فشانی کے ساتھ اپنے فرائض کو انجام دیتے رہے۔ایک ذہین عالم دین، خوش طبع، ترجمان دین ومسلک ومشرب، تمام احباب وانصار کو روتا بلکتا چھوڑ کر خدمت دین ومذہب کرتا ہوا اپنے خالق حقیقی سے جاملا۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہرباری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

میں اپنی جانب سے اور اپنے فرزند ارجمند حافظ وقاری، مولانا محمد ضیاء الرحمٰن علیمی علیگ کی جانب سے حضرت علامہ تفسیر القادری قیامی صاحب علیہ الرحمہ کے اہل خانہ اور ان کے فرزندان، ان کے پس ماندگان، خصوصیت کے ساتھ عزیز القدر حافظ وقاری، مفتی محمد عرفان سلمہ المولیٰ تعالیٰ کو تعزیت پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ رب تبارک وتعالیٰ اس صدمہ جانکاہ پر انھیں صبر جمیل واجر جزیل عطا فرمائے۔آمین۔

محمد شفیق الرحمٰن رضوی مصباحی

خادم دارالعلوم علیمیہ، جمدا شاہی، ضلع بستی، یوپی

منبع رشد وہدایت

حضرت علامہ مفتی عبدالسلام قادری مصباحی صاحب قبلہ
شیخ الحدیث جامعہ انوارالعلوم تلسی پور، بلرام پور، وسابق استاذ دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی

حامداً ومصلیاً ومسلماً

منبع رشد وہدایت، پیکر اخلاص ومحبت، ماہر درسیات، نمونہ اسلاف، سراپا اخلاق نبوی، وفادار خانقاہ مخدومی بلہری شریف، حضرت العلام محمد تفسیر القادری قیامی نوراللہ مرقدہ بلاشبہہ ہمہ گیر محاسن وکمالات کے مالک تھے، اپنی پوری قیمتی متاع حیات کو خدمات دین ہی میں صرف فرمایا، ہمہ تن گوش ہو کر خلوص وللہیت کے ساتھ بلاریب قال اللہ وقال الرسول کا درس طالبان علوم نبویہ کو دیتے رہے۔

حضرت قیامی صاحب قدس سرہ جماعت اہل سنت کے وہ عظیم سرمایہ تھے جن کے انمٹ نقوش تاقیامت باقی رہیں گے۔

آپ کی زندگی کے تمام گوشے روز روشن کی طرح ظاہر وباہر ہیں، آپ کے اخلاق عالیہ ودیگر محاسن وکمالات کی طرف توجہ کی جائے تو ہر کمال میں وہ یکتائے روزگار وبے مثال تھے۔خاص کر صبر وتحمل اور تدبر آپ کی فطرت ثانیہ تھی، اپنی پوری زندگی بے نفس ہو کر آپ نے گزارا، اسٹاف میں کبھی کسی سے کوئی نزاع واختلاف نہیں کیا اور نہ کبھی آپ نے اپنی بالادستی ظاہر فرمایا کہ جس سے کوئی نزاع رونما ہو۔

تدریس، تصنیف وتالیف، شعر وشاعری، فن مناظرہ غرضے کہ ہر میدان کے عظیم شہسوار تھے۔
خدائے قدیر بطفیل حبیبہ الکریم حضرت کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور آپ کی قبر کو بقعۂ نور بنائے اور آپ کے صاحبزدگان ودیگر پسماندگان کو صبر جمیل واجر جزیل عطا کرے۔آمین۔

دعا گو: عبدالسلام قادری مصباحی

۱۰؍صفر المظفر ۱۴۴۴ھ/۸؍ستمبر ۲۰۲۲ء

قیامی صاحب میری نظر میں

حضرت علامہ محمد کمال اختر قادری صاحب قبلہ
استاذ دارالعلوم نورالحق چرہ محمد پور، وسابق استاذ دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی، بستی

اس کائنات میں انبیاے کرام اور مرسلین عظام کی تشریف آوری کا مقصد بھٹکی ہوئی انسانیت کو صراط مستقیم پر گامزن کرنا تھا، سب سے آخر میں خاتم پیغمبراں تاجدار ختم نبوت حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری ہوئی، آپ نے اپنی تعلیمات سامیہ اور اخلاق حسنہ سے گری ہوئی انسانیت کو صرف وقار ہی نہیں بخشا بلکہ عظمت ورفعت کی بلندیوں پر پہونچا دیا، آپ کی بعثت کے ساتھ ہی نبوت ورسالت کا سلسلہ بھی منقطع ہو گیا، اب کوئی دوسرا نبی نہیں آئے گا، اس لیے قادر مطلق نے امت محمدیہ علیٰ صاحبہا افضل التحیۃ کی ہدایت ورہنمائی کے لیے علماے کرام کی مقدس وبابرکت جماعت کو پیدا فرمایا۔ انھیں باکمال اشخاص میں آسمان علم وعمل پر آفتاب وماہتاب بن کر چمکنے والی ذات، استاذ العلما، عالم ربانی حضرت علامہ الحاج اشاہ محمد تفسیر القادری قیامی کی بھی ہے۔

حضرت قیامی صاحب اسلاف کے پاکیزہ کردار کے آئینہ دار، میدان لوح وقلم کے شہسوار اور مسلک اعلیٰ حضرت ومشرب مخدوم بھیکا کے سچے ترجمان تھے۔ آپ انگنت علوم وفنون میں مہارت تامہ رکھتے تھے، بالخصوص فارسی زبان وادب میں تو آپ کو اپنے معاصرین پر تفوق وبرتری حاصل تھی۔ حضور شیخ القرآن علامہ عبداللہ خان عزیزی سابق صدرالمدرسین دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی، بستی اکثر ماہر فارسیات کے لقب سے ہی آپ کا ذکر کرتے۔

آپ سلسلہ عالیہ قادریہ چشتیہ فردوسیہ مخدومیہ سبحانیہ میں مخدوم المشائخ پیر طریقت حضرت علامہ سید شاہ عبدالسبحان نوراللہ مرقدہ کے دست حق پرست پر بیعت تھے اور اس سلسلہ کے فروغ وارتقا میں آپ نے ایک نمایاں وکلیدی کردار ادا کیا۔

درس وتدریس کے ساتھ آپ نے اپنی پوری زندگی ملت بیضا، شریعت غرا اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں گزاری۔ مسلک اعلیٰ حضرت کی محبت کا جام آپ کو مرشد گرامی مخدوم

المشائخ حضرت علامہ سید شاہ عبدالسبحان قدس سرہ کے میکدۂ صافی سے عطا ہوا تھا۔

قیامی صاحب جہاں ایک مدرس تھے وہیں ایک سنجیدہ باکمال نکتہ داں خطیب بھی تھے۔ صرف الم پر دو گھنٹہ شاندار خطاب فرماتے اور اپنے مافی الضمیر کو ہر خاص وعام کے ذہن ودماغ میں اتار دیتے، جب کہ اہل علم جانتے ہیں کہ یہ عنوان کتنا ادق ومشکل ہے۔

حضرت قیامی صاحب سے پہلی بار میری ملاقات ۱۹۷۷ء میں موضع علاؤالدین پور گلریہوا ضلع گونڈہ کے ایک جلسے میں ہوئی، جس میں آپ خصوصی خطیب کی حیثیت سے تشریف لائے تھے۔ اس وقت میں مادر علمی جامعہ انوارالرضا گوراچوکی میں زیر تعلیم تھا۔ پھر دس سال کے بعد ۱۹۸۷ء میں اس وقت ملاقات ہوئی جب میں تدریسی خدمات انجام دینے کے لیے دارالعلوم علیمیہ، جمداشاہی میں حاضر ہوا۔

نومبر ۱۹۸۷ء سے جنوری ۱۹۹۵ء کا عرصہ ہم نے حضرت قیامی صاحب کے ساتھ گزارا، حضرت مجھ پر بڑی شفقت فرماتے اور میں بھی ان کے اکرام میں کوئی کمی نہ کرتا۔ ۱۹۸۶ء سے ۱۹۹۶ء تک کا عرصہ دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی کے بہت ہی عروج وارتقا کا تھا اس وقت دارالعلوم ترقی کی شاہراہ پر تھا۔

حضرت قیامی صاحب، حضور شیخ القرآن کے شانہ بشانہ ہمیشہ دارالعلوم کی فلاح وصلاح کے لیے کوشاں رہتے، کسی معاملہ میں حضور شیخ القرآن کو قدرے دشواری ہوتی تو حضرت قیامی صاحب اپنی کمال فطانت ودانش مندی سے اسے حل فرما دیتے، چنانچہ ایک بار ہم اساتذہ کے درمیان کتابیں تقسیم ہوئیں، ہماری بادشاہی نامی کتاب حضرت قیامی صاحب کے حصہ میں آئی لیکن جب لائبریری میں دیکھا گیا تو ایک نسخہ بھی دستیاب نہ ہو سکا۔ حضور شیخ القرآن بہت فکر مند ہوئے کہ اب اس کتاب کا درس کیسے ہوگا؟ برجستہ حضور قیامی صاحب نے فرمایا حضور آپ فکر نہ کریں میں اس کا کوئی نہ کوئی حل نکالتا ہوں۔ دو چند دنوں میں حضرت قیامی صاحب نے اپنے مضبوط حافظہ اور قوی یادداشت کی مدد سے ایک بہت وقیع وجامع نوٹ تیار فرما دیا اور کئی سال تک خود قیامی صاحب اسی کی مدد سے بچوں کو درس دیتے رہے۔

حضرت قیامی صاحب سے زیادہ کثیر المطالعہ میں کسی کو نہ پاسکا، بسا اوقات ہم نے دیکھا کہ

ناشتہ کرتے کرتے کئی کئی صفحات کا مطالعہ کرلیا کرتے۔درس وتدریس کے علاوہ قیامی صاحب کے خدمت خلق کا شعبہ بھی بڑا وسیع تھا، علاقہ وقرب وجوار میں کثرت کے ساتھ میلاد شریف پڑھنا، مساجد ومکاتب میں ائمہ واساتذہ کا تقرر رضا کارانہ طور پر آپ نے اپنے ذمہ لے رکھا تھا، نیز حاجت مندوں اور مصیبت زدگان کو اپنے اور حضور شیخ القرآن کے حصہ کی تعویذیں دینا بھی آپ نے اپنے فرائض میں شامل کررکھا تھے۔الغرض یہ کہ آپ کام کے بھاری بھرکم مشین تھے،اور حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے فرمان عالی شان ''زمین کے اوپر کام، زمین کے نیچے آرام'' کے آپ مکمل مصداق تھے۔

گزشتہ صدی کی نویں اور دسویں دہائی میں جہاں ایک طرف دارالعلوم علیمیہ ترقی کے عظیم شاہراہ پر تھا کہ اسی زمانے میں مفتی محمد اختر حسین صاحب علیمی ،ڈاکٹر انوار احمد صاحب،مولانا معراج احمد صاحب،مولانا احمد رضا صاحب بغدادی اور مفتی نظام الدین صاحب قادری وغیرہ جیسے صاحب صلاحیت وماہر فن علما فارغ ہوئے ،وہیں دوسری طرف دارالعلوم علیمیہ کو کبھی کبھار کچھ مدوجزر کا بھی سامنا رہا،لیکن قیامی صاحب کی ذات ہمیشہ آئینہ کی طرح صاف وشفاف رہی۔

اس میں شک نہیں کہ یہ ساری برکتیں وعظمتیں آپ کو آل رسول،سادات کرام اور پنجتن پاک سے محبت کے صلہ میں ملی ہیں اور یہ سب آستانہ عالیہ چشتیہ فردوسیہ بلہری شریف سے کمال وفاداری کا نتیجہ ہے۔

آپ اس سلسلہ کے صرف مرید ہی نہیں بلکہ ایک فرد کی طرح جانے پہچانے جاتے ہیں۔سیدی سندی حضور سید عبدالرب صاحب قبلہ صاحب سجادہ آستانہ عالیہ فردوسیہ بلہری شریف جب بھی آپ سے مخاطب ہوتے تو ماموں کہہ کر ہی مخاطب ہوتے ،آپ نے اپنے بعد ایک صاحب صلاحیت، باعمل ،نیک طینت علمی وارث ،سچا جانشین،محب گرامی مولانا مفتی محمد عرفان رضا کی شکل میں چھوڑا اور دنیا سے جاتے جاتے آپ کی زبان پر یہی نغمہ جاری رہا:

لی خمسة اطفی بها حر الوباء الحاطمة

المصطفیٰ والمرتضیٰ وابناهما والفاطمة

کیجے مدد مخدوم شہ بھیکا خدا کا واسطہ

کیجے مدد ختم الرسل مولیٰ علی کا واسطہ

کیجے مدد دست دعائے فاطمہ کا واسطہ

آباد کردو دل قیامیؔ کا ہے ویرانہ شہا

یہ امر بہت خوش آئند ہے کہ آپ کے محبین ومخلصین آپ کی حیات وخدمات کے حوالے سے ایک کتاب شائع کررہے ہیں،راقم الحروف اس لائق نہیں کہ حضرت قیامی صاحب جیسی شخصیت پر کچھ خامہ فرسائی کرسکے،لیکن حضرت کے ساتھ ایک طویل عرصہ میں نے دارالعلوم علیمیہ میں گزارا ہے اس لیے کچھ سطور سپرد قرطاس کررہا ہوں۔

محمد کمال اختر

چرہ محمد پور،فیض آباد

گونا گوں خوبیوں کی حامل شخصیت

حضرت علامہ نفیس احمد مصباحی صاحب قبلہ
استاذ الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ، وسابق استاذ دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی

استاذ الاساتذہ، حضرت مولانا محمد تفسیر القادری قیامی علیہ الرحمہ، سابق استاذ دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی ایک باعمل عالم، بافیض استاذ، بے لوث مربی، دردمند داعی و مصلح اور خوش فکر، خوش عقیدہ، خوش اخلاق صالح انسان تھے۔

ان کی شخصیت سے میری باضابطہ روشناسی اس وقت ہوئی جب ۱۹۹۶ء میں دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی میں شعبہ عالیہ کے استاذ کی حیثیت سے میرا تقرر ہوا۔ حضرت قیامی صاحب اس وقت دار العلوم کے مین گیٹ والی دو منزلہ عمارت کی بالائی منزل میں رہتے تھے۔ پابندی کے ساتھ جماعتِ مسجد کی حاضری، اور درس گاہ کی حاضری ان کا معمول تھا۔

رہن سہن میں سادگی، لباس میں بے تکلفی، قول و عمل میں یکسانیت اور سیاست حاضرہ سے دوری ان کی زندگی کے تابناک گوشے ہیں۔

گھنٹی لگنے کے بعد سلام میں پھر درس گاہ میں حاضر ہوتے اور جن کتابوں کی تدریس ان کے ذمے ہوتی، پوری پابندی کے ساتھ اس کی تکمیل کرتے، تدریس، تقریر اور گفتگو میں عموماً ایجاز واختصار کی بجائے بسط و تفصیل اور تفسیر و توضیح کا پہلو غالب ہوتا۔ اور شاید یہ ان کے نام (تفسیر) کا خوش گوار اثر تھا کہ حدیث شریف میں آیا ہے: ''**الأسماء تنزل من السماء**۔'' مطلب یہ ہے کہ نام کا مسمّٰی میں کچھ نہ کچھ اثر ہوتا ہی ہے۔

وعظ و خطابت سے بھی ان کا رشتہ مضبوط تھا، مگر اس میں پیشہ ورانہ رنگ نہیں تھا، بلکہ دعوت و تبلیغ اور اصلاح وارشاد کا پہلو غالب ہوتا تھا۔ اس لیے وہ اپنی تقریر میں بہت گاڑھے الفاظ اور مشکل تعبیرات کے استعمال سے بچتے تھے، بہت باریک مضامین بیان نہیں کرتے تھے جو عوام کے سر کے اوپر سے نکل جائیں اور انھیں سمجھ میں نہ آئیں۔ بلکہ سادہ اور عام فہم الفاظ میں ضرورت کے مضامین

بیان کرتے، کبھی عقائد اہل سنت کے اثبات و تایید پر گفتگو ہوتی، کبھی اصلاح اعمال کا پہلو سامنے لاتے اور وہ باتیں بیان کرتے جن سے زندگی سنورتی اور نکھرتی ہے۔ وہ دوران تقریر سامعین پر خطابت کی دھونس جمانے کے قائل نہیں تھے۔ بلکہ فکر کی تطہیر، عقیدے کی شفافیت، روحانیت کی بالیدگی، اور اعمال کی درستی ان کا مطمحِ نظر ہوتی۔

درس گاہ میں طلبہ کے ساتھ شفقت و مہربانی کا برتاو کرتے، اور مناسب انداز میں ان کی تربیت واصلاح کرتے۔ فارسی زبان سے انھیں خصوصی دل چسپی تھی، اس لیے فارسی کتابیں بڑے شوق و رغبت سے پڑھاتے، اور اس میں ان کا رنگ تدریس کچھ زیادہ ہی نمایاں اور ممتاز ہوتا تھا۔ اندازِ تدریس کے تعلّق سے تفصیلات ان کی درس گاہ سے فیض یاب ہونے والے شاگرد کچھ زیادہ اچھے انداز میں بیان کر سکتے ہیں۔

دار العلوم علیمیہ میں میرے قیام کے زمانے میں وہاں کے نصاب تعلیم میں جزوی ترمیم ہوئی جس میں استاذ العلما حضرت مولانا فروغ احمد اعظمی اور حضرت مولانا مفتی محمد نظام الدین علیمی مصباحی صاحبان کے ساتھ راقم سطور بھی پیش پیش تھا۔ اس وقت مندرجہ ذیل کتابیں داخل نصاب ہوئیں: ''البلاغۃ الواضحۃ''، ''شرح شذور الذہب''، ''قصیدتان رائعتان'' اور ''ریاض الصالحین'' جن کی تدریس ہم تین لوگوں کے ہی حصے میں آئی۔

دوسرے سال تدریس کے لیے کتابوں کی تقسیم سے پہلے حضرت قیامی صاحب نے فرمایا: میں نے ریاض الصالحین کا سرسری مطالعہ کیا۔ یہ کتاب بہت اچھی اور مفید ہے، میری خواہش ہے کہ اس سال اس کتاب کی گھنٹی مجھے دے دی جائے، کیوں کہ اس میں فضائل واصلاح اعمال پر بہت مؤثر اور کارآمد حدیثیں جمع کی گئی ہیں۔ حضرت کی خواہش کے احترام میں اس کتاب کی تدریس ان کے حوالے کر دی گئی۔ بعد میں فرمانے لگے یہ کتاب وعظ و تقریر کے لیے بھی مفید ہے، ایک محنت میں دو فائدے ہو رہے ہیں، ''آم کے آم، گٹھلیوں کے دام''، ''ایک پنتھ دو کاج''۔

اساتذۂ دار العلوم علیمیہ سے بھی ان کے تعلّقات اچھے تھے۔ ہر ایک سے خندہ پیشانی سے ملتے، خوش اخلاقی، خوش گفتاری اور خوش اسلوبی سے پیش آتے۔ بڑی مرنجاں مرنج شخصیت کے مالک تھے۔ اپنی گفتار و کردار سے کسی کو تکلیف پہنچانا، کسی کی ہتک عزّت کرنا، کسی کی حیثیت عرفی کو

زک پہنچانا ان کی فطرت کے خلاف تھا۔

وہ عموماً مقامی اور مذہبی گروہ بندی سے بھی دور تھے، اپنے کام سے کام، اپنے فرض منصبی کی ادائیگی میں مصروف، تعلیمی اوقات کے علاوہ تعویذ نویسی، قرب وجوار کی میلاد کی محفلوں میں شرکت اور دیگر ذرائع سے خدمت خلق کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے۔ ان کے پیش نظر سرکار اقدس ﷺ کا یہ ارشاد گرامی تھا: **خیرُ الناس من ینفع الناس**۔ (لوگوں میں بہتر انسان وہ ہے جو خلق خدا کو فائدہ پہنچائے)

صوفیۂ کرام اور اللہ کے نیک بندوں کا یہی طریقہ رہا ہے۔ وہ تاحدّ امکان خلق خدا کی اذیت رسانی سے بچتے اور جس طرح بھی ان سے بن پڑتا اس کی خدمت اور نفع رسانی کے کام کرتے۔ سچ کہا ہے شیخ سعدی شیرازی نے:

طریقت بجز خدمت خلق نیست

بہ تسبیح وسجادہ ودلق نیست (بوستاں)

(تصوّف، خدمتِ خلق کے بغیر نہیں، یہ صرف تسبیح، مُصلّا اور گڈری میں نہیں ہے۔)

سلطان المشائخ محبوب الٰہی حضرت خواجہ سید محمد نظام الدین بدایونی ثم دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''قیامت کے بازار میں کوئی سامان اس قدر قیمتی نہ ہوگا جس قدر دلوں کو راحت پہنچانا۔''

حافظ شیرازی لکھتے ہیں:

مباش درپے آزار وہرچہ خواہی کن   کہ در طریقت ما بیش ازیں گناہے نیست

(دوسروں کی اذیت رسانی کے درپے مت رہو، باقی جو چاہو کرو، کیوں کہ ہم صوفیہ کے مسلک میں خلق آزاری سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں ہے)

انھوں نے زندگی بھر درس وتدریس سے اپنا رشتہ مضبوط رکھا، سات مدرسے اور دار العلوم ان کی خدمتِ تدریس سے فیض یاب ہوئے۔ ہزاروں بچوں اور بچیوں کو انھوں نے اسلامی شریعت کے مطابق زندگی گزارنے کا سلیقہ بتایا۔ قابل رشک ہے وہ انسان جس نے پوری زندگی قرآن کریم اور اس کے احکام سیکھنے اور سکھانے میں گزار دی۔ حدیث نبوی ہے: **خیرُکم من تعلّم القرآن**

و علّمه۔ (تم میں سب سے بہتر انسان وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے)

مذکورہ بالا تمام خوبیوں کے ساتھ حضرت کی ایک سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ ایک اچھے انسان تھے۔ عالم، پیر، استاذ تو بہت مل جاتے ہیں، مگر سماج میں اچھے انسان خال خال ہی نظر آتے ہیں۔ بقول شاعر:

ہزار چہرے ہیں موجود، آدمی غائب   یہ کس خرابے میں دنیا نے لاکے چھوڑ دیا

روم کا ایک راہب فلسفی ''دیوجانس کلبی'' (وفات: ۳۲۳ ق م) ایک دن دوپہر کے وقت ہاتھ میں چراغ لے کر ایتھنز (اٹلی) کی گلیوں میں گھوم رہا تھا۔ کسی نے اس سے پوچھا: تم چراغ لے کر کیا تلاش کر رہے ہو؟ اس نے مسکرا کر جواب دیا: ''میں آدمیوں کے ہجوم میں انسان تلاش کر رہا ہوں۔''

مولانا روم نے مثنوی معنوی کے ایک شعر میں دیوجانس کلبی کا ذکر کیا ہے: اس شعر کا مفہوم یہ ہے: ''کل ایک عمر دراز شخص ہاتھ میں چراغ لیے شہر میں گھومتا رہا اور کہتا رہا کہ میں ان چوپایوں سے دل برداشتہ ہو گیا ہوں اور کسی ''انسان'' سے ملاقات کا متمنی ہوں''۔

اردو کے ایک شاعر کی زبان میں:

گھروں پہ نام تھے، ناموں کے ساتھ عہدے تھے

بہت تلاش کیا، کوئی آدمی نہ ملا

اچھا آدمی وہی ہوتا ہے جس میں انسانیت، خلقِ خدا کے ساتھ ہمدردی، اور ممکنہ حد تک اس کی پریشانیوں کا مداوا کرنے کا جذبہ ہو۔

خلاق کائنات نے حضرت قیامی صاحب علیہ الرحمہ کو انسانیت، ہمدردی اور دوسروں کی غم گساری کے جذبے سے بھی حصۂ وافر عطا فرمایا تھا۔ وہ طلبہ، علما اور عوام کے ساتھ ہمدردی اور انسانیت کا برتاو کرتے تھے۔

اخیر میں اس دعا پر اپنی بات ختم کرتا ہوں:

''خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں جانے والے میں''

نفیس احمد مصباحی

استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

ایک جامع صفات شخصیت

حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین قادری صاحب قبلہ
استاذ و مفتی دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی، یوپی

حضرت علامہ محمد تفسیر القادری صاحب قیامی قدس سرہ ایک ایسے عالم ربانی تھے جو اپنی گونا گوں خوبیوں کی بنا پر اپنے عہد کے علما میں نمایاں، ممتاز بلکہ فائق الاقران تھے۔ اہل سنت کی ممتاز ترین اور مرکزی درس گاہ مظہر اسلام میں اساطین امت کے مبارک ہاتھوں سے خلعت و دستار سے سرفرازی کے بعد سے، حب جاہ وحشمت سے دور ونفور، سادگی اور انکسار کا نمونہ بن کر، اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ آپ نے درس وتدریس دعوت وارشاد، اصلاح وتزکیہ نفس، وعظ وتبلیغ اور تحریر وتصنیف نیز نفع رسانی کے دیگر موثر ذرائع کو بروے کار لا کر نصف صدی سے زائد عرصہ تک اپنی مثالی خدمات سے طلبہ علما اور عوام اہل سنت کو فیض یاب کیا، اور ہر میدان میں پائیدار اور انمٹ نقوش چھوڑے۔

عمرِ خویش نثار رہِ یارے کردم
شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم

بلا خوفِ تردید کہا جا سکتا ہے کہ ہند اور بیرون ہند میں بکھرے ہوئے براہ راست یا بالواسطہ حضرت قیامی صاحب قبلہ کے فیض یافتہ تلامذہ کی تعداد ضبط وشمار سے باہر ہے، ان کی عظمتِ شان کا ایک درخشاں پہلو یہ بھی ہے کہ ان کی درسگاہِ فیض کے ہر خوشہ چین کی زبان ان کی مداح اور ثنا خوان ہے۔ وہ اپنی مقناطیسی شخصیت کی بنا پر علما، طلبہ اور عوام میں یکساں مقبول تھے۔

حضرت قیامی صاحب اپنے اساتذہ اور مشائخ بالخصوص خانوادہ شیخ طریقت کے افراد واشخاص کا بے حد ادب واحترام کرنے والے تھے، جب کسی استاذ یا شیخ کا ذکر جمیل کرتے تو عقیدت کی وارفتگی کی جھلکیاں ان کی زبان وبیان سے صاف محسوس کی جا سکتی تھیں۔ فرطِ عقیدت سے نگاہیں جھک جاتیں۔

بڑوں کا احترام واکرام کرنے والے لوگ تو کثرت سے پائے جاتے ہیں، لیکن حضرت قیامی

صاحب قبلہ کی بیکراں شفقت وغایت درجہ تواضع تھی کہ وہ اپنے چھوٹوں کو بھی بڑے اعزاز واکرام سے نوازتے۔ اصاغر کو بھی وہ دلنواز انداز میں کلماتِ تکریم واعزاز سے مخاطب فرماتے۔

ملنساری اور خدمتِ خلق کا جذبہ بے کراں آپ کے دل میں ایسا موجزن تھا کہ آپ کا دروازہ درس وتدریس سے فارغ اوقات میں عوام اہل سنت کے لیے کھلا رہتا، ہر کوئی بلا تکلف آتا اور آپ حسب حیثیت خنداں پیشانی کے ساتھ ان کی ضیافت اور حاجت روائی فرماتے۔ آپ کے پاس پریشان حال آتے، بیمار لوگ آتے، خانگی مسائل اور الجھنوں کے شکار افراد آتے، مدارس مکاتب اور مساجد سے وابستہ علما، ائمہ اور ذمہ داران آتے اور آپ "**خیر الناس من ینفع الناس**" کی عملی تفسیر بن کر ان کے مسائل حل فرماتے، ان کی پریشان حالی بیماری دور کرنے کی تدبیر فرماتے، دعائیں کرتے، تعویذیں دیتے، نصیحتیں فرماتے۔ **تقبل اللہ مساعیہ وجزاہ عنا وعن جمیع المسلمین خیر ما یجازی بہ عبادہ الصالحین۔**

حضرت قیامی صاحب سادگی اور انکسار کا پیکر تھے، ان سے ملنے والا اگر پہلے سے ان کا شناسا نہ ہوتا تو وہ ہرگز یہ نہ سمجھ سکتا کہ سادگی اور انکسار کا یہ پیکر مجسم، علوم نقلیہ اور عقلیہ میں رسوخ اور مہارت رکھنے والا اور اہل سنت کے عظیم الشان اور مرکزی ادارہ کا ایک کہنہ مشق اور عبقری استاذ ہے۔

حضرت قیامی صاحب طلبہ پر بے حد شفیق ومہربان تھے۔ درس وتدریس کے علاوہ ان کے کردار وعمل کی اصلاح میں کوشاں رہتے، مطالعہ، اسباق میں حاضری کی پابندی اور بحث ومذاکرہ کی تاکید فرماتے اور وقت کو زیادہ سے زیادہ موثر بنانے کی ہدایات فرماتے۔

حضرت قیامی صاحب ان علماے ربانیین کی صف اول میں ممتاز حیثیت کے حامل ہیں جنھوں نے دارالعلوم علیمیہ کو شاہراہِ ترقی پر گامزن کرنے میں بڑی جدوجہد کی ہے، آپ نے تقریباً چونتیس سال تک اپنے خونِ جگر سے اس علمی گلشن کی آبیاری کی ہے، اس طویل عرصہ میں متعدد بار آپ عبوری صدر المدرسین بھی رہے اور اساتذہ کی ٹیم کے اشتراک عمل سے ادارہ کی آن بان اور شان وشوکت میں اضافہ کیا ہے۔

دارالعلوم علیمیہ کی ملازمت کے اخیر کے تقریباً دس سالوں تک آپ نے دارالعلوم علیمیہ کے ایک ذیلی ادارہ دارالعلوم علیمیہ نسواں کی قیادت کی باگ ڈور سنبھالی اور اپنی حیرت انگیز صلاحیت اور جدو

جہد سے اس ادارہ کو دختر انِ اہل سنت کے اداروں میں ایک نمایاں اور ممتاز مقام دلانے کا اعزاز حاصل کیا۔

اپنی طویل عہد ملازمت اور متعدد بار عہدہ صدارت سنبھالنے کی مدت میں کبھی کسی استاذ یا ملازم کے ساتھ نزاع وجدال تو دور کبھی کسی کے ساتھ تیز کلامی بھی نہیں سنی گئی۔ **ذلک فضل اللّٰہ یوتیه من یشاء، واللّٰہ ذو الفضل العظیم۔**

حضرت قیامی صاحب جہاں بھی رہے اپنے اوصاف حمیدہ خصائل جمیلہ کی بنا پر لوگ ان کے گرویدہ رہے، اپنے مخصوص اوراد و وظائف اور معمولات کے بڑے پابند تھے۔ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرنے میں کبھی آپ کی پیشانی پر شکن نہیں دیکھی گئی۔

ہائے افسوس! وہ عالم ربانی جو نصف صدی سے زائد عرصہ تک طالبانِ علوم نبویہ میں علوم و معارف کے بیش قیمت گہر لٹاتا رہا، اور عوام اہل سنت کو اپنی حکیمانہ پند و موعظت اور اصلاح وارشاد سے شاد کام کرتا رہا، جس نے مشرقی یوپی کی ممتاز دینی درسگاہ کو ایک طویل عرصہ تک زینت بخشی اور اس کی عظمت اور شان بان میں اضافہ کیا۔ ۱۸ محرم الحرام ۱۴۴۴ھ کو خدائے ارحم الراحمین کی جوار رحمت میں چلا گیا۔ **تغمدہ اللّٰہ برضوانه و اسکنه بحبوحة جنانه۔**

کسی عظیم شاعر نے کہا ہے:

نامِ نیکو رفتگاں ضائع مکن   تا بماند نامِ نیکت برقرار

مقامِ شکر ہے کہ اس نصیحت پر عمل کرتے ہوئے حضرت علامہ قیامی صاحب کے فرزندِ بلند اقبال عزیز اسعد حضرت مولانا محمد عرفان قیامی سلمہ ربہ نے حضرت مولانا کمال احمد علیمی اور مولانا محمد طیب علیمی کے تعاون اور خصوصی دلچسپی سے اپنے والد گرامی کے فاتحہ چہلم کے موقع پر ان کو خراجِ تحسین پیش کرنے اور ان کی تعلیمات و خدمات اور ان کے پاکیزہ نقوش حیات سے روشناس کرانے کے لیے ایک حسین گلدستہ سجانے کا اہتمام کیا ہے۔ خدائے کریم اس کوشش کو مقبول فرمائے اور اس سلسلہ میں جد و جہد کرنے والوں اجر فراواں نصیب فرمائے۔ الہم آمین!

محمد نظام الدین قادری

خادم دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی

دین حق کے سچے داعی!

حضرت علامہ مفتی محمد اختر حسین قادری صاحب قبلہ
استاذ و مفتی دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی، یوپی

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ حبیبه الکریم، اما بعد!

میں نے شعور کی دنیا میں قدم رکھتے ہی جن اہم علمائے کرام کے اسماء مبارکہ سنے ان میں حضرت علامہ مولانا محمد تفسیر القادری معروف بقیامی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ بھی شامل ہیں۔

جس کی وجہ یہ ہے کہ میرے محلہ بدھیانی، شہر خلیل آباد، ضلع سنت کبیر نگر میں حضرت کی قرابت داری تھی، جہاں آپ کی گاہے بگاہے تشریف آوری ہوا کرتی تھی، اس وقت زیارت بھی ہو جایا کرتی تھی۔

مگر قربت اور خدمت کا موقع اس وقت میسر ہوا جب ۱۹۸۹ء میں دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی میں داخلہ لیا اور یہ بھی حسن اتفاق ہے کہ بغرض حصول علم جب میں نے دارالعلوم علیمیہ میں قدم رکھا تو حضرت انچارج پرنسپل کے منصب پر فائز تھے۔ اور جب ۱۹۹۸ء میں تدریسی خدمت کے لیے منتخب کیا گیا تو اس وقت بھی حضرت نے انچارج پرنسپل کا عہدہ سنبھال رکھا تھا، اس طرح میری متعلمانہ و معلمانہ زندگی کا نشیب و فراز حضرت نے دیکھا اور حضرت کی صدارت و ماتحتی کا دور میں نے دیکھا اور بہت قریب سے دیکھا۔

اگرچہ دوران تعلیم میری کوئی کتاب حضرت کے زیر درس نہیں رہی، مگر میں نے زندگی کے آخری وقت تک ان کو اپنا شفیق مربی اور ایک ہمدرد و مہربان استاذ کی حیثیت سے دیکھا اور مانا اور آپ نے بھی اس بے بضاعت کو اپنی شفقت و رحمت اور عنایت و نوازش سے ہمیشہ شاد کام فرمایا۔

میں نے اپنے اس کریم و شفیق مربی کو اوصاف حمیدہ اور خصائص نفیسہ سے مزین اور معمور پایا، وہ ایک مخلص استاذ تھے، دین حق کے سچے داعی و مبلغ تھے، بے ریا زاہد تھے، قوم کے ہمدرد تھے، طلبہ

کے غمگسار تھے، بڑوں کی بارگاہ کے مؤدب اور چھوٹوں کے لیے پیار کا حسین گلدستہ تھے، دار العلوم علیمیہ کے بے لوث خادم اور مسلک اعلیٰ حضرت کے ترجمان تھے۔

میں نے ان کو اپنے استاذ صدر العلما علامہ تحسین رضا قادری بریلوی قدس سرہ کی بارگاہ ناز میں نہایت عجز وانکسار کے ساتھ حاضر ہوتے دیکھا اور خانوادۂ مرشد کے شہزادوں سے ملتے بھی دیکھا، عوام کی حاجت روائی کرتے بھی پایا اور علما وطلبہ کے درمیان اوقات زندگی کو گزارتے بھی دیکھا۔

وہ بغض وکینہ اور حسد سے پاک دل کے مالک تھے، انا اور مَیں کی بدمست ہوا سے محفوظ تھے، جنگ وجدال کے ماحول سے دور تھے، انابت الی اللہ اور تعلق بالرسول کی دولت سے مالا مال تھے، پیشانی سجدوں کے نور سے درخشندہ تھی اور چہرہ ودل پر عشق رسالت مآب کا غازہ ملا ہوا تھا۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے
سبزۂ نورستہ اس گل کی نگہداری کرے

پیکر اخلاص

حضرت علامہ مولانا محب احمد قادری علیمی صاحب قبلہ
استاذ دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی، یوپی

استاذ گرامی حضرت علامہ الحاج محمد تفسیر القادری قیامی صاحب علیہ الرحمہ کی ذات اس دور قحط الرجال میں بلاشبہہ اسلاف کا نمونہ تھی، تحمل اور بردباری آپ کا وصف خاص تھا، تواضع اور انکساری سے وافر حصہ پایا تھا، میں نے دار العلوم علیمیہ کی تقریباً بیس سالہ زندگی میں کبھی کسی سے بد خلقی اور تیز کلامی سے پیش آتے نہیں دیکھا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو بہت ساری خوبیوں اور صلاحیتوں سے نوازا تھا، درس وتدریس کے علاوہ دعوت دین ہو یا تبلیغ اسلام، خدمت خلق ہو یا گم گشتہ راہوں کی رہنمائی، وعظ ونصیحت ہو یا اصلاح معاشرہ، ہر ایک کام کو بڑے اخلاص اور تندہی کے ساتھ انجام دیتے تھے۔

آپ نے زندگی کا بیش تر حصہ دار العلوم علیمیہ کی خدمت میں گزارا، تدریس کے علاوہ جمدا شاہی اور اطراف وجوانب میں آپ نے وعظ ونصیحت اور خدمت خلق کے ذریعہ اسلام وسنیت کی تبلیغ واشاعت اور مکاتب ومدارس اور مساجد کے قیام کے لیے اپنی مساعی جمیلہ کے جو گہرے نقوش چھوڑے ہیں وہ آج بھی ماتھے کی آنکھوں سے دیکھے جا سکتے ہیں۔

آپ کے اندر اخلاص وللّٰہیت کا جو جذبہ موجزن تھا وہ دوسرے لوگوں میں خال خال نظر آتا ہے، علاقے جوار میں جلسہ جلوس ہوں یا شادی بیاہ میں نکاح خوانی کے مواقع، میت اور جنازہ کی افسردہ مجلسیں ہوں یا لوگوں کے آپسی نزاع اور معاملات کے تصفیے کی پنچایتیں، ہر ایک میں پوچھے جاتے اور بالالتزام شریک ہوتے، اسی لیے علاقے کی عوام اہل سنت سے آپ کا بڑا مضبوط اور گہرا رشتہ تھا جس کا جیتا جاگتا ثبوت آپ کے جنازے میں خواص کے ساتھ عوام کا اژدہام تھا۔

حرص وہوس اور ریا ونمود سے اپنے آپ کو بہت دور رکھا تھا، یہی وجہ ہے کہ آپ نے کبھی کسی سے

نہ کوئی ڈیمانڈ کیا اور نہ فرمائش، میلاد اور جلسوں میں شرکت کے لیے نہ نذرانے کی طمع کی اور نہ پرتکلف دعوت کی خواہش کا اظہار، جس نے جو کھلا دیا اللہ کا شکر ادا کیا، جہاں بٹھا دیا وہاں بیٹھ گئے، جو دے دیا بزرگوں کی سنت پر عمل کرتے ہوئے لے لیا، نہ کبھی کسی سے نذرانے کی کمی کا گلہ کیا اور نہ اضافے کی فرمائش، اس لیے لوگ آپ کو ٹوٹ کر چاہتے تھے۔

راقم السطور دار العلوم علیمیہ کے زمانہ طالب علمی اور زمانہ تدریس میں بہت بار علاقے کی میلاد کی محفلوں میں آپ کے ساتھ رہا لیکن ہمیشہ آپ کو تکلفات سے پرے پایا، میزبان نے جو بھی کھلایا خوشی کا اظہار فرمایا کبھی حرف شکایت زبان پر لاتے نہیں دیکھا، اکثر سائیکل یا پیدل چل کر اور اگر دور جانا ہوتا تو سواری کی صعوبتیں برداشت کر کے مدعو کرنے والے کے یہاں ضرور پہونچتے اسپیشل سواری یا کرایے کا مطالبہ کرتے نہ کبھی سنا اور نہ دیکھا۔

میرے بڑے کرم فرما استاذ حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین صاحب قبلہ قادری مصباحی کا بیان ہے کہ بہت پہلے دار العلوم علیمیہ میں زمانہ تدریس کے دوران ایک دفعہ مجھ سے کہا کہ آج جمدا شاہی سے قریب ایک آبادی میں پروگرام ہے آپ کو بھی چلنا ہے، میں نے رضامندی ظاہر کر دی، بعد نماز عصر ٹارچ اور ڈنڈا لیا اور کہا کہ مولانا چلیے! پیدل ہی ٹہلتے ہوئے نکل چلتے ہیں، مغرب کی نماز وہیں ادا کی گئی، عشا کی نماز سے پہلے ہی میزبان نے کھانے کا نظم کر دیا اور عشا کے بعد پروگرام شروع ہوا، میں نے بھی تقریر کی، اور حضرت نے بھی اپنے ناصحانہ کلمات سے لوگوں کو نوازا، پروگرام ختم ہونے کے بعد صاحب خانہ سے رخصت چاہی بیچارے نے خالی ہاتھ ہم لوگوں سے مصافحہ کیا اور رخصت کر دیا، کچھ دور آنے کے بعد آپ نے فرمایا مولانا! میرے بہت سارے پروگرام ایسے ہی ہوتے ہیں آپ برا نہ مانیں۔

یہ تھا حضرت کا تبلیغ دین کے تئیں اخلاص، آج کل اگر کسی کے ساتھ ایک دفعہ ایسا ہو جائے یا خاطر خواہ نذرانہ نہ ملے تو دوبارہ وہاں قدم نہ رکھنے کی قسم کھا لے گا، لیکن یہ حضرت کا ایثار و اخلاص تھا کہ اکثر ان کے ساتھ ایسا ہی ہوتا تھا لیکن کبھی آپ کی پیشانی پر ناگواری کی لکیریں ظاہر نہ ہوتی تھیں اور ایسا بھی نہیں ہوتا تھا کہ آپ دوبارہ وہاں تشریف نہ لے جاتے۔

تعویذ نویسی خدمت خلق کا بہت بڑا ذریعہ ہے، یہی وجہ ہے کہ ہمارے اسلاف نے اسے آج کل کی طرح بہ طور پیشہ نہیں بلکہ اللہ کی پریشاں حال مخلوق کو فائدہ پہونچانے کے لیے اختیار کیا، حضرت قیامی صاحب قبلہ نے بھی اسلاف کی اس سنت پر بے لوث عمل کرنے کی پوری کوشش کی اور کامیاب بھی رہے۔

چوں کہ طالب علمی کے ایام میں، میں آپ کے درس گاہی کمرے میں کافی دنوں تک رہا اور ایک زمانے تک آپ کو ناشتہ بنا کر کھلانے کی خدمت بھی میرے حوالے رہی اس لیے اس معاملے میں آپ کو بڑے قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ صبح شام کے علاوہ تعویذ لینے والے یا پانی پر دم کرانے والے کبھی کبھی دوپہر میں آرام کرنے کے وقت بھی آدھمکتے تھے جب کہ ایک مدرس کے لیے یہ وقت بڑا اہم ہوتا ہے اور چوں کہ اس وقت دونوں ٹائم پڑھائی بھی ہوتی تھی اس لیے یہ دورانیہ دو تین گھنٹے پر ہی مشتمل ہوتا تھا لیکن پھر بھی آپ ان دور دراز اور قریب سے آنے والے پریشاں حال ضرورت مندوں کو دھتکارتے نہیں بلکہ اپنے آرام کے وقت کو تج کر ان کی پریشانی کو سنتے اور ان کا مداوا فرماتے۔

یقیناً آپ کی یہ خدمات اپنے اقران و امثال میں آپ کو ان سے ممتاز بھی کرتی تھیں اور آپ کے عالم ربانی ہونے کا پتہ بھی دیتی تھیں، اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت سے امید ہی نہیں یقین کامل ہے کہ ان کی خدمات کو قبولیت کا شرف عطا فرما کر بہتر سے بہتر بدلہ عطا فرمائے گا۔

محب احمد قادری علیمی

خادم دار العلوم علیمیہ، جمدا شاہی، بستی

مورخہ ۱۵ر ستمبر ۲۰۲۲ء

ایک تقوی شعار تھا، نہ رہا!

مختصر سی عمر میں جن باکمال شخصیات سے متاثر ہوا اور جن کے حال وقال نے میری حیات مستعار میں انقلاب برپا کیا ان میں استاذ مکرم حضرت علامہ محمد تفسیر القادری قیامی صاحب علیہ الرحمہ کی ذات بھی ہے۔

سادگی وسنجیدگی کا پیکر جمیل، تحمل و بردباری کا پتلہ نور، زیرکی ودانائی سے معمور، صفاے ظاہر وباطن سے مصفی، جلوہ علم وعمل سے مجلی، پیشانی پر سجدوں کی چمک، چہرے پر عبادت وریاضت کی دمک، ہالہ نور سے گھرا ہوا وجود، اوصاف حمیدہ سے متصف ذات مسعود، یہ ایک تصوراتی تصویر ہے اس ہستی پاک کی جس کے ذکر خیر سے مشام جاں معطر ہے۔

دل کے آئینے میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ

حضرت قیامی صاحب قبلہ کی سادگی ہی ان کی شان امتیاز تھی، مگر اس سادگی میں بلا کی کشش تھی، جو ملتا مرمٹتا، ہمیشہ کے لئے آپ کی زلف گرہ گیر کا اسیر ہوجاتا۔

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے
ان کی زلفوں کے سب اسیر ہوئے

آپ کی خاموشی میں دریا کا شور پایا جاتا تھا، گفتار سے علم وحکمت کی خوشبو پھوٹتی تھی اور آپ کے کردار میں اسلاف کی روش کی عطر بیزی پائی جاتی تھی۔

آپ کا ایک وصف خاص آپ کی سلیقہ مندی اور بااصول زندگی بھی تھی، ہر قدم ناپ تول کر اٹھاتے، ہر بات سوچ سمجھ کر بولتے اور ہر کام حزم واحتیاط سے انجام دیتے، اصول کے پکے تھے، کبھی اصول سے سمجھوتا نہیں فرماتے، زندگی کی صبح وشام، حیات کا ہر لمحہ منظم ہوتا۔

ایک لمبے عرصے تک دار العلوم علیمیہ جیسے ادارے کے کارگزار پرنسپل رہے، مگر آپ اس عہدے کی خار دار وادی سے صاف بچ کر نکل گئے، کسی کو انگشت نمائی کا موقع نہیں ملا، منصب کا غلط استعمال کرتے ہوئے کسی پر ذرہ بھر ظلم وزیادتی روا نہ رکھا، انصاف کے ترازو کے ساتھ اس عہدے کو خوب نباہا۔

ایک استاذ کی حیثیت سے طلبہ کے لئے ریشم سے زیادہ نرم رہتے، ان کے سکھ دکھ کا خیال رکھتے اور ہر موقع پر ان کی اشک سوئی کرتے، دور طالب علمی میں مجھ کو کئی بار پیسے کی ضرورت پڑی، حضرت سے مانگا، طلب سے سوا دیا، واپس دیا تو لے لیا، کبھی تقاضا نہیں فرمایا۔

مجھ پر حد درجہ شفقت فرماتے، "نصاب فارسی نظم" کی گھنٹی تھی، میں سبق سنا رہا تھا، حضرت سن رہے تھے، مسکرا کے پوچھا: کہاں کے ہو، عرض کیا: بلرام پور، فرمایا بلرام پور والے کب سے پڑھنے لگے۔

یوں مسکرائے جان سی کلیوں میں پڑ گئی
یوں لب کشا ہوئے کہ گلستاں بنا دیا

آپ کے اخلاص کا جواب نہیں، جب بھی کسی نے دعوت دی بلا تام جھام کے پہنچے، نہ سواری کا انتظار، نہ ہار وپھول کی للک، بس جیسے بن پڑا داعی کے یہاں پہنچ گئے، کتنے پروگراموں میں ساتھ رہا، کبھی بھی میں نے آپ کے اندر لالچ نام کی چیز نہیں دیکھی مل گیا تو لے لیا، نہ ملا تو صبر کیا۔

جمد اشاہی اور اطراف میں آپ کی تبلیغی خدمات کے نقوش آج بھی ملتے ہیں، جہاں جایئے بڑے بزرگ بس آپ ہی کو پوچھتے ہیں، کہتے ہیں قیامی صاحب ہمارے یہاں آیا کرتے تھے، بہت اچھے انسان تھے۔

باتیں بہت ہیں، پھر کبھی ان شاء اللہ، سردست یہ چند کلمات ایک مخلص استاذ کی بارگاہ میں نذر ہیں، اس عرض کے ساتھ کہ:

اگر سیاہ دلم داغ لالہ زار توام
وگر کشادہ جبینم گل بہار توام

گزشتہ رات میں حضرت ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہوگیے، اپنے پیچھے ایک نیک انسان اور مخلص ومشفق استاذ کی یادیں چھوڑ گئے، اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

تصنیفی خدمات

استاذ گرامی حضرت علامہ محمد تفسیر القادری قیامی صاحب علیہ الرحمہ کی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے، تدریس، تبلیغ، تعمیر اور تصنیف ہر میدان میں آپ نے نمایاں خدمات انجام دیں، سر دست ہمیں آپ کی تصنیفات و تالیفات کی روشنی میں آپ کی تصنیفی خدمات کا جائزہ لینا ہے، میرے پیش نظر آپ کی چھوٹی بڑی کتابیں، رسالے اور تحریریں ہیں، کچھ وہ کتب و رسائل ہیں جنھیں آپ نے اپنی تحقیق و ترتیب سے آراستہ کیا۔

حضرت کی تحریریں صاف، شستہ، عام فہم، تصنع و تکلفات سے خالی، سلیس، رواں، معنی خیز، اثر انگیز، فکر آمیز، ادبی، اور تحقیقی رنگ میں رنگی ہیں، اسلوب سادہ اور شیریں ہے، لہجہ کہیں نرم تو کہیں گرم ہے، مزاج داعیانہ، انداز مفکرانہ اور رنگ و آہنگ صوفیانہ ہے۔

کچھ تحریریں اردوئے معلی کا نمونہ پیش کرتی ہیں، زبان و بیان کی دل کشی قابل دید ہوتی ہے، زمانہ طالب علمی میں حضرت مخدوم اودھ کی حیات وخدمات پر ایک مختصر سا رسالہ حضرت نے لکھا تھا، زبان اتنی رواں، شیریں اور ادبی تھی کہ مجھے یقین ہی نہیں ہو رہا تھا کہ حضرت جیسی سادگی پسند شخصیت اتنی شوخ تحریر کیسے لکھ سکتی ہے، بلا مبالغہ اس تحریر کو دسیوں بار پڑھا اور جب بھی پڑھا ایک نیا لطف پایا۔

حضرت نے خود لکھنے کے بجائے زیادہ تر بزرگوں کی تحریروں کو سجا سنوار کر ان کی اشاعت کروائی ہے، خاص طور سے خانقاہ قادریہ چشتیہ فردوسیہ مخدومیہ سبحانیہ بلہری شریف کے اسلاف کرام کی کتابوں کو اپڈیٹ کر کے انہیں قابل اشاعت بنایا ہے، یہ آپ کے مخلصانہ مزاج کا تقاضا تھا کہ خود کو پیش کرنے کے بجائے بزرگوں کی خدمت میں سعادت محسوس کی۔

ذیل میں کچھ کتب و رسائل کا تجزیاتی مطالعہ پیش خدمت ہے، کچھ کتابیں تو دستیاب ہیں، جب کہ اکثر کتابوں کی زیارت سے محروم ہوں، جو کتابیں سامنے نہیں ہیں ان کا تعارف محب گرامی حضرت مولانا توحید احمد علیمی طرابلسی صاحب کی کتاب ''علامہ تفسیر القادری قیامی حیات و خدمات'' میں موجود ہے، شائقین حضرات وہاں دیکھ سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ مولف کتاب کو جزائے خیر عطا

فرمائے۔

برکات نماز

یہ نماز کے فضائل و مسائل پر مشتمل ایک نہایت جامع اور مفید کتاب ہے۔

نماز افضل العبادات ہے، اس کے فضائل بے شمار اور مسائل کثیر ہیں، اسلاف نے خاص نماز کے فضائل و مسائل پر بہت ساری کتابیں تحریر فرمائی ہیں، مسائل کی کثرت و اہمیت کے پیش نظر فقہائے کرام نے ارکان اسلام میں نماز کے ذکر میں خصوصی اہتمام فرمایا ہے۔

زیر نظر کتاب فہرست کو لے کر ۱۰۱ صفحات پر مشتمل ہے، رضویہ رفاعیہ دار الاشاعت پھریندا مہراج گنج سے جناب صوفی محمد سلیم احمد خلیفہ رفاعی بستوی صاحب کی کوشش سے ۱۴۲۳ھ میں منظر عام پر آئی، اس کتاب کی وجہ تالیف کا ذکر کرتے ہوئے حضرت فرماتے ہیں:

''میرے چند احباب نے متعدد بار صلوۃ التسبیح، چاشت، اشراق، اوابین، تہجد وغیرہ کی بابت مجھ سے معلومات لینے کی کوشش کی ہے، اس کے بعد مجھے شدت سے احساس ہوا کہ تمام نفلی نمازوں کو یک جا کر دوں کہ شاید

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند''

کتاب میں پہلے نماز کی اولین شرط طہارت کا ذکر ہے، جس کے تحت وضو، غسل، مسواک وغیرہ کے مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے، پھر عبادت کا مفہوم، نماز کی فضیلت، نماز پڑھنے کا طریقہ، قضا نماز کی ادائیگی کی کیفیت، نماز عیدین کے ساتھ بہت ساری سنت و نفل نماز کا بیان ہے۔

کتاب کی سب بڑی خوبیاں تین ہیں، اختصار، جامعیت اور عام فہم ہونا۔

عہد طالب علمی میں بارہا اس کتاب سے مستفیض ہوا۔

گیان نامہ و الف نامہ

یہ شیخ الاسلام حضرت مفتی خواجہ سید عبد الستار قادری چشتی فردوسی مخدومی علیہ الرحمہ سابق سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ چشتیہ فردوسیہ مخدومیہ بلہری شریف فیض آباد/ ایودھیا کے شعری افادات پر مشتمل تصوف کے موضوع پر ایک نہایت اہم کتاب ہے، حضرت ڈاکٹر شجاع الدین فاروقی صاحب اس کتاب کے تعارف میں لکھتے ہیں:

''حضرت مصنف علام نے گیان نامہ اور الف نامہ کے نام سے دو شعری مجموعے بھی مرتب کیے تھے، یہ مقامی ہندی زبان اور اردو رسم الخط میں ہیں، جن میں حضرت والا نے تعلیمات تصوف کو دوہوں کی شکل میں پیش کیا ہے، چھوٹی بحر، سادہ و سلیس زبان، اور شیریں و دلآویز انداز میں بڑے کام کی باتوں کو اس طرح نظم کیا گیا ہے کہ دریا کو کوزے میں بند کرنے کی مثل صد فیصد صادق آتی ہے۔(گیان نامہ والف نامہ ص ٦)

حضرت قیامی صاحب علیہ الرحمہ نے محنت شاقہ کرکے اس عظیم کتاب کو لائق اشاعت بنایا، دوہوں کا اردو ترجمہ کیا، ان کی مختصر تشریح کی اور ضرورت کے مطابق حواشی لگائے۔

اس کی اشاعت کی تمام تر ذمہ داری بزم فیضان سبحانیہ طلبہ دارالعلوم اہل سنت غریب نواز تربھے اسٹور نیو ممبئی نے لی ہے، سن اشاعت ۲۰۰۹ء ہے۔ صفحات ۱۱۲ ہیں۔

تذکرہ مخدوم اودھ

یہ سید السالکین، مخدوم اودھ حضرت سید قیام الدین بھیکا شاہ مکی قدس سرہ بلہری شریف پورا بازار ضلع ایودھیا کی حیات وخدمات پر ایک مختصر سا رسالہ ہے، جسے حضرت قیامی صاحب علیہ الرحمہ نے نبیرہ مخدوم اودھ، شبلی وقت، نور المشائخ حضرت علامہ سید عبدالرب عرف چاند بابو مدظلہ العالی کی فرمائش پر لکھا تھا، درمیانی سائز کے ۲۰ صفحات پر مشتمل یہ رسالہ حضرت کی تلاش وتحقیق کا عظیم شاہ کار ہونے کے ساتھ زبان وبیان کے اعتبار اردوے معلیٰ کا حسین نمونہ ہے، اس کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

''وہ اپنے نانا جان کے روضہ اقدس کے قریب ہفتوں سے معتکف تھا، نواسے پر نظر کرم ہوگئی، اور حاضری مقبول ہوگئی، بخت بیدار کی آنکھ کھلی تو محبوب کا سراپا نظروں کے سامنے دعوت نظارہ دے رہا تھا، عاشق جھوم اٹھا کہ اب تو مراد بر آئی، مچل کر پاے ناز میں جان دینے کی تمنا لیے قدم بوس ہوا، جلالت نبوت سے لبریز آواز فضا میں گونجی اور ہندوستان میں تبلیغ دین کی خدمت تفویض ہوئی''۔(تذکرہ مخدوم اودھ ص ۱۱)

۲۰۱۸ء میں اس کتاب کی اشاعت خانقاہ عالیہ قادریہ چشتیہ فردوسیہ مخدومیہ سبحانیہ بلہری شریف پورا بازار ایودھیا سے ہوئی۔

جلوۂ طور

فن تاریخ سے متعلق یہ انوکھی کتاب شیخ الاسلام حضرت خواجہ مفتی سید عبدالستار قادری چشتی فردوسی مخدومی علیہ الرحمہ کی ہے، حضرت قیامی صاحب علیہ الرحمہ نے اس کتاب کو ایڈٹ کرکے اس کی تقدیم، تخریج ترجمہ وغیرہ کا کام کیا ہے، اس کتاب میں اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات پاک کے کچھ اہم گوشوں پر روشنی ڈالی گئی ہے، ولادت سے وصال تک اجمالی طور سے آپ علیہ السلام کی پاک زندگی کا تذکرہ کیا گیا ہے، بطور ماخذ قرآنی آیات، احادیث طیبہ اور ارشادات مفسرین سے مدد لی گئی ہے، کتاب میں ۴۹ ذیلی عناوین کے تحت بہت ساری قیمتی باتیں پیش کی گئی ہیں، مثلاً فرعون کا ذکر، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت، خدا سے ہم کلامی، جادوگروں سے مقابلہ، بی بی آسیہ کا وصال، قوم کی گوسالہ پرستی، سامری کی سزا وغیرہ کا تذکرہ بڑے محتاط اور اچھوتے انداز میں کیا گیا، اس کتاب سے حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمہ کی تاریخ دانی اور سیرت انبیا میں آپ کی مہارت کا پتہ چلتا ہے۔

۱۴۴ صفحات پر مشتمل فن تاریخ کا یہ در نایاب حضرت مولانا محمد خلیل اللہ خان سبحانی بانی و صدر المدرسین دارالعلوم اہل سنت غریب نواز تربھے اسٹور نیو ممبئی کی تحریک پر بزم فیضان سبحانیہ طلبہ دارالعلوم اہل سنت غریب نواز تربھے اسٹور نیو ممبئی کی کاوش سے ۲۰۱۸ء میں منظر عام پر آیا۔

مسئلہ تثویب

یہ مسئلہ تثویب سے متعلق سرکار مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد مصطفی رضا خان علیہ الرحمہ کے چند فتاوی کا مجموعہ ہے، تثویب سے مراد اذان کے بعد بطور اعلام صلاۃ پکارنا ہے، جو جائز و مستحسن ہے، اس کو بعض لوگ بدعت کہہ کر ناجائز قرار دیتے ہیں، حضور مفتی اعظم ہند نے عقل ونقل سے اس کا جواز و استحسان ثابت فرمایا ہے۔

حضرت قیامی صاحب علیہ الرحمہ نے اس کتاب میں عربی عبارات کا ترجمہ اور تحشیہ کا کام کیا ہے، اس کی اشاعت ۱۴۰۴ھ میں المجمع السبحانی الجامعۃ السبحانیہ، تنہواں، مہنداول، سنت سنت کبیر نگر سے ہوئی۔ صفحات ۱۵ ہیں۔

شجرۂ طیبہ

یہ سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ فخریہ سلیمانیہ لطیفیہ ستاریہ اخلاقیہ کا شجرہ طریقت ہے، جس میں سلسلے کے اسلاف واکابر کا ترتیب وار ذکر کیا گیا ہے، اس کتاب میں ''تحفہ چشتی'' کے عنوان سے سلسلے کے اوراد وظائف اور معمولات کا ذکر ہے، اخیر میں تفصیل کے ساتھ بزرگان سلسلہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

۷۴ صفحات پر مشتمل اس کتاب کی ترتیب اور فارسی سے اردو میں ترجمہ کا کام حضرت قیامی صاحب علیہ الرحمہ نے انجام دیا، ۲۰۰۸ء میں پیرزادہ سید اخلاق احمد لطیفی سجادہ نشین خانقاہ سید شاہ مظفر قدس سرہ وآستانہ شہید ملت ایودھیا فیض آباد کی توجہ سے شائع ہوئی۔

کمال احمد علیمی نظامی

استاذ دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی

۱۹ رمحرم الحرام ۱۴۴۴ / ۱۸ راگست ۲۰۲۲ء

حضرت علامہ قیامی اور دارالعلوم علیمیہ

اس ہماہمی اور بھاگ دوڑ کے زمانے میں اگر کسی کو اطمنان خاطر کے ساتھ خدمت دین کی توفیق مل جائے تو ایسا شخص یقینا اس دور میں قابل رشک وسعادت مند ہے۔ صاحب تذکرہ انہی چند نفوس میں سے ایک ہیں، جنہیں بفضلہ تعالی غنائے قلبی اور انہماک ویکسوئی کے ساتھ نصف صدی سے زائد عرصہ تک خدمت دین متین کا سنہری موقع ملا۔ اس طویل عرصے میں آپ ایک صاحب کردار اور وضع دار شخصیت کے طور پر درس وتدریس، تصنیف وتالیف، دعوت وتبلیغ اور اصلاح وارشاد کے میدان میں اخیر عمر تک رواں دواں رہے۔

آپ کی خدمات کا زمانہ ۱۳۸۷ھ سے ۱۴۴۴ھ تک تقریبا ۵۷ سالوں پر محیط ہے اور آپ کی اس عملی زندگی کے ماہ وسال علی الترتیب حسب ذیل سات اداروں میں بسر ہوئے:

۱۔ مدرسہ غوثیہ حبیب المدارس سون برسا، مہراج گنج۔
۲۔ مدرسہ فیض الرسول، راج مندل خرد (برگدہی) مہراج گنج۔
۳۔ مدرسہ اشرفیہ عزیز العلوم، تالہی سنگھ پور، مہراج گنج۔
۴۔ دارالعلوم ستاریہ معین الاسلام، لہرسن بازار، سنت کبیر نگر۔
۵۔ دارالعلوم علیمیہ، جمداشاہی، بستی۔
۶۔ دارالعلوم علیمیہ نسواں، جمداشاہی، بستی۔
۷۔ جامعہ رابعہ بصریہ، تنیہواں، سنت کبیر نگر۔

ان ساتوں تعلیم گاہوں میں سب سے زیادہ زمانہ دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی میں گزرا۔ آپ عین جوانی کے ایام میں یہاں تشریف لائے، جو آپ کے انتہائی قیمتی ایام تھے، اور دارالعلوم علیمیہ کے لئے بھی انتہائی قیمتی تھے، کیوں کہ ان دنوں دارالعلوم علیمیہ کو آپ جیسے مخلص، محنتی، باذوق، مستقل مزاج اور صابر وقانع اساتذہ کی سخت ضرورت تھی، جو اس کی بنیادوں کو استحکام بخشتے اور

اس کے طاق دل میں روشن شمع علم وعرفان کو تحفظ فراہم کراتے ہوئے اس کی لو تیز کرتے۔مگر دارالعلوم علیمیہ کی یہ خدمت ہر کسی کے نصیب میں نہ تھی، کسی کو اس کے احاطے سے باہر کر دیا گیا، کوئی اپنے اعلی اغراض ومقاصد کے لئے خود سے چلا گیا اور کسی کو اس کی خوبیوں کے باوجود آنے ہی نہیں دیا گیا، جب کہ کسی کے لئے ایسے حالات پیدا کر دیئے گئے کہ اسے جانا پڑا۔البتہ دارالعلوم علیمیہ کے استحکام اور اس کی زلف سنواری کی عظیم سعادت جن اولوالعزم اساطین امت کے نام کاتب تقدیر نے لکھ دیئے تھے، ان مخلصین میں ایک نمایاں اور روشن نام علامہ تفسیر القادری قیامی علیہ الرحمہ کا ہے۔

دارالعلوم علیمیہ کا مختصر تعارف:

دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی جو آج علمی دنیا میں اپنی تعلیم وتربیت کے حوالے سے محتاج تعارف نہیں ہے؛ جب استاذ محترم علامہ قیامی صاحب علیہ الرحمہ یہاں تشریف لائے تھے، اس وقت علیمیہ ایک غیر معروف ادارہ تھا۔یہاں پینتیس سے چالیس کی تعداد میں طلبہ تھے اور شرح جامی تک تعلیم تھی۔پھر دیکھتے دیکھتے جو اس کی بین الاقوامی شہرت ہوئی اور قلیل مدت میں یہاں جو تعلیمی و ثقافتی انقلاب آیا اس نے مدارس کی دنیا کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔

خلیفہ اعلی حضرت، مبلغ اسلام، علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی مدنی علیہ الرحمہ کے ایماو اشارے پر ۱۹۵۲ء میں اس ادارے کی بنیاد رکھی گئی اور انہیں کی نسبت سے "مدرسہ علیمیہ" نام تجویز ہوا۔

۱۹۷۲ء میں اسے دارالعلوم کی شکل دی گئی۔۱۹۷۵ء سے حفظ میں اور ۱۹۸۵ء سے درجہ عالمیت میں گنے چنے طلبہ کی فراغت ہونے لگی۔۱۹۸۶ء میں شیخ القرآن، علامہ عبداللہ خان عزیزی علیہ الرحمہ کی آمد ہوتی ہے۔آپ کی برکت سے محض تین سالوں میں چمن مبلغ اسلام سے ۱۹۸۹ء میں پہلی بار درجہ فضیلت سے پانچ فرزندان اسلام کی فراغت کا حسین منظر چشم فلک دیکھتی ہے۔

حضور شیخ القرآن کی آمد کے بعد کچھ ہی مدت گزری تھی کہ اس ادارے نے صف اول کے اداروں میں ایک ممتاز مقام حاصل کر لیا، یہاں تک کہ جماعتی سطح پر جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے بعد دار العلوم علیمیہ کا نام ورد زبان ہو گیا۔

حضرت شیخ القرآن علیہ الرحمہ ۱۹۹۶ء تک علیمیہ میں رہے۔مگر آپ کی یہ دس سالہ مدت کار دراصل علیمیہ کی تعمیر وترقی کا سنگ میل ہے۔آپ نے ایک مضبوط تعلیمی ڈھانچہ کی تشکیل فرمائی اور داخلی وخارجی امور سے متعلق مستحکم و پائیدار خطوط کھینچے اور اساتذہ وانتظامیہ کے ساتھ پیرسالی میں جوانوں کی طرح رات دن سرگرم عمل رہے۔

قسمت کی بات! جب تک آپ کا آب ودانہ یہاں لکھا تھا آپ رہے۔مگر آپ کے جانے کے بعد بھی آپ کی پھونکی ہوئی روح گرم رہی اور آپ کے بنائے ہوئے نظام کی بنیادیں قائم رہیں۔آپ کے بعد والے ان بنیادوں پر تعمیر کرتے رہے اور آپ کے کھینچے ہوئے خطوط پر ہوئے علیمیہ کو ترقی دیتے ہوئے اس چمنستان علم وفن کے پودوں کو سیراب کرتے رہے۔اس حوالے سے ادارہ کے سابق صدر اعلی، علامہ معین الحق علیمی علیہ الرحمہ اور سابق صدر المدرسین، استاذ گرامی، حضرت علامہ فروغ احمد اعظمی (شیخ الحدیث دارالعلوم مدینۃ العربیہ دوست پور سلطان پور) کا مثالی کردار اور ان کی بیش بہا خدمات سرفہرست ہیں۔

ادھر کئی سالوں سے سات آٹھ سو طلبہ کی تعداد ہوتی ہے، جب کہ امتحان داخلہ میں سیکڑوں امیدوار شریک ہوتے ہیں اور میرٹ کی بنیاد پر داخلہ ہوتا ہے۔تدریسی اور غیر تدریسی ایک بڑا عملہ کام کرتا ہے، جس کی تعداد لاک ڈاون سے پہلے چالیس سے متجاوز تھی۔جدید سہولیات سے لیس تعمیرات کا ایک سلسلہ قائم ہے اور مثالی نظام ونصاب اور عمدہ تعلیم وتربیت ہے۔

علیمیہ کے فارغین کا ایک برانڈ ہے، ملک وبیرون ملک میں جس کی بہت مانگ ہے۔یہاں کے فارغین کا رنگ دو آتشہ ہوتا ہے، یہ قدیم صالح اور جدید نافع کا سنگم ہیں۔قابل مدرسین، زبان وقلم کے دھنی، دعوت وتبلیغ کے میدان سے شغف رکھنے والے، غرضیکہ مسجد، مدرسہ، خانقاہ اور دیگر دینی وملی میدانوں کے اہل علما کی بڑی تعداد، ہر سال یہ ادارہ قوم کے حوالے کرتا ہے۔اور اسی کے ساتھ اس ادارے کے فارغین عصری علوم میں بھی طبع آزمائی کرتے ہیں، جس کے بہتر نتائج سامنے آتے ہیں۔چنانچہ کئی ایک علیمی اچھے طبیب اور ڈاکٹر ہیں، کئی ایک ایسے ہیں جو یونیورسٹیز اور کالجز میں پروفیسر اور لکچرار ہیں۔اور کچھ صحافت اور میڈیا کے میدان میں کام کر رہے

ہیں۔

ملک اور بیرون ملک کی کئی یونیورسٹیز سے یہاں کی مارکشیٹ اور سند کا معادلہ ہے، ابھی حال ہی میں علیمیہ کی سند فضیلت سے بی یو ایم ایس کرنے کی منظوری بھی حکومت ہند نے دیدی ہے۔

دارالعلوم علیمیہ میں آمد اور اس کا پس منظر:

دارالعلوم علیمیہ میں حضرت علامہ قیامی علیہ الرحمہ کی آمد مورخہ ۱۹؍ ذیقعدہ ۱۳۹۸ھ مطابق ۲۸؍ اکتوبر ۱۹۸۷ء کو ہوئی۔ آپ دارالعلوم ستاریہ معین الاسلام لہرسن سنت کبیر نگر سے آئے تھے۔

جمداشاہی میں تدریس کی دعوت ملنے پر ستاریہ کے اراکین اور لہرسن کی عوام کے درمیان یہ معذرت پیش کی تھی کہ جمداشاہی میں بڑی کتابیں پڑھانے کے مواقع ہیں۔ البتہ یہ آپ کا اخلاص اور دینی درد تھا کہ ستاریہ کو خیر باد کہتے وقت اپنی جگہ ایک عالم کو بٹھا کر رخصت ہوئے تھے۔

واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ دارالعلوم علیمیہ میں مدرس کی ضرورت تھی۔ چمن علیمی کے ایک مخلص اور جاں نثار استاذ اور پہلے کلرک عالی جناب الحاج ماسٹر عبداللطیف مرحوم (مہنداول سنت کبیر) ادارہ کے دفتری کاموں کے لئے بستی آتے جاتے تھے، اس وقت سدھارتھ نگر اور سنت کبیر نگر، ضلع بستی سے کٹ کر علاحدہ ضلع نہیں بنے تھے، ان سارے علاقوں کے سبھی محکموں اور اداروں کے دفتر بستی میں ہی ہوتے تھے۔ چنانچہ ہر مدرسہ کے ذمہ داراں اور کلرک حضرات کسی بھی معاملہ کیلئے بستی کا رخ کیا کرتے تھے۔ دفتری کاموں کی انجام دہی کے دوران بستی آفس پر ماسٹر صاحب موصوف کی ملاقات دارالعلوم تدریس الاسلام بسڈیلہ کے ماسٹر عالی جناب کلیم اللہ صاحب سے ہوتی تھی۔ ماسٹر عبداللطیف صاحب نے ان سے تذکرہ کیا کہ دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی ضلع بستی میں ایک استاذ کی جگہ خالی ہے۔ جناب ماسٹر کلیم اللہ صاحب نے حضرت قیامی صاحب کی نشاندہی کی اور ان کی لیاقت وکارکردگی کی ستائش بھی۔ مرحوم ماسٹر عبداللطیف نوراللہ مرقدہ آپ کے گھر گئے اور پیشکش کرتے ہوئے بولے: ''چلئے دیکھ لیجئے، اگر سمجھ میں آئے تو رہئے گا ورنہ واپس آجایئے گا، کرایہ میں

دے دوں گا۔''

اللہ جل شانہ کی مرضی، آپ جمداشاہی تشریف لائے اور یہاں کہ آب وہوا سے خود کو اس قدر ہم آہنگ کرلیا کہ عمر کا ایک طویل اور معتد بہ حصہ یہیں گزار دیا۔

حضرت مولانا محمد عرفان رضا قیامی صاحب لکھتے ہیں: ''دارالعلوم کے احاطہ میں قدم رکھنے سے پہلے ہی دارالعلوم کی قدیم نورانی مسجد کے مناروں پہ جب آپ کی نظر پڑی تو بے ساختہ زبان سے نکلا: ''یہ عظمت کے مینار ہیں، شہر کی گہما گہمی اور روڈ کی چیخ وپکار سے دور، کام کرنے کی جگہ'' اور اراکین حوصلہ مند واولوالعزم نظر آئے۔ اب آپ نے یقین کرلیا کہ میری روزی یہیں آگئی ہے۔ دوسرے دن سے چٹائی اور تپائی آپ نے سنبھال لی اور اپنے کام میں لگ گئے۔ اللہ رب العزت جل جلالہ نے آپ سے یہاں جو کام لینا چاہا وہ لیا، الحمدللہ علی ذالک۔ بنابریں آپ کبھی کبھی فرمایا کرتے تھے: عمر کا بہتر اور بڑا حصہ دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی کی خدمت میں گزرا اور اللہ نے جو چاہا وہ کام لیا۔ ع جو جس لائق تھا دیا'' (حیات مخدوم ملت، تالیف: حضرت علامہ محمد تفسیر القادری قیامی علیہ الرحمہ، ص ۱۳)

دارالعلوم علیمیہ کا الحاق اور آپ کی گورنمنٹی ملازمت:

جب آپ دارالعلوم علیمیہ میں آئے اس وقت یہ ادارہ گورنمنٹ سے الحاق نہ تھا، بلکہ ایک پرائیویٹ ادارہ تھا۔ مبلغ ایک سو چالیس روپئے ماہانہ تنخواہ پر تقرری ہوئی، کچھ ہی وقت گزرا تھا کہ ادارہ کو گورنمنٹ سے منظوری مل گئی۔ نائب فوقانیہ کے عہدہ پر آپ کو سرکاری ملازمت ملی اور بعد میں آپ کو صدر فوقانیہ کا اعزاز بھی دیدیا گیا، پھر ترقی دے کر آپ کو نائب عالیہ میں کردیا گیا۔ ۳۰؍ جون ۲۰۱۰ء کو سرکاری ملازمت کی متعینہ مدت کار ۶۲ سال کی عمر میں سبکدوش ہوئے۔

آپ کے دور کے ارکان علیمیہ وکارکنان:

دارالعلوم علیمیہ وہ ادارہ ہے جس کے لئے اس کے مخلصین، محبین اور ارکان ومعاونین نے حقیقی معنوں میں اپنا خون پسینہ بہایا ہے۔ مشہور تاریخ ہے کہ جمداشاہی کے دیوبندی لوگ اس ادارے کے قیام کے سخت خلاف تھے۔ انہوں نے اپنی طاقت بھر کوئی حربہ نہیں چھوڑا تھا، اور

آخر کارانہوں نے بستی کچہری میں مقدمہ دائر کردیا۔پیشی کے دن بستی ہی میں فریقین کے درمیان لڑائی ہوگئی،جس میں جماعت علیمیہ کے کچھ جاں نثار لہولہان ہوگئے تھے۔لہذا بڑی ناسپاسی ہوگی اگراس تحریر میں علیمیہ کے فداکار وفاشعار ارکان وذمہ داران کے نام شامل نہ ہوں۔

عالیجناب الحاج شمس الحق علیمی مرحوم (بانی ادارہ وصدر اعلی،والدگرامی حضرت علامہ معین الحق علیمی علیہ الرحمہ)

عالیجناب الحاج غلام مصطفی رضوی مرحوم (بڑے سیٹھ،خازن اعلی ادارہ،معاون خصوصی)

عالیجناب الحاج عبدالوہاب مرحوم (عرف چھوٹک پردھان۔سابق ناظم اعلی)

عالیجناب الحاج محمد رضا مرحوم (تقریبا تیس سال تک دارالعلوم علیمیہ کے مینجر،والدگرامی عالیجناب مشاہد رضا موجودہ مینجر)

حضرت علامہ معین الحق علیمی علیہ الرحمہ (اپنے والد کے بعد تقریبا تیس سال صدر اعلی دارالعلوم علیمیہ)

عالیجناب الحاج عبدالسلام مرحوم (خزانچی،والدگرامی حضرت مولانا وقار احمد صاحب)

عالیجناب سیٹھ عبدالمجید رضوی (بڑے سیٹھ کے بعد خازن اعلی دارالعلوم علیمیہ، ۲۰۱۴ء سے ۲۰۱۹ء تک مینجر)

حضرت مولانا بدرالحق علیمی علیہ الرحمہ

عالیجناب الحاج منشی محبت علی علیمی مرحوم

عالیجناب اکبر علی علیمی

عالیجناب سیٹھ محمد حسین رضوی

عالی جناب سیٹھ محمد وزیر بن پہلوان سیٹھ

عالیجناب سیٹھ محمد نسیم مرحوم (نائب صدر اعلی)

عالیجناب عبدالحق صاحب (سابق سکریٹری،موجودہ نائب سکریٹری)

آپ کے دور کے اساتذۂ دارالعلوم علیمیہ:

دارالعلوم علیمیہ کا یہ امتیاز ہے کہ اسے اچھے،قابل،محنتی،اور لائق اساتذہ کرام

ملتے رہے۔حضرت علامہ قیامی علیہ الرحمہ کے پوری تدریسی دورانیے میں اساتذہ کی ایک لمبی فہرست ہے۔جن میں کچھ تو آپ کی آمد سے قبل کے تھے اور بہت سے آپ کے بعد تشریف لائے۔

ذیل میں آپ کے دور کے اساتذہ کی فہرست درج کی جاتی ہے،ناموں کے اندراج میں کوئی خاص ترتیب ملحوظ نہیں ہے،میری اپنی معلومات کی حد تک کہیں کہیں ترتیب زمانی کی رعایت برتی گئی ہے۔

حضرت قاضی محمد حسن صاحب علیہ الرحمہ جمداشاہی۔(علیمیہ کے پہلے مدرس،حضرت علامہ امید علی صدیقی مصباحی کے والدگرامی)

حضرت ماسٹر شرافت حسین مدظلہ العالی،پرسالال شاہی،بستی۔

حضرت حافظ مجیب اللہ مدظلہ العالی،دیوریا،بستی۔

حضرت ماسٹر غلام جیلانی علیہ الرحمہ،خلیل آباد۔

حضرت علامہ کاظم علی علیہ الرحمہ،دیوریا،سنت کبیر نگر۔

حضرت قاری نیاز احمد،خیرآباد مئو۔

حضرت علامہ ظہیر حسن علیہ الرحمہ،ادری مئو۔

حضرت علامہ محمد حنیف مبارکپوری۔

حضرت علامہ غلام ربانی فائق اعظمی علیہ الرحمہ۔(شہزادہ شیخ العلما،علامہ غلام جیلانی گھوسوی شیخ الحدیث دارالعلوم فیض الرسول،براوں شریف)

حضرت مولانا کمال الدین گورکھپوری (انہیں کی کوششوں سے علیمیہ کا الحاق ہوا)

حضرت علامہ محمد اسلم عزیزی۔

حضرت مولانا نجم الدین نیپالی۔

حضرت مفتی محمود اختر مدظلہ العالی (قاضی شرع ممبئی)

حضرت علامہ فروغ احمد اعظمی مدظلہ العالی،کریم الدین پور گھوسی مئو۔

حضرت علامہ امید علی صدیقی مدظلہ العالی،جمداشاہی،بستی۔

حضرت علامہ شفیق الرحمن مدظلہ العالی، مہراج گنج۔

حضرت قاری مقری عبدالحکیم عزیزی علیہ الرحمہ، گونڈہ۔

حضرت علامہ مفتی محمد اختر حسین مدظلہ العالی محلہ بدھیانی، شہر خلیل آباد، سنت کبیر نگر۔

حضرت قاری محمد طیش نوری مدظلہ العالی، رہرابودھی پور، بلرامپور۔

حضرت قاری نذر محمد قادری مدظلہ العالی، گونڈہ۔

مظہر کمالات حافظ ملت، محسن علیمیہ، شیخ القرآن حضرت علامہ عبداللہ خان عزیزی علیہ الرحمہ، ناوڈیھ، بلرامپور۔

حضرت مفتی محمد اسحاق مدظلہ العالی، کیمری، رامپور۔

حضرت علامہ کمال اختر مدظلہ العالی، بلہا، بلرامپور۔استاذ دارالعلوم نورالحق چرہ محمد پور، فیض آباد۔

حضرت علامہ مفتی عبدالسلام رضوی مصباحی مدظلہ العالی، بیراگی جوت، شریدت گنج، بلرامپور۔ استاذ جامعہ انوار العلوم تلسی پور، بلرام پور۔

حضرت علامہ مفتی مسیح احمد مصباحی مدظلہ العالی، بہار۔صدرالمدرسین جامعہ انوارالقرآن بلرام پور۔

حضرت مولانا حافظ قاری محمد نصیر عزیزی مصباحی مدظلہ العالی، جمد اشاہی، بستی۔

حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین قادری علیمی مصباحی مدظلہ العالی، بتھریا، سدھارتھنگر۔

شیخ المعقولات، حضرت علامہ محمد اقبال منطقی مدظلہ العالی، مہراج گنج۔سابق صدرالمدرسین دارالعلوم نورالحق چرہ محمد پور، فیض آباد۔

قمر العلما، حضرت علامہ محمد قمر عالم قادری اشرفی مدظلہ العالی، بلتھی رسول پو، رمظفر پور، بہار۔

حضرت علامہ نفیس احمد مصباحی مدظلہ العالی، بارہ بنکی۔استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور۔

حضرت مولانا حافظ محمد منصور عالم مدظلہ العالی، دیوریا۔

حضرت قاری عبدالکریم مدظلہ العالی، سنہٹی بلرامپور۔

حضرت علامہ احمد رضا نورانی بغدادی مدظلہ العالی، سسوا بازار، سنت کبیر نگر۔

حضرت علامہ معراج الحق نورانی بغدادی مدظلہ العالی، پتانہی، سیتامڑھی، بہار۔

حضرت علامہ امام الدین خان علیہ الرحمہ، پپرا کنک، کشی نگر۔

حضرت علامہ مفتی عبدالوحید علیہ الرحمہ۔

حجۃ العلم حضرت علامہ مفتی محمد قدرت اللہ خان علیہ الرحمہ، پرسیا بانسی، سدھارتھنگر۔

حضرت علامہ محب احمد قادری علیمی مدظلہ العالی، کھوریاں بازار، بستی۔

حضرت علامہ حافظ محمد حسیب خان علیمی مصباحی مدظلہ العالی، فیض آباد۔

حضرت علامہ ڈاکٹر انوار احمد خان بغدادی مدظلہ العالی، جانکی نگر بابا گنج، گونڈہ۔

حضرت علامہ مفتی کمال احمد خان علیمی مدظلہ العالی، رامنگر پچپڑوا، بلرامپور۔

حضرت حافظ شبیر احمد مدظلہ العالی، ترکلھوا، سنت کبیر نگر۔

حضرت مولانا ذاکر حسین مدظلہ العالی، رجڈروا، بلرامپور۔

حضرت مولانا حافظ شیدا حسین مدظلہ العالی، تریتا رسول پور، بستی۔

حضرت مولانا کلیم اللہ مدظلہ العالی، انڈا سنڈا، سنت کبیر نگر۔

حضرت مولانا غلام جیلانی مدظلہ العالی، چرکھوا، سدھارتھنگر۔

حضرت مولانا وجہ القمر برکاتی مدظلہ العالی، بتھریا، سدھارتھنگر۔

حضرت مولانا انور حسن برکاتی دام ظلہ العالی، سمری خان کوٹ، سدھارتھ نگر۔

حضرت ماسٹر غلام سرور صاحب، جمہرا، بستی۔

حضرت ماسٹر محمد اخلاق احمد صاحب، امرڈیھا، سنت کبیر نگر۔

حضرت ماسٹر محمد امتیاز صاحب، بستی۔

حضرت مولانا کمال احمد علیمی صاحب، امولی دھمولی، بلرامپور۔

حضرت مولانا وقار احمد مدظلہ العالی، جمد اشاہی، بستی۔

حضرت حافظ محمد حیثیت علیہ الرحمہ، تھرنڈا، سنت کبیر نگر۔

حضرت ماسٹر محمد اسلام علیہ الرحمہ۔ بھونی، بستی۔

حضرت ماسٹر بخش اللہ علیہ الرحمہ، کھجری راجے ڈیہا بازار، سنت کبیر نگر۔

حضرت ماسٹر محمد جعفر علیہ الرحمہ، کھجری راجے ڈیہا بازار، سنت کبیر نگر۔

حضرت ماسٹر محمد شبیر علیہ الرحمہ، مہنداول، سنت کبیر نگر۔

حضرت الحاج ماسٹر قاضی طفیل احمد علیہ الرحمہ، جمد اشاہی، بستی۔(والد ماجد خلیفہ تاج الشریعہ قاری محمد جمال علیمی، خطیب وامام سلیمانیہ مسجد، اشوک نگر ممبئی)

حضرت ماسٹر سراج الدین خان علیہ الرحمہ، ڈھونڈھیا، سنت کبیر نگر۔

حضرت ماسٹر محمد مشتاق صاحب، پرسالال شاہی، بستی۔

حضرت ماسٹر مسلم رضا خان صاحب، دلدار نگر، غازی پور۔

حضرت مولانا محفوظ احمد صاحب، سنت کبیر نگر۔

حضرت مولانا جمال احمد صاحب، لوکہوا، بیمہاں، بلرامپور۔

حضرت ماسٹر محمد احمد صاحب، پکری آراضی، سنت کبیر نگر۔

حضرت ماسٹر علی حسن خان صاحب، امولی دھمولی، بلرامپور۔

حضرت قاری کمال احمد خان صاحب، لوکہوا بلرامپور۔

اساتذہ اور ارکان کے ساتھ آپ کا سلوک:

آپ کے دور میں اساتذہ علیمیہ تین نوع کے تھے؛ ان میں کچھ آپ سے سینئر تھے، کچھ آپ کے معاصر اور کئی ایک آپ کے تلامذہ تھے۔ آپ اپنی اعلیٰ ظرفی، حلم ومروت، سنجیدگی اور شرافت سے سب کے ساتھ خوش اخلاقی اور بہتر سلوک کا مظاہرہ فرماتے تھے، کچھ ایسا ہی برتاو انتظامیہ وارکان کے ساتھ تھا۔

آپ باوزن انداز میں رہتے تھے، صبر وتحمل کے ساتھ سرد وگرم سب جھیل لے جاتے اور اپنے اخلاق کی تلوار سے سب کو رام کر لیتے اور بڑے بڑے موقع تلاش لوگ تلاشتے ہی رہ جاتے۔ اساتذہ ہوں یا ارکان یا دیگر حضرات بالعموم سب کے ساتھ آپ رعایت ومروت کا معاملہ رکھتے تھے۔

آپ مصلحت اور حکمت وتدبر کے ساتھ کام کرتے تھے۔ کسی کو انگشت نمائی، چہ میگوئی اور

حرف زنی کا موقع نہیں دینا چاہتے تھے۔ اپنے کام سے کام اور دوسروں کی حرکات سے چشم پوشی آپ نے اپنا طریقہ کر بنا رکھا تھا۔ بعض دفعہ آپ چاہ کر بھی اپنی حیثیت، اپنے منصب اور عہدے کا استعمال نہیں کرتے تھے کہ کہیں ہوا خیزی کے فراق میں بیٹھے لوگوں کی وجہ سے ادارے کا رہا سہا امن و سکون مزید غارت نہ ہو جائے، مگر آپ نے اپنے عہد میں ہر نازک موڑ پر ٹکرائے بغیر علیمیہ کی ساکھ بچانے کی اچھی کوشش کی۔

راقم الحروف بیس سالوں سے جمد اشاہی میں موجود ہے، مگر ایسی کوئی بات سننے میں نہیں آئی کہ آپ کے ساتھ کسی کا جھگڑا یا ناخوشگوار معاملہ تھا۔ ہاں! معاصرت کی بنا پر یا بعض اندرونی اور انتظامی معاملات کو لے کر چند معروف حضرات کی بات اس سے مستثنیٰ سمجھی جائے۔ تاہم ان کے ساتھ بھی حضرت قیامی علیہ الرحمہ کا رویہ نرم اور صابرانہ ہی رہا، جس کا اعتراف ان معروف حضرات کو بھی ہے۔ یہاں میں نے کئی اہم شخصیات سے سن رکھا ہے کہ قیامی صاحب بے ضرر آدمی تھے۔

طلبہ کے ساتھ برتاو:

طلبہ کرام کے ساتھ آپ کا رویہ ہمدردانہ اور مشفقانہ ہوتا تھا۔ اخلاص اور دیانتداری کے ساتھ ان کی اصلاح اور تربیت فرماتے تھے۔ طلبہ کے نزاعی معاملات سلجھانے میں آپ کو ملکہ حاصل تھا۔ خندہ روئی اور اطمنان وسنجیدگی کے ساتھ نازک سے نازک مسائل حل کر دیا کرتے تھے۔ طلبہ سے الجھنا تو دور سخت گوئی اور ڈانٹ پھٹکار کی نوبت شاید باید آتی تھی۔ مہذب انداز اور تاثیر سے لبریز نپے تلے جملوں میں فہمائش کا حق ادا کر دیتے تھے۔

حضرت مولانا مظہر حسین علیمی (استاذ جامعہ غوثیہ نجم العلوم مرکزی ادارہ سنی دعوت اسلامی ممبئی و ایڈیٹر ماہنامہ سنی دعوت اسلامی) لکھتے ہیں: آپ نہایت مشفق ومہربان استاذ تھے، اپنے طلبہ پر حد درجہ مہربان تھے، طلبہ کی خطاوں کو نظر انداز کر کے ان کی احسن انداز میں اصلاح کرنا آپ کی ایک نمایاں خوبی تھی۔ (محمد تفسیر القادری قیامی حیات وخدمات، مولفہ: مولانا توحید احمد طرابلسی، ص ۷۱)

حضرت مولانا افتخار احمد خان (خان پریس بستی) لکھتے ہیں: کبھی کسی طالب علم کو

غیر مہذب الفاظ سے نہ نوازا، نہ ہی غیر اخلاقی القاب سے پکارا، ہمیشہ طلبہ کی تربیت پر نگاہ رکھتے، پند و موعظت اور دیگر طریقوں سے ان کی اصلاح بھی فرماتے۔ اصلاح کا طریقہ ایسا کہ احساس تک نہ ہونے پاتا کہ ہم نے کوئی غلطی بھی کی ہے۔ اتنے حسین انداز میں اصلاح فرماتے کہ آپ کی باتیں کانوں کے راستے دل ودماغ میں اتر جاتیں۔ (محمد تفسیر القادری قیامی حیات وخدمات، مولف: مولانا توحید احمد طرابلسی، ص ۸۰)

استاذ گرامی حضرت علامہ الحاج فروغ احمد اعظمی مصباحی سابق صدر المدرسین دار العلوم جمد اشاہی فرماتے ہیں: وہ [قیامی علیہ الرحمہ] اپنے چھوٹے چھوٹے شاگردوں کو ''منا'' اور ذرا بڑی عمر کے طلبہ کو ''مولانا'' کہہ کر مخاطب کرتے ہیں، یہ خوبی کم لوگوں میں نظر آتی ہے۔ (محمد تفسیر القادری قیامی حیات وخدمات، مولفہ: مولانا توحید احمد طرابلسی، ص ۶۶)

حضرت مولانا کمال احمد علیمی لکھتے ہیں: ایک استاذ کی حیثیت سے طلبہ کے لئے ریشم سے زیادہ نرم رہتے، ان کے سکھ دکھ کا خیال رکھتے اور ہر موقع پر ان کی اشک سوئی کرتے۔ (محمد تفسیر القادری قیامی حیات وخدمات، مولفہ: مولانا توحید احمد طرابلسی، ص ۷۵۔۷۶)

''دادا'' اور ''نانا'' کا پیارا خطاب:

ان دونوں القاب کا پس منظر یہ ہے کہ آپ کے نواسے محب محترم مولانا حافظ محمد عبد اللہ علیمی سبحانی خطیب وامام مسجد اعظم میسور کرناٹک، یہاں زیر تعلیم تھے وہ آپ کو معنی حقیقی کے اعتبار سے ''نانا'' کہا کرتے تھے، دھیرے دھیرے دوسرے طلبہ بھی مجازاً نانا کہنے لگے۔ یوں ہی ان کے بعد آپ کے پوتے عزیزم محمد اول اور عزیزم محمد ثانی آئے۔ وہ آپ کو دادا کہتے تھے، اس لئے طلبہ دادا بھی کہنے لگے۔ اب کوئی دادا کہتا کوئی نانا۔ بعد میں نانا کا چلن موقوف ہوگیا، صرف دادا کہا جانے لگا، پھر حضور شیخ القرآن کی دوبارہ آمد پر دادا کا لفظ آپ کے لئے رائج ہوگیا۔

بابائے فارسی:

ہندوستان کے مدارس نظامیہ میں تقریباً چار پانچ دہائیوں سے فارسی زبان روبہ زوال ہے اور اب تو حالت نزع میں ہے۔ فارسی کے اس بحرانی عہد میں آپ فارسی زبان وادب پر اچھی دسترس

رکھتے تھے، اس لئے دار العلوم علیمیہ میں بھی اور باہر بھی آپ کے قدر دان حضرات آپ کو بابائے فارسی کے معزز لقب سے یاد کرتے تھے۔

علیمیہ کے پلیٹ فارم سے خدمات:

آپ جس بھی ادارے میں رہے وہاں کے احوال اور تقاضوں کے پیش نظر مختلف جہتوں اور حیثیتوں سے کام کرتے رہے۔ جن میں درس وتدریس، اصلاح وارشاد، دعوت وتبلیغ اور تنظیمی و تحریکی خدمات شامل ہیں۔

دار العلوم علیمیہ میں رہتے ہوئے آپ نے جو خدمات انجام دی ہیں، ان کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ یہاں ان سب کے احاطہ کی گنجائش نہیں ہے، کیوں کہ ان میں سے ہر ایک کے لئے مستقلا ایک ایک مضمون درکار ہے۔ میری اس تحریر میں صرف ان خدمات کی ایک جھلک پیش کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔

علیمیہ کے پلیٹ فارم سے جو خدمات آپ نے انجام دیں، ان کا اجمالی خاکہ کچھ اس طرح سے ہے: تدریسی خدمات، تربیتی خدمات، تصنیفی خدمات، تبلیغی خدمات، علیمیہ کی ترقیاتی خدمات۔

تدریسی خدمات:

علوم دینیہ کی تدریس اور نشر واشاعت آپ کی خدمات میں سرفہرست ہے۔ آپ کے شاگرد رشید شفیق ملت حضرت علامہ شفیق الرحمن عزیزی مصباحی مفتی اعظم ہالینڈ رقمطراز ہیں: آپ کی حیات مبارکہ کا سب سے نمایاں پہلو ایک کامیاب معلم ہونا ہے۔ آپ نے جو کچھ بھی اپنے اساتذہ سے حاصل کیا اسے اپنے متعلمین تک پہنچانے کی سعی جمیل فرمائی۔ آپ کی کئی دہائیوں پر مشتمل تدریسی خدمات اس بات پر شاہد عدل ہیں۔ (محمد تفسیر القادری قیامی حیات وخدمات، مولف: مولانا توحید احمد طرابلسی، ص ۶۸)

جمد اشاہی میں آپ کی تدریسی خدمات کا دورانیہ کم وبیش چونتیس سالوں کے طویل عرصے پر محیط ہے۔ اس مدت میں آپ نے پورے اخلاص اور تندہی کے ساتھ مختلف علوم وفنون کی زلف

سنواری کی ہے اور درس نظامی کی کتب متداولہ کی گتھیاں سلجھائیں ہیں۔

آپ علیمیہ کے باذوق کامیاب اور ہر دلعزیز استاذ تھے۔ابتدائی متوسط اور منتہی سب طرح کی کتابیں آپ کے زیر درس تھیں۔میں نے آپ کے تلامذہ سے استفسار کر کے اور دوسرے ذرائع سے معلوم کیا کہ کسی نے آپ سے گلستاں بوستاں پڑھی ہے، کسی نے میزان، پنج گنج اور علم الصیغہ، کسی نے ہدایۃ النحو، کافیہ اور شرح جامی، کسی نے شرح تہذیب، کسی نے، شرح وقایہ، کسی نے اصول الشاشی اور نور الانوار، کسی نے دیوان متنبی، کسی نے دروس البلاغہ، کسی نے تفسیر جلالین، کسی نے مدارک التنزیل، کسی نے جامع ترمذی، کسی نے نزہۃ النظر، کسی نے موطاامام محمد، کسی نے شرح معانی الآثار۔میں نے خود بھی آپ کے گھر پر آپ کی ذاتی کتابوں میں آپ کے زیر درس رہنے والی کئی اہم کتابیں دیکھی ہیں۔

میرے زمانے جب آپ ضعیف ہو گئے تھے اور اساتذہ کی کثرت بھی ہو گئی تھی، مزید علیمیہ نسواں کا قیام بھی عمل میں آ چکا تھا تو اس وقت بہت زیادہ تھکا دینے والی کتابیں علیمیہ میں آپ کے پاس نہیں رہتی تھیں اور یہاں کی گھنٹی بھی کم ہو گئی تھی، اس کے بدلے میں آپ علیمیہ نسواں میں پڑھانے جاتے تھے، البتہ وہاں معلمات جو کتابیں نہ لیتیں وہ یا تو آپ کے پاس آتیں یا حضرت علامہ شفیق الرحمن دامت برکاتہم کے حصے میں آتیں، مگر بعد میں حضرت نے نسواں میں پڑھانا نے سے معذرت کر لی تو صرف آپ ہی تھے نسواں کا بوجھ اٹھانے والے، کیوں میرے خیال سے قمر العلما حضرت علامہ قمر عالم قادری اشرفی دامت برکاتہم اگر چہ نسواں میں پڑھانے تشریف لے جاتے تھے مگر صرف بخاری شریف ہی پڑھاتے تھے۔تھکانے والی کتابوں کا بوجھ کم ہونے کے باوجود علیمیہ میں اس وقت بھی آپ اصول الشاشی پڑھاتے تھے۔

آپ کا نظریہ تدریس بہت عمدہ اور قابل ستائش تھا، آپ طلبہ کے سچے رہنما اور حقیقی خیر خواہ تھے۔اپنی ہمہ دانی کا ڈھنڈھورا پیٹنے اور کسی مسئلے میں اپنی لاعلمی کا بھرم رکھنے کے لئے طلبہ کو ادھر ادھر کی بات بتانے اور ان پر دھونس جمانے کے قائل نہ تھے۔

آپ صاف گوئی کے عادی تھے اور یہ وطیرہ شروع سے آخر تک رہا۔چنانچہ علیمیہ میں

اپنے پہلے درس کا واقعہ بیان فرماتے ہیں: جب میں جمداشاہی پہنچا مولانا فیاض احمد صاحب جمداوی، مولانا شفیق الرحمن صاحب خطیب وامام مسجد طیبہ امسٹرڈم ہالینڈ، و سربراہ اعلی دار العلوم علیمیہ جمداشاہی اور مولانا امید علی صاحب استاذ دار العلوم علیمیہ جمداشاہی کی جماعت سب سے اونچی تھی۔ یہ شرح جامی وغیرہ پڑھ رہے تھے۔صبح کو یہ شعر باستاں نامی کتاب لے کر آئے اور کتاب شروع کرانے کے لئے ملافخر الدین عراقی ہمدانی کی غزل

نخستیں بادہ کاندر جام کردند ز چشم مست ساقی وام کردند

کھول کر سامنے رکھ دی، میں نے شعر باستاں کو دیکھا ہی نہیں تھا، پڑھنا پڑھانا دور کی بات۔لیکن الحمدللہ فارسی اچھی تھی، شعر سامنے آیا، سمجھ گیا۔میں نے ان لوگوں سے کہا: ”تیمنا و تبرکا دو شعر آج پڑھا دیتا ہوں، کل سے میں مطالعہ کروں گا، اس کے بعد پڑھاؤں گا“۔(محمد تفسیر القادری قیامی حیات و خدمات، مولفہ: مولانا توحید احمد طرابلسی، ص ۳۱)

آخری دور میں خود راقم الحروف کا مشاہدہ ہے کہ ۲۰۰۴ء میں ہماری فیض الادب دوم آپ کے پاس تھی، بڑھا پا تھا، پھر علیمیہ نسواں نیا نیا شروع ہوا تھا اس کی کثیر مصروفیات اور اس کی ذمہ داریاں بھی تھیں۔اس لئے آپ تھوڑا تھوڑا پڑھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ انشا چیک کرنے میری پریکٹس ختم ہو گئی ہے۔البتہ حضرت نے جس ڈھنگ سے تھوڑا ہی پڑھا دیا تھا وہی کافی تھا۔آج ہمیں اس کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

حضرت کی پرخلوص اور بے تکلف تدریسی خوبی کا اندازہ آپ کے ان متواضع الفاظ سے لگائیں: ”ہماری طرف سے طلبہ وطالبات کو ہمیشہ اس بات کی اجازت رہی کہ جو کتابی سوال حل نہ ہوں، ہم سے بلا جھجھک پوچھ لیں، اگر ہم فوری طور پر اسے حل نہیں کر پائیں گے تو تلاش کر کے بتادیں گے۔(محمد تفسیر القادری قیامی حیات و خدمات، مولفہ: مولانا توحید احمد طرابلسی، ص ۳۳۔۳۴)

آپ اخیر عمر تک محنت اور خوب دلچسپی سے ساتھ پڑھاتے رہے۔میں نے آپ کی درسی کتابوں میں دیکھا کہ آپ کے اپنے قلم سے لکھے اوراق میں درس سے متعلق اشارے اور نوٹ درج

ہیں، جو اس کی دلیل ہے کہ آپ ایک ذمہ دار اور محنتی استاذ تھے۔ آپ کی خدمات اور آپ کے پڑھائے ہوئے باصلاحیت علما اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ علیمیہ کے تدریسی صیغے میں آپ کا کردار بڑی اہمیت کا حامل تھا۔

آپ کے فرزند دلبند حضرت مولانا حافظ قاری مفتی محمد عرفان رضا قیامی سبحانی استاذ دار العلوم اہل سنت مصباح العلوم بہادر پور بستی نے مجھ سے بیان کیا کہ والد صاحب نے مجھ سے فرمایا: ”ایک بار حضرت علامہ معین الحق علیمی صاحب میری درسگاہ میں آئے اور میرے پاس زیر درس جماعت ثالثہ کے طلبہ کو شرح تہذیب کے ہمراہ طلب کیا، اور ان طلبہ کا جائزہ لے کر اطمنان و خوشی کا ظہار کیا، بولے مجھے یقین و اعتماد ہے کہ ہمارے ادارے کے اساتذہ محنت سے پڑھاتے ہیں۔“

آپ اپنی تدریسی کارکردگی سے مطمئن اور خوش تھے اور اسے اللہ کا کرم گردانتے ہوئے اس کے شکر گزار بھی تھے۔ آپ کے اول تذکرہ نگار مولانا توحید احمد طرابلسی نے آپ کا بیان کوڈ کیا ہے: ”ہمیں اس بات کی خوشی ہے کہ ہمارے دور میں باصلاحیت طلبا فارغ ہوئے جو دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی اور ملک و بیرون ملک درس و تدریس اور دعوت و تبلیغ سے وابستہ ہیں۔ یوں ہی دار العلوم علیمیہ نسواں سے بھی باصلاحیت طالبات فارغ ہوئیں جو آج دار العلوم علیمیہ نسواں اور دیگر مدارس دینیہ میں درس و تدریس کا فرضہ انجام دے رہی ہیں اور یہ سب اللہ تعالی کا فضل و احسان ہے۔“ (محمد تفسیر القادری قیامی حیات و خدمات، مولفہ: مولانا توحید احمد طرابلسی، ص ۳۴)

تربیتی خدمات:

آج کے زمانے میں مدارس اسلامیہ کے اندر مربی صفت اساتذہ کا وجود عنقا ہوتا جا رہا ہے، بالخصوص الحاق شدہ اداروں میں۔ اساتذہ کرام عین اپنی ڈیوٹی کے وقت تشریف لاتے ہیں اور ڈیوٹی ختم ہوتے ہی چلے جاتے ہیں۔ ادارے مشکل سے دو چند کسی وجہ سے رہتے بھی ہیں تو طلبہ کی تربیت سے بے فکر، یا فکر مند ہوں بھی تو ان کی تربیت ناقص یا غیر موثر۔ ایسے ماحول میں حضرت علامہ قیامی علیہ الرحمہ جیسے بے لوث مربی اساتذہ کی کمی کا شدت سے احساس ہوتا ہے۔

آپ کا وجود طلبہ علیمیہ کے لئے نعمت غیر مترقبہ سے کم نہ تھا۔ آپ ایک کہنہ مشق تجربہ کار

با اخلاق صاحب کردار استاذ تھے، جو طلبہ کے لئے سراپا سامان تربیت تھے۔ آپ طلبہ کی تربیت سے غفلت برتنے یا تغافل کرنے کے قائل نہ تھے۔ کسی طالب علم میں کوئی کمی بیشی دیکھتے تو ضرور مناسب انداز میں اصلاح فرماتے۔ ایک بار آپ نے مجھے دوپہر کھانے کے بعد لیٹ کر مطالعہ کرتے دیکھا تو منع فرمایا اور وجہ بھی ارشاد فرمائی کہ لیٹ کر پڑھنے سے آنکھ کی روشنی متاثر ہوتی ہے۔

طلبہ کو نمازوں کے لئے بیدار فرماتے اور وقتا فوقتا بعد نماز عشا یا مغرب مسجد میں طلبہ کو اجتماعی نصیحت کرتے اور اصول و قوانین سے آگاہ فرماتے، اور اس کے علاہ بھی انفرادی طور پر طلبہ کو مخلصانہ مشوروں سے نوازتے رہتے تھے۔

حضرت مولانا افتخار احمد خان (خان پریس بستی) لکھتے ہیں: ”آپ طلبہ کے ظاہر و باطن دونوں کو سنوارنے میں لگے رہتے تھے۔“ (محمد تفسیر القادری قیامی حیات و خدمات، مولفہ: مولانا توحید احمد طرابلسی، ص ۶۹)

کتاب مذکور کے مولف نے حضرت کا نظریہ تربیت خود انہیں کے حوالے سے نقل کیا ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں: ”تربیت کے حوالے سے مزید آپ فرماتے ہیں: مربی لوگوں کے درمیان کسی کی غلطی پر اسے پشیماں نہ کرے، تربیت دینے میں ڈانٹ یا ہلکی پھلکی سزا کو ترجیح دے۔ بہتر یہ ہے کہ طلبہ و طالبات کو ایک مہذب ماحول فراہم کیا جائے اور احسن طریقے سے ان کی غلطی پر انہیں متنبہ کیا جائے، یہ زیادہ موثر اور زود اثر ہوتا ہے۔ تعلیم کے ساتھ عمل پر بھی نگاہ رکھی جائے، ورنہ بلبل شیراز شیخ سعدی کا فرمایا صادق آئے گا۔

علم چنداں کہ بیشتر خوانی — چوں عمل در تو نیست نادانی — (ص ۳۴)

تلامذہ دار العلوم علیمیہ:

دار العلوم علیمیہ اور علیمیہ نسواں کی طویل مدت تدریس میں طلبہ و طالبات کی ایک بڑی تعداد آپ کے خوان علم و فن سے شادکام ہوئی۔ ان فیض یافتگان میں ایک سے ایک آفتاب و ماہتاب ہیں، جو عصر حاضر کی نامور درسگاہوں، خانقاہوں اور مساجد میں مصروف عمل ہیں۔ جب کہ آپ کے کئی تلامذہ عصری دانش گاہوں نیز مختلف میدانوں کے شہسوار و شناور ہیں۔

آپ کے تلامذہ میں بہت سے ایسے ہیں جن سے ہمارے علم وادراک کا تعلق ہے اور بہت سے ایسے ہیں کہ بعد زمان ومکان یا دوسرے اسباب کی بنا پر ہمارے سامعہ وباصرہ ان سے نا آشنا ہیں۔ان سب کا احاطہ واستقصا کرنا اوران کے کوائف کا مختصر بیان یا چند سطری تعارف ہی بجائے خود ایک مستقل اور بڑا کام ہے۔

ذیل میں آپ کے ’’علیمی تلامذہ‘‘ کی ایک مختصر فہرست دی جارہی ہے، جو میری ذاتی معلومات یا موجودہ اساتذہ علیمیہ کی تصویب یاان کی نشاندہی پر مبنی ہے۔

واضح رہے کہ یہاں ’’علیمی تلامذہ‘‘ سے مراد وہ حضرات ہیں جنھوں نے علیمیہ میں حضرت سے باضابطہ درس حاصل کیا ہے۔ چاہے یہاں سے ان کی فراغت ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو، یوں ہی وہ علیمی لکھتے ہوں یا نہ لکھتے ہوں۔ یہ صراحت بھی مدنظر رہے کہ اس فہرست سازی میں مجاز ما کان کا بھی اعتبار کیا گیا ہے اوراس فہرست میں کوئی خاص ترتیب اور درجہ بندی بھی ملحوظ نہیں ہے، جیسے بن پڑا ہے ناموں کو یکجا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

حضرت مولانا شفیق الرحمن عزیزی مصباحی، مفتی اعظم ہالینڈ وکنوینز ورلڈ اسلامک مشن ہالینڈ۔

حضرت مولانا امید علی مصباحی صدیقی، استاذ دارالعلوم علیمیہ، جنرل سکریٹری ٹیچرس ایسوسی ایشن اترپردیش۔

حضرت مولانا فیاض احمد مصباحی جمداوی، سابق استاذ دارالعلوم محمدیہ ممبئی۔

حضرت مولانا محمد سعید نورانی علیمی ہنومان گنج بستی۔ استاذ دارالعلوم مدینۃ العربیہ، دوست پور سلطان پور۔

حضرت مولانا وارث علی علیمی، کپتان گنج بستی۔

حضرت مولانا شاہ عالم علیمی۔ استاذ مفتاح القرآن بیجولی، شیام دیورواں، مہراج گنج۔

حضرت مولانا مفتی محمد نظام الدین قادری علیمی مصباحی، بتھریا سدھارتھنگر، نائب صدرالمدرسین دار العلوم علیمیہ۔

حضرت مولانا نورالہدی مصباحی علیہ الرحمہ، سابق استاذ دارالعلوم احمدیہ معراج العلوم، دھرم سنگھوا

بازار، سنت کبیرنگر۔

حضرت مولانا معراج الحق علیمی نورانی بغدادی، سیتامڑھی بہار۔ استاذ دارالعلوم علیمیہ۔

حضرت مولانا نظام الدین علیمی، بہار۔ سابق صدرالمدرسین دارالعلوم اہل سنت انوار حق، ڈوکٹرا سنت کبیرنگر۔

حضرت مولانا ارشاد احمد علیمی، گلرہا مہنداول، سنت کبیرنگر۔

حضرت مولانا فاروق احمد خان نعیمی علیمی، مدھ نگر بلرامپور، استاذ فیض العلوم پپری بانگڑھ بلرامپور۔

حضرت مولانا محمد ابرار علیمی، بسڈیلہ چائیکلاں، سنت کبیرنگر۔

حضرت مولانا ابوہریرہ علیمی، بسڈیلہ چائیکلاں، سنت کبیرنگر۔

حضرت مولانا معین الحق علیمی، گلرہا مہنداول، سنت کبیرنگر۔

حضرت مولانا احمد رضا نورانی علیمی بغدادی، سسوا بازار، سنت کبیرنگر، استاذ دارالعلوم علیمیہ۔

حضرت مولانا محبوب احمد علیمی، صدرالمدرسین دارالعلوم غوثیہ بیرواہنکٹوا، مہراج گنج۔

حضرت مولانا ابوساریہ علیمی بغدادی عراقی، دیوپور، اڈابازار، مہراج گنج۔

حضرت مولانا ڈاکٹر انوار احمد خان علیمی بغدادی بابا گنج گونڈہ، صدرالمدرسین دارالعلوم علیمیہ، گیسٹ پروفیسر بلغار اسلامک اکادمی جمہوریہ تتارستان روس۔

حضرت مولانا ابرار حسین علیمی، درگجوت، سنت کبیرنگر، خطیب وامام رضا جامع مسجد بہرام نگر، باندرہ ممبئی۔

حضرت مولانا محمد نعیم علیمی، بستی، استاذ دارالعلوم مدینۃ العربیہ، دوست پور، سلطان پور۔

حضرت مولانا حمید اللہ علیمی، بستی۔

حضرت مولانا محمد صدیق علیمی، ضلع دیوریا۔

حضرت مولانا محمد محمود علیمی، سسوا بازار، سنت کبیرنگر، استاذ اشرف العلوم، ڈیوہاری، بستی۔

حضرت مولانا محمد یونس علیمی، ضلع دیوریا۔

حضرت مولانا فیروز احمد علیمی، گھوسی، مئو۔

حضرت مولانا وقار احمد علیمی جمد اوی، استاذ دار العلوم علیمیہ، امام جامع مسجد جمد اشاہی۔

حضرت مولانا زین العابدین علیمی، استاذ دارلعلوم فضل رحمانیہ، پچپڑوا، بلرامپور۔

حضرت مولانا اشتیاق احمد قادری علیمی، پکری چوبے، بستی، قاضی شرع ضلع کاروار، کرناٹک۔

حضرت مولانا تشریف عالم علیمی، پپرا کنک، کشی نگر۔

حضرت مولانا قاضی احمد نعمان علیمی، ہانگل شریف، دھاروار، کرناٹک۔

حضرت مولانا محرم علی علیمی، شریدت گنج، بلرامپور، استاذ دار العلوم اہل سنت نثار العلوم، شہزاد پور، امبیڈکر نگر۔

حضرت مولانا حافظ اطہر علی علیمی، شاہی بلڈنگ میٹیر یئلس، پنکھوباری، بستی۔

حضرت مولانا قاری نجم الدین علیمی، ڈھونڑیا، بکھرا، سنت کبیر نگر، استاذ اشرف العلوم، ڈیوہاری، بستی۔

حضرت مولانا وصی اللہ علیمی، ڈوکڑا، سنت کبیر نگر، خطیب وامام محمدی جامع مسجد، چھوٹی سنکیری کاروار، کرناٹک۔

حضرت مولانا حافظ قاری امیر حسن علیمی نظامی، کیواں ضبطی، بستی، استاذ دار العلوم علیمیہ۔

حضرت مولانا امان حسن علیمی، سیوان، بہار، استاذ جامعہ انوار القرآن، بلرامپور۔

حضرت مولانا ڈاکٹر شکیل احمد علیمی علیگ بلرامپوری، میڈیکل آفیسر شراوستی۔

حضرت مولانا ڈاکٹر عزت علی علیمی علیگ، بستی۔

حضرت مولانا ڈاکٹر محمد رضوان علیمی علیگ، بہرائچ شریف۔

حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم اللہ علیمی علیگ، پکری چوبے، بستی۔

حضرت مولانا ڈاکٹر شمس الدین علیمی، سدھارتھنگر۔

حضرت مولانا ڈاکٹر شہیر اللہ علیمی، آسام۔

حضرت مولانا ڈاکٹر عبد السلام علیمی، کھوریا بازار، بستی۔

حضرت مولانا محمد قمر علیمی، پرسالال شاہی، بستی۔

حضرت مولانا قاری عبد المعبود علیمی، پرینہ پانڈے، بستی، سابق استاذ دار العلوم غوثیہ ضیاء القرآن، کرلا

ممبئی۔

حضرت مولانا حافظ قاری محمد نصیر عزیزی جمد اوی، استاذ دار العلوم علیمیہ۔

حضرت مولانا انوار الحق علیمی، سیتامڑھی، بہار۔

حضرت مولانا رفعت اللہ علیمی، امولی دھمولی، بلرامپور، استاذ دار العلوم اہل سنت قادریہ سراج العلوم، برگدہی جدوپیرا، مہراج گنج۔

حضرت مولانا عبد المطلب علیمی، پکری آراضی سنت کبیر نگر، ستاذ دار العلوم اہل سنت قادریہ سراج العلوم، برگدہی جدوپیرا، مہراج گنج۔

حضرت مولانا کمال احمد علیمی، امولی دھمولی، بلرامپور، سابق استاذ دار العلوم علیمیہ۔

حضرت مولانا محمد مبین علیمی، جیوجھار پور، اگیا چھاتا سنت کبیر نگر، سابق صدر المدرسین دار العلوم وجہ العلوم، والٹر گنج، بستی۔

حضرت مولانا حافظ شیدا حسین علیمی، تریتا رسول پور، بستی، استاذ دار العلوم علیمیہ۔

حضرت مولانا امیر اللہ علیمی، مہراج گنج، استاذ دار العلوم محمدیہ، قصبہ کپتان گنج، کشی نگر۔

حضرت مولانا محمد نفیس علیمی، جنجوا سدھارتھنگر، استاذ جامعہ حنفیہ، بستی۔

حضرت مولانا محبت علی علیمی۔ پکری آراضی، سنت کبیر نگر۔

حضرت مولانا نثار الدین علیمی، سسوابازار، سنت کبیر نگر، دار العلوم اہل سنت انوار حق، ڈوکڑا سنت کبیر نگر۔

حضرت مولانا اعجاز القمر علیمی، گونڈوی، بانی یتیم خانہ اہل سنت قادریہ غریب نواز، قریش نگر، کرلا ممبئی۔

حضرت مولانا محمد افروز علیمی نظامی، دوکڑا، سنت کبیر نگر، خطیب وامام قادریہ سنی جامع مسجد، سونا پور، بھانڈوپ ممبئی۔

حضرت مولانا صوفی عبد المطلب علیمی، رائے پور ۳۶، گڑھ، امام احمد رضا اکیڈمی، صالح نگر، بریلی شریف۔

حضرت مولانا محمد خالد علیمی، دھسوا، مہراج گنج۔

حضرت مولانا مفتی زبیر احمد علیمی، پکری آراضی، سنت کبیر نگر، استاذ جامعہ انوار العلوم، تلسی پور، بلرامپور۔

حضرت مولانا محمد اختر الاسلام بن حضرت علامہ عبد المبین نعمانی دامت برکاتہم، استاذ دارالعلوم قادریہ، چریا کوٹ، مئو۔

حضرت مولانا منصور عالم علیمی، کشی نگر، استاذ جامعہ آل رسول، مارہرہ شریف۔

حضرت مولانا محب احمد قادری علیمی، کھوریاں بازار، بستی، استاذ دارالعلوم علیمیہ۔

حضرت مولانا مفتی شمس الدین علیمی، استاذ الجامعۃ النظامیہ شکرولی، سنولی بازار، مہراج گنج۔

حضرت مولانا شاہد رضا علیمی، ملدہ بلرامپور، سابق خطیب وامام مدینہ مسجد، میوچے، لیسوتھو، ساوتھ افریقہ۔

حضرت مولانا ڈاکٹر محمد نعیم مصباحی گونڈہ، جے این یو دہلی۔

حضرت مولانا ڈاکٹر ریاض احمد علیمی علیگ، مہندوپار، سنت کبیر نگر۔

حضرت مولانا مظہر علی علیمی، استاذ دارالعلوم رضویہ اہل سنت رستم پور، سینچرا بازار، سنت کبیر نگر۔

حضرت مولانا امتیاز احمد علیمی، بلہا، بلرامپور۔

حضرت مولانا غلام جیلانی علیمی، چرکھوا، سدھارتھ نگر، استاذ دارالعلوم علیمیہ نسواں۔

حضرت مولانا حافظ طاہر علی علیمی، استاذ بحر العلوم، خلیل آباد، سنت کبیر نگر۔

حضرت مولانا عبد العزیز علیمی، بلاری، کرناٹک۔

حضرت مولانا جمال احمد خان علیمی، گودہنا، گومڑی، بلرامپور، خطیب وامام سنی رحیمیہ مسجد، رسینی تعلقہ، پنویل، مہاراشٹرا۔

حضرت مولانا کلیم اللہ علیمی، انڈا سنڈا، سنت کبیر نگر، استاذ دارالعلوم علیمیہ۔

حضرت مولانا قمر اللہ علیمی، گینسڑی بازار، بلرامپور۔

حضرت مولانا ضیاء الرحمن علیمی، دربھنگہ، بہار، استاذ جامعہ عارفیہ، سید سراواں، الہ آباد۔

حضرت مولانا محمد فاروق نظامی علیمی، بھونی بستی، صدر المدرسین دارالعلوم علیمیہ نسواں۔

حضرت مولانا محمد حبیب خان علیمی مصباحی فیض آبادی، استاذ دارالعلوم حنفیہ ضیاء القرآن لکھنو۔

حضرت مولانا کمیل اشرف علیمی، پکری آراضی، سنت کبیر نگر۔

حضرت مولانا حماد علی نعیمی علیمی، مدھ نگر، بلرامپور۔

حضرت مولانا معین اختر علیمی، گھوسی، مئو، استاذ دارالعلوم فیض الرسول، براوں شریف۔

حضرت مولانا مظہر حسین علیمی، ہری جوت، سدھارتھنگر، استاذ جامعہ غوثیہ نجم العلوم مرکزی ادارہ سنی دعوت اسلامی وایڈیٹر ماہنامہ سنی دعوت اسلامی ممبئی۔

حضرت مولانا غلام نبی علیمی، سسواری مغل، ہنومان گنج، بستی، سابق مینیجنگ ایڈیٹر ماہنامہ ’’پیام حرم‘‘ دارالعلوم علیمیہ۔

حضرت مولانا قطب الدین علیمی، نرائن پور، دیالی ڈیہ، بلرامپور۔

حضرت مولانا سید عبد الحکیم علیمی، میدرواراں، کرناٹک۔

حضرت مولانا احمد منصور رضا علیمی، پرسا بازار گونڈہ۔

حضرت مولانا مفتی محمد قمر الدین علیمی، چرکھوا، سدھارتھنگر، استاذ مسعود العلوم، چھوٹی تکیہ، بہرائچ شریف۔

حضرت مولانا محمد شاہد رضا علیمی، سیتامڑھی بہار، ریلوے وبھاگ۔

حضرت مولانا اشفاق احمد علیمی، استاذ دارالعلوم محمدیہ، رامنگرلار، دیوریا۔

حضرت مولانا مجیب الرحمن علیمی، مظفرپور، بہار، استاذ جامعہ عارفیہ، سید سراواں، الہ آباد۔

حضرت مولانا سعادت علی مصباحی، تالھی سنگھ پور، مہراج گنج، استاذ جامعہ کریمیہ مسعود العلوم، گلرا کوٹھی، شراوستی۔

حضرت مولانا عاشق علی علیمی، بکھریا، بستی۔

حضرت مولانا حافظ محمد اسحاق علیمی، پوکربھٹو، ابستی، استاذ دارالعلوم علیمیہ۔

حضرت مولانا حافظ ارشاد احمد علیمی، سسوابازار، سنت کبیر نگر، لیفٹننٹ جنرل، آرمی یونیورسٹی، پونے، مہاراشٹرا۔

حضرت مولانا رستم علی علیمی، کشی نگر، مقیم حال دبئی [متحدہ عرب امارات]

حضرت مولانا محمد نوری علیمی، گھوسی، مئو۔

حضرت مولانا مخدوم علی علیمی صابری دہلوی، صدر المدرسین دارالعلوم غریب نواز، گلین پاک، ماریشس۔

حضرت مولانا فدائے رسول فریدی علیمی، سہرسہ بہار، ایم این سی، شعبہ ترسیل عامہ وصحافت۔

حضرت مولانا ڈاکٹر رضاء الحق علیمی، سینئر ریسرچ اسکالر ملٹی نیشنل کمپنی، بنگلور۔

حضرت مولانا احمد رضا علیمی، استاذ انصار العلوم دھسوا، بلرامپور۔

حضرت مولانا ارشد علی علیمی، استاذ انصار العلوم دھسوا، بلرامپور۔

حضرت مولانا مفتی غلام نبی علیمی، کٹسہرا گورکھپور، استاذ عزیز العلوم، نانپارہ، بہرائچ شریف۔

حضرت مولانا خورشید عالم علیمی ازہری، روہنی ۴، چھپیا گڑھ، کھرہریا، نیپال۔

حضرت مولانا محمد مدنی علیمی، سرسہوا، ملدہ، ضلع بلرامپور۔

حضرت مولانا ابرار احمد علیمی بلرامپوری، اسسٹنٹ پروفیسر جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی۔

حضرت مولانا محمد شفیق احمد علیمی رضوی، سسہنا، بلرامپور، استاذ دالعلوم محمدیہ، رامنگر، لار، دیوریا۔

حضرت مولانا مفتی وقار علی علیمی، سیتامڑھی، بہار، استاذ و مفتی دارالعلوم حسنیہ، ہمت نگر، گجرات۔

حضرت مولانا غلام غوث علیمی، شہرت گڑھ، سدھارتھنگر، صدر المدرسین دارالعلوم محمدیہ اہل سنت فیض غوثیہ، بیراگل، ضلع بستی۔

حضرت مولانا عرفان رضا علیمی فیض آبادی، صدر علیمی موومنٹ آف انڈیا ممبئی۔

حضرت مولانا جاوید اختر علیمی، کشی نگر، خطیب وامام مسجد دریاخاں، شہر بستی۔

حضرت مولانا مفتی کمال احمد علیمی، رامنگر، پچپڑوا، بلرامپور، استاذ دارالعلوم علیمیہ۔

حضرت مولانا شمشاد حسین علیمی ازہری الہ آبادی، ٹورینٹو، کناڈا، امریکہ۔

حضرت مولانا حافظ ڈاکٹر محمد سلمان علیمی علیگ جمداوی، لکچرار جامعہ البرکات علی گڑھ۔

حضرت مولانا شمس القمر علیمی، قاضی شہر فیض آباد۔

حضرت مولانا نیاز احمد علیمی، مہراج گنج، پروٹوکول آفیسر انڈین ایمبیسی، ریاض سعودیہ عربیہ۔

حضرت مولانا عمار رضا حشمتی بن حضرت علامہ عبد المصطفی ردولوی، دارالعلوم مخدومیہ، ردولی شریف۔

حضرت مولانا ڈاکٹر سید نور محمد ہاشمی علیمی علیگ لکھنو۔

حضرت مولانا محمد عظیم علیمی گونڈوی، استاذ دارالعلوم حنفیہ ضیاء القرآن، لکھنو۔

حضرت مولانا غلام سید علی علیمی علیگ، پوکھرنی، بستی، سابق استاذ دارالعلوم علیمیہ، استاذ دارالعلوم مدینۃ العربیہ دوست پور، سلطان پور۔

حضرت مولانا فیروز احمد خان علیمی مصباحی، استاذ دارالعلوم محبوب سبحانی، کرلا ممبئی۔

حضرت حافظ قاری مولانا مفتی ڈاکٹر آصف ملک کشمیری، پروفیسر بابا غلام شاہ بادشاہ یونیورسٹی راجوری۔

حضرت مولانا مصطفی رضا علیمی علیگ، ملدہ، بلرامپور، لکچرار جھنکولال انٹر کالج، کلواری، بستی۔

حضرت مولانا توفیق احمد علیمی جمداوی، استاذ اینگلو عربک سینئر سیکنڈری اسکول، نئی دلی۔

حضرت مولانا محمد مختار احمد علیمی جمداوی، استاذ دارالعلوم مدینۃ العربیہ، دوست پور، سلطان پور۔

حضرت مولانا ہدایت رضا علیمی، داون گیرہ، کرناٹک۔

حضرت مولانا مصباح الدین علیمی، سنت کبیر نگر، سابق استاذ دارالعلوم علیمیہ۔

حضرت مولانا محمد شفیق علیمی، منگرہا، بستی، صدر المدرسین دارالعلوم غریب نواز، بیدولہ ڈومریا گنج، سدھارتھنگر۔

حضرت مولانا حافظ قاری غلام حسین علیمی، سدھارتھنگر، سابق استاذ دارالعلوم علیمیہ۔

حضرت مولانا محمد عارف رضا علیمی مصباحی گونڈوی، استاذ دارالعلوم غوثیہ ضیاء القرآن، کرلا ممبئی۔

حضرت مولانا اسرار احمد علیمی، بارہ بنکی، استاذ دارالعلوم حنفیہ رضویہ قلابہ ممبئی۔

حضرت مولانا غلام محی الدین علیمی سدھارتھنگری، استاذ دارالعلوم عتیقیہ تلسی پور بلرامپور۔

حضرت مولانا ضیاء الرحمن علیمی بن حضرت علامہ شفیق الرحمن استاذ دارالعلوم علیمیہ، استاذ مدرسہ اشرف العلوم، پورہ گوہر، رانی گنج، امیٹھی۔

حضرت مولانا حافظ قاری مقری محمد ہاشم خان علیمی، چھنوتیا بستی، استاذ دارالعلوم علیمیہ۔ [خصوصی استفادہ]

حضرت مولانا توحید احمد علیمی جمداوی، فاضل کلیۃ الدعوۃ الاسلامیۃ، طرابلس، لیبیا۔

حضرت مولانا تنویر رضا علیمی ازہری، استاذ دارالعلوم اشاعت الاسلام، پرتاول، مہراج گنج۔

حضرت مولانا محمد عمران رضا علیمی مصباحی، گیا، بہار، سابق خطیب وامام مسجد ''الہدایہ'' ممباسا، کینیا۔

حضرت مولانا قاری محمد ابرار خان علیمی بہرائچی، استاذ دارالعلوم حنفیہ رضویہ قلابہ ممبئی۔

حضرت مولانا قاری محمد رئیس خلیل آبادی، مقیم حال موزمبیق، افریقہ۔

حضرت مولانا سعید الرحمن علیمی جمداوی، سابق استاذ جامعہ امام احمد رضا احسن البرکات نیو کاسل ساوتھ افریقہ۔

راقم الحروف محمد طیب علیمی، سسہنا، بلرامپور، استاذ دارالعلوم علیمیہ۔

تصنیفی خدمات:

آپ تدریسی اور تبلیغی خدمات کے ساتھ اپنے اشہب قلم کو بھی مصروف رکھتے تھے۔ میں نے علیمیہ میں آپ کے پاس فارغ وقت نہیں دیکھا۔ جب کچھ نہ کرتے تو بھی کاغذ اور قلم تھامے کچھ نہ کچھ لکھتے رہتے۔

آپ مضبوط قلم کے مالک تھے۔ تصنیف وتالیف ہو یا مقالہ نگاری، میزان تحقیق پر تول کر قلم بند کرنے کا مزاج رکھتے تھے۔ کبھی کبھی کسی ایک بات کی تحقیق میں کئی کئی روز لگ جاتے اور اس دوران آپ کے اردگرد مصادر ومراجع کا انبار لگا ہوتا۔

آپ کی قلم کاری پر تجزیہ پیش کرتے ہوئے مولانا افتخار احمد علیمی لکھتے ہیں: مضمون نگاری، نعت گوئی، اور تصنیف وتالیف میں بھی آپ خاصی دلچسپی رکھتے ہیں۔ کئی ایک تصانیف میرے ذاتی کتب خانہ میں بھی موجود ہیں۔ آپ کے مضامین ملک کے موقر علمی وادبی رسالوں کی زینت بنتے رہے ہیں۔ آپ سادہ سلیس، رواں، دل کش، صاف وشستہ اور آسان زبان میں لکھتے ہیں، جس سے بوجھ نہیں محسوس ہوتا ہے۔

آسان زبان میں لکھنا بھی کوئی معمولی بات نہیں ہے، یہ بہت ہی مشکل فن ہے، جو ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔ اس کے لئے گہری نظر، وسیع مطالعہ اور زبان وبیان پر خاصی قدرت درکار ہوتی ہے۔ (محمد تفسیر القادری قیامی حیات وخدمات، مولفہ: مولانا توحید احمد طرابلسی، ص ۸۱)

درجنوں مقالات کے علاوہ دو درجن کے قریب مطبوع اور غیر مطبوع تصنیفات، تالیفات، شرح، حاشیہ اور ترجمے آپ کے قلم کی سوغات ہیں۔ ان میں سے تیئس کا معتد بہ تذکرہ مولانا توحید احمد طرابلسی کی تالیف میں ہے۔ قارئین اس کی طرف رجوع فرمائیں، راقم طوالت اور تنگی وقت کے سبب ان کے ذکر سے پہلو تہی کرتا ہے۔

البتہ اتنی عرض داشت ہے کہ مولانا موصوف کی ذکر کردہ رشحات قلم کے علاوہ بھی کچھ مکمل اور کچھ نامکمل تحریریں آپ کے گھر ذاتی مطالعہ گاہ وغیرہ میں ملی ہیں۔ اور آپ کی لکھی نعتوں، منقبتوں، قصیدوں، غزلوں اور متفرق اشعار کی ایک ڈائری نیز کچھ اوراق ملے ہیں، جو محفوظ کر لئے گئے ہیں۔

ایک خاص بات یہ ہے کہ حضرت کی بیشتر قلمی خدمات کا تعلق آپ کے پیر خانہ آستانہ بلہری شریف سے ہے۔ علاوہ ازیں وہیں سے متعلق ڈھیر سارے مسودے ابھی تک تشنۂ تکمیل ہی تھے۔ آخری ایام میں آپ حضرت مخدوم سید قیام الدین بھیکا شاہ مکی علیہ الرحمہ پر تحقیقی کام کا منصوبہ رکھتے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اگر مجھے ساٹھ دن کی زندگی مل جائے تو ایک اہم کام ہو جائے گا۔ اسی کام کے لئے آپ اس ضعیفی میں بھی خدابخش لائبریری پٹنہ جانے کا ارادہ رکھتے تھے، یقیناً یہ سب آپ کی سچی عقیدت کا مظہر ہے۔

میرے مقالے سے متعلق اہم بات یہ ہے کہ کل نہ سہی مگر زیادہ تر آپ کے قلمی سفر کی جولان گاہ دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی کی سرزمین ہی ہے، جو یقیناً دارالعلوم کے وابستگان کے لئے فخر کی بات ہے۔ برکات نماز، الف نامہ، گیان نامہ، ماہ محرم کے شرعی احکام، جلوہ طور، ماہ وسن وغیرہ پر یہیں کام ہوا۔

دعوتی اور تبلیغی خدمات:

اسلام کی دعوت وتبلیغ ایک اہم فریضہ اور وظیفہ انبیا علیہم السلام ہے۔ اس کی اہمیت و

افادیت اور ضرورت وفضیلت پر کئی آیتیں اور حدیثیں وارد ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ ہمارے حضرت کو اس عظیم دینی خدمت کا وافر حصہ عطا ہوا تھا۔

دارالعلوم علیمیہ سے وابستگی کے بعد آپ کی دعوت وتبلیغ کا دائرہ اور بھی وسیع وعریض ہوتا چلا گیا۔ آپ پوری توانائی کے ساتھ اس میدان میں اخیر تک سرگرم رہے۔ دعوت وتبلیغ ایسا عمل ہے، جس کا بدلہ صرف رب کی بارگاہ سے ملنے کی امید رکھی جاتی ہے۔ چنانچہ انبیائے کرام نے اپنی قوم سے صاف فرما دیا تھا: **ان اجری الا علی اللہ رب العالمین**۔

اساتذہ علیمیہ اور آبادی کے بہت سارے لوگ اعتراف اور بیان کرتے تھے کہ حضرت علامہ قیامی علیہ الرحمہ جب سے تشریف لائے جمدا شاہی کے قرب وجوار اور اطراف واکناف میں بہت کام کیا ہے۔

آپ کے اندر مسلمانوں کی اصلاح اور ان کی خیر خواہی کا جذبہ موجزن تھا۔ آپ نے گاؤں گاؤں، علاقے علاقے کا جائزہ لیا۔ وہاں پہنچنے کی تدبیریں نکالیں، مضبوط رابطہ کاری کی، کہیں سے دعوت آتی، کہیں بن بلائے جاتے۔ رفتہ رفتہ آپ کے اخلاص، آپ کے مقاصد اور کارناموں کے چرچے ہونے لگے، پھر ایک ماحول بنا اور پورے علاقے میں ایک بے نفس، مخلص وبے لوث عالم دین اور داعی اسلام کی حیثیت سے آپ کی پہچان بن گئی۔ اللہ نے توفیق بخشی، وقت میں برکت ہوئی اور آپ نے کام کیا۔ چنانچہ آپ کی مساعی جمیلہ سے یہاں کے بہت سے گاؤں اور علاقوں میں دینی بیداری آئی، علم وعمل کا ماحول بنا، اخوت ومحبت کی راہیں استوار ہوئیں، عقائد واعمال درست ہوئے، پختہ ہوئے، محفوظ ہوئے۔

آپ کی دعوت وتبلیغ کو موثر بنانے میں علاقائی سطح پر گھروں میں منعقد ہونے والی میلاد کی محفلوں اور اس طرح کی دیگر تقریبات کا بڑا کردار ہے۔ جو بھی بندۂ خدا دعوت کی غرض سے حاضر ہوتا بغیر ٹال مٹول کے، بغیر سستی کاہلی کے، دورونزدیک اور نذرونیاز کی پرواکیے بغیر اس کی دعوت قبول فرمالیتے اور وقت مقررہ پر اس کے گھر پہنچ جاتے۔ جو میسر آتا خوش دلی سے کھالیتے، دل لگا کر اور بھرپور بیان فرماتے، جو دیا قبول کرلیا نہیں دیا تو بھی اسے دعاؤں سے نوازا اور رخصت

ہو گئے۔ اپنے اس طرز وادا کی بنا پر آپ نے لوگوں کے دلوں میں گھر کرلیا تھا اور اسی کی برکت سے دعوت وتبلیغ کا ایک اچھا خاصا میدان تیار ہو گیا۔

بہت سالوں تک سائیکل سے جا جا کر تبلیغ فرمائی، دیہی علاقہ ہوتا، رات ہوتی، اندھیرا ہوتا، راستہ ناہموار ہوتا، مگر اللہ کا یہ بندہ **والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا** پر یقین رکھتے ہوئے یہ صعوبتیں برداشت کرکے شمع رشد وہدایت کے اجالوں کی راہ ہموار کررہا ہوتا۔

بعد کے زمانے جب کشادگی آئی تو لوگ خود ہی سواری کا انتظام کیا کرتے تھے، نیز کبھی کبھی ادارے کے کسی استاذ کو ساتھ لے لیتے جن کے پاس موٹر سائیکل ہوتی اور وہ تقریر وغیرہ بھی کرلیتے۔ اس مرحلے میں جو اساتذہ کرام آپ کے اس عمل میں معاون تھے ان کے اسما یہ ہیں: حضرت قاری محمد طیش نوری صاحب۔ حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین صاحب۔ حضرت مولانا محب احمد صاحب۔ حضرت مولانا غلام جیلانی صاحب۔ کبھی کبھی کسی ہونہار طالب علم کو ہی ساتھ لے لیتے اور یہ سعادت حضرت مولانا محمد فاروق نظامی صاحب کو کئی بار حاصل ہوئی تھی۔

جن علاقوں میں کثرت سے آپ کا ورود ہوا ان میں سے چند کے نام یہ ہیں: پوکھر بھٹوا، بچھیا، سسواری، پریہنہ پانڈے، سبھئی روضہ، سلٹوا، بچھمن پور، والٹر گنج، کیواں ضبطی، دسیا، جھپنوتیا، بشن پوروہ، منگر ہا، ہتیکوڑیا، بکھریا، دیورا، رودنگر، ردھولی تحصیل، گندھریا فیض، ہنومان گنج، بکری چوبے، پرسالال شاہی، اسلام پورہ، پیڈا، پڑیا خاص، پڑیا تکیوا، تلیاڈیھ، تریتا رسول پور، بہادر پور بلاک کے علاقے، کسورا، نگر بازار وغیرہ۔

ایسے ایسے کوردہ علاقوں میں حضرت گئے جن کے نام بھی ہم لوگوں کو اکثر معلوم نہیں ہوتے وہاں جانا تو دور کی بات ہے۔ حالاں کہ حضرت اس غیر ترقی یافتہ اور بے سروسامانی کے دور میں ان علاقوں کی آبلہ پائی کیا کرتے تھے۔

ابھی حال ہی میں سننے میں آیا ہے کہ ایک صاحب بعض خطبا سے بطور طنز ومزاح کہہ رہے تھے: سنا ہے جن علاقوں میں حضرت قیامی صاحب قبلہ نے سائیکل سے دین کا کام کیا آج لوگ وہاں چار پہیے کے بغیر جانے کے روادار نہیں ہوتے ہیں۔

اس مقام پر یہ بھی تاریخ درج ہونا مناسب ہے کہ حضرت مولانا ڈاکٹر انوار احمد خان بغدادی صاحب نے ۲۰۰۳ سے ۲۰۰۶ تک اور پھر ۲۰۱۰ سے اب تک جمدا شاہی کے قرب و جوار میں منصوبہ بند طریقے سے زمینی کام کیا ہے، بہت سارے گاؤں ایسے ہیں جن کا دورہ کر کے وہاں کی ضروریات پوری کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بالخصوص مسجد و مکتب وغیرہ کا قیام، ان کی اصلاح، مفلوک الحال افراد کا تعاون، منتخب طلبہ کی ٹیم جمعرات اور جمعہ کو علاقوں اور مساجد میں بھیجنا۔ یہ سب کام اپنی ترجیحات میں شامل رکھتے اور اس مشن میں مخیر ملت عالی جناب الحاج وحید اللہ صاحب کی کاوشیں بھی مشترک ہیں۔

حضرت علامہ قیامی علیہ الرحمہ کے ساتھ لمبا عرصہ گزارنے والے، میرے استاذ گرامی حضرت علامہ فروغ احمد اعظمی لکھتے ہیں: وہ علیمیہ کے حلقۂ اثر اور جمدا شاہی کے قرب و جوار میں اپنی مخلصانہ تبلیغی خدمات میں بھی اپنی مثال آپ ہیں۔ بلا تکلف علاقائی لوگوں کی مذہبی ضروریات میلاد خوانی، نکاح خوانی اور جنازے کی امامت وغیرہ کے لئے ہر دم بلا عوض مستعد رہتے تھے، کوئی مطالبہ نہیں، نہ سواری کا مطالبہ نہ نذرانے کا۔ (محمد تفسیر القادری قیامی حیات وخدمات، مولفہ: مولانا توحید احمد طرابلسی، ص ۶۷۔۶۸)

حضرت علامہ شفیق الرحمن عزیزی مصباحی مفتی اعظم ہالینڈ لکھتے ہیں: آپ فقط درسگاہی معلم ہی نہ تھے، بلکہ آپ ایک داعی بھی تھے۔ آپ نے جمدا شاہی کے قرب و جوار میں جس طرح خلوص وللہیت سے دعوت وتبلیغ کا فریضہ انجام دیا ہے وہ تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرب و جوار کے مخیرین اور اہل دل حضرات آپ کے گرویدہ ہیں اور آج بھی ان کے قلوب واذہان میں آپ کی تصویر بحیثیت مہربان مربی، مشفق معلم اور دانشور داعی کی بنی ہوئی ہے۔ (محمد تفسیر القادری قیامی حیات وخدمات، مولفہ: مولانا توحید احمد طرابلسی، ص ۶۹)

حضرت مولانا کمال احمد علیمی اپنا تجربہ بیان کرتے ہیں: آپ کے اخلاص کا جواب نہیں، جب بھی کسی دعوت دی بلا تام جھام کے پہنچے، نہ سواری کا انتظار نہ ہار و پھول کی للک، بس جیسے بن پڑا داعی کے یہاں پہنچ گئے۔ کتنے پروگرام میں ساتھ رہا؛ کبھی بھی میں نے آپ کے اندر لالچ نام

کی چیز نہیں دیکھی، مل گیا تو لے لیا، نہ ملا تو صبر کیا۔

جمدا شاہی اور اطراف میں آپ کی تبلیغی خدمات کے نقوش آج بھی ملتے ہیں، جہاں جایئے بڑے بزرگ بس آپ ہی کو پوچھتے ہیں، کہتے ہیں: قیامی صاحب ہمارے یہاں آیا کرتے تھے، بہت اچھے انسان ہیں۔ (محمد تفسیر القادری قیامی حیات وخدمات، مولفہ: مولانا توحید احمد طرابلسی، ص ۶۷)

علیمیہ کے پلیٹ فارم سے آپ کی یہ نتیجہ خیز تبلیغی خدمات، خلیفہ اعلی حضرت، حضور مبلغ اسلام کے ان مقاصد عظیمہ کا ایک حصہ ہیں جن کے پیش نظر آپ نے اہل جمدا کو ایک ادارہ قائم کرنے کا اشارہ فرمایا تھا۔

بلا شبہ حضرت علامہ قیامی علیہ الرحمہ کا جمدا آنا اور طویل عرصے تک رہ کر یک سوئی کے ساتھ زمینی کام کر جانا، حضور مبلغ اسلام کی عنایت ہے۔ کیوں کہ کیسے کیسے حالات پیش آئے، کتنے نازک نازک موڑ آئے، ایک سے ایک شخصیتیں آئیں اور چلی گئیں، ایسے میں اتنی تیز وتند آندھیوں کے باوجود آپ کا مبنی ہو جانا بظاہر سمجھ سے بالاتر ہے۔

علیمیہ کی تعمیر وترقی میں ایک اہم کردار:

یوں تو آپ کی ایک ایک خدمت علیمیہ کی تعمیر وترقی کا ہی حصہ ہے۔ تاہم اس عنوان کے تحت آپ کے اس اہم کارنامے کا تذکرہ مقصود ہے، جو علیمیہ کی تاریخ میں کلیدی کردار کا حامل ہے۔ میری مراد یہ ہے کہ آپ کے آنے کے بعد جب بھی کسی صدر المدرسین نے علیمی چمن کو خیر باد کہا، تو نامساعد حالات میں ذمہ داروں کی پکار پر، سراپا اخلاص بن کر ادارے کے تحفظ وبقا کی خاطر صدر المدرسین کی ذمہ داری قبول کر کے ادارے کو تحفظ فراہم کیا کرتے تھے۔ بات تلخ ضرور ہے مگر حقیقت ہے کہ تمام تر خوبیوں کے باوجود علیمیہ کا ایک افسوسناک پہلو یہ ہے کہ اس ادارے کا عہدہ صدر المدرسین کانٹوں کا بھرا سیج کہلاتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں شاید کوئی صدر المدرسین ان کانٹوں کے زخموں سے سلامت رہا ہو۔ وہ حضرت علامہ قیامی علیہ الرحمہ کا احسان تھا انتظامیہ اور ادارے پر کہ انہوں نے اپنے کندھے کا سہارا دے کر ادارہ اور انتظامیہ کو نہ جانے کتنی مشکلات سے بار بار بچایا۔

آپ نے چھ یا سات بار کارگزار کی حیثیت سے صدرالمدرسین کا چارج لیا، تعداد بالضبط اس لئے متعین نہیں کرسکتا کہ حضرت علامہ کاظم علی علیہ الرحمہ کے بعد آپ نے چارج لیا تھا یا نہیں، اس بارے میں شک واقع ہے۔ بہرحال جن معزز و مقتدر ہستیوں کے جانے کے بعد آپ کو کارگزار منتخب کیا گیا ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

حضرت علامہ کاظم علی علیہ الرحمہ

حضرت علامہ ظہیر حسن علیہ الرحمہ

حضرت علامہ محمد حنیف مبارکپوری

حضرت علامہ غلام ربانی فائق اعظمی

حضرت علامہ شیخ القرآن عبداللہ خان عزیزی علیہ الرحمہ

حضرت علامہ امام الدین علیہ الرحمہ

حضرت علامہ مفتی قدرت اللہ علیہ الرحمہ

آپ اپنے عہد کارگزاری میں انتہائی محنت، خلوص اور حکمت و تدبر سے کام کرتے اور کارزاری کا وقت ختم ہونے پر نومنتخب صدرالدرسین کے مطیع اور اس کے معاون ہوجاتے۔ آپ کے اس کردار سے ادارے کی شیرازہ بندی میں کافی مدد ملتی تھی۔

ع اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر

حجۃ العلم مفتی قدرت اللہ علیہ الرحمہ کے بعد نئے صدرالمدرسین کے طور پر ادیب شہیر استاذ گرامی علامہ فروغ احمد اعظمی دامت برکاتہم کا انتخاب عمل میں آیا، آپ نے مصائب و آلام کا سامنا کرتے ہوئے پندرہ سال تک نبھایا اور اس مدت میں علیمیہ کو بہت کچھ دیا۔ بالآخر زخموں کی تاب نہ لاسکے اور ریٹائری سے چھ سال قبل ہی چلے گئے۔ اب علامہ قیامی نہ تھے جو کارگزار بنتے۔

ع مدتوں رویا کریں گے جان و پیمانہ تجھے

حضرت علامہ فروغ احمد اعظمی کے بعد اساتذۂ کرام میں کوئی بھی کارگزاری یا صدر مدرسی کے لئے تیار نہیں ہورہا تھا، سب کے سامنے پیشرو ہستیوں کا انجام تھا۔ مخمصے کی حالت تھی۔

آخر کار اساتذہ، انتظامیہ، آبادی اور مخلصین کے اصرار پر حضرت علامہ ڈاکٹر انوار احمد خان بغدادی جو علیمیہ نسواں کے گورنمنٹی صدرالمدرسین تھے، وہ علیمیہ میں آنے کے لئے راضی ہوئے۔ اور آج ایک بار پھر وہی تاریخ سامنے ہے کیوں کہ صدرالمدرسین علامہ انوار بغدادی گیارہ ماہ کی رخصت پر بلغار اسلامک اکادمی تتارستان روس میں گیسٹ پروفیسر کے عہدے پر گئے ہوئے ہیں اور حال یہ ہے کہ تیئس روز ہو چکے ہیں مگر کوئی بھی کارگزار بننے کے لئے آمادہ نہیں ہے۔ ایسے عالم میں یہاں کے در و دیوار حضرت علامہ قیامی علیہ الرحمہ کو زبان حال سے پکار رہے ہوں گے۔

حضرت کی کارگزاری کی اہمیت کا اندازہ درج ذیل بیانات سے بخوبی لگا جاسکتا ہے:

علامہ شفیق الرحمن عزیزی مصباحی سربراہ اعلی دارالعلوم علیمیہ ان الفاظ میں معترف اور مدح خواں ہیں:

جمداشاہی کی تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی دارالعلوم علیمیہ کے مدرس اول ریٹائرڈ ہوئے یا وہ کسی وجہ سے تشریف لے گئے اور مدرسے میں بحرانی حالات پیدا ہوگئے، ایسے نازک ماحول میں آپ نے کارگزار صدرالمدرسین کا فریضہ نبھایا اور اپنے اسٹاف کے ساتھ تعلیمی، تدریسی اور تربیتی نظام کو بہتر سے بہتر کرنے کی حتی الامکان سعی فرمائی۔

کارگزار صدرالمدرسین ہونے کے باوجود کبھی کسی معاملے کو رواروی میں نہیں نپٹایا، بلکہ پوری للّٰہیت کے ساتھ ادارے کے مقتضیات کو پیش نظر رکھ کر عرق ریزی کرتے رہے۔ نہ کبھی اشارتاً، کنایتاً، حیلہ، بہانہ، تعلقات یا کسی اور ذریعے سے مستقل عہدۂ پرنسپلی پر باقی رہنے کی کوشش کی۔ جب ارباب حل وعقد کو نئے صدرالمدرسین دستیاب ہوجاتے تو آپ دوبارہ برضا و خوشی اپنے نیابت کے عہدے پر آجاتے۔ اور نہایت ہی اعلی ظرفی کے ساتھ مدرس اول کا مکمل تعاون فرماتے، جس کی وجہ سے نومنتخب صدرالمدرسین کو تعلیمی اور تربیتی نظم و نسق چلانے میں کسی طرح کی دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑتا تھا۔ یہ آپ کا ایسا تابناک اور قابل رشک پہلو ہے جسے کبھی بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے۔ (محمد تفسیر القادری قیامی حیات و خدمات، مولفہ: مولانا توحید احمد طرابلسی، ص ۶۸۔۶۹)

استاذ گرامی ادیب شہیر علامہ فروغ احمد اعظمی فرماتے ہیں: وہ علیمیہ کے مخلص اساتذہ میں سے ایک تھے۔ ہر عبوری دور میں صدرالمدرسین کا چارج سنبھال کر ادارے کو مشکل حالات سے باہر

نکالا ہے، جس کی نظیر دار العلوم کی تاریخ میں مفقود ہے۔ (محمد تفسیر القادری قیامی حیات و خدمات، مولفہ: مولانا توحید احمد طرابلسی، ص۶۶)

مولانا کمال احمد علیمی لکھتے ہیں: ایک لمبے عرصے تک دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی جیسے ادارے کے کارگزار پرنسپل رہے، مگر آپ اس عہدے کی خارداروادی سے صاف بچ کر نکل گئے، کسی کو انگشت نمائی کا موقع نہیں ملا۔ منصب کا غلط استعمال کرتے ہوئے کسی پر ذرہ بھر ظلم و زیادتی کو روا نہ رکھا، انصاف کے ترازو کے ساتھ اس عہدے کو خوب نبھایا۔ (محمد تفسیر القادری قیامی حیات و خدمات، مولفہ: مولانا توحید احمد طرابلسی، ص۷۵)

علیمیہ نسواں کا استحکام:

ارکان دارلعلوم علیمیہ کے مقاصد، منصوبے اور عزائم شروع سے بلند رہے ہیں، جن میں سے کچھ شرمندہ تعبیر ہو گئے، کچھ ہو رہے ہیں، کچھ زیر التوا ہیں اور مزید نئے اہداف بھی شامل ہوتے رہتے ہیں۔

دارالعلوم علیمیہ نسواں کا قیام دور بیں ارکان علیمیہ کے قدیمی اغراض میں سے تھا۔ بفضلہ تعالی ۲۰۰۳ء میں اس ادارے کا قیام عمل میں آیا۔ اس وقت میں جماعت اعدادیہ کا طالب تھا۔ مجھے یاد ہے کہ تعلیمی آغاز کے لئے ہمارے علاقے کے عظیم عالم دین علامہ الحاج محمد حفیظ اللہ خان نعیمی شیخ الحدیث فضل رحمانیہ پچپڑ وابلرامپور و بانی جامعہ عائشہ للبنات تشریف لائے تھے۔ عالیجناب سیٹھ عبدالمجید رضوی صاحب کے شاندار ہال میں پروگرام ہوا تھا، اساتذہ، طلبہ اور ارکان موجود تھے، چند طالبات پردے کے پیچھے بیٹھی تھیں، الحاج صاحب قبلہ نے انہیں کو پڑھا کر علیمیہ کا نسواں کا افتتاح کیا تھا۔ بہت سالوں تک ادارہ سیٹھ صاحب ہی کے دولت خانے پر چلتا رہا۔

قیام نسواں کے بعد آپ کی توجہات کا مرکز یہ ذیلی ادارہ ہو گیا، مگر جب تک آپ گورنمنٹ ملازم تھے اس وقت تک برائے نام دو چند گھنٹی طلبہ کو بھی پڑھاتے تھے، بلکہ اس دواران ہی آخر کے سالوں میں صرف نسواں سے وابستہ ہو گئے تھے۔ اور ۳۰ جون ۲۰۱۰ء کو ریٹائرڈ ہونے کے بعد مستقل طور پر علیمیہ نسواں کے شیخ الکل بنا دیئے گئے تھے۔

ادارہ کے قیام سے لے کر ۲۲ ستمبر ۲۰۱۱ء تقریبا آٹھ سالوں تک حضرت اس کی تعلیم و تربیت اور فروغ وارتقا کے لئے مستقل مزاجی سے کوشاں رہے۔ آپ کی کوششیں ثمر بار ہوئیں، آپ کے حسن تدبر سے یہ ادارہ چل گیا اور چند ہی سالوں میں علیمیہ نسواں بھی معروف و معتبر نسواں اداروں کی فہرست میں گنا جانے لگا۔ علیمیہ نسواں کی فارغات درس و تدریس، تربیت و اصلاح میں مشہور ہو گئیں۔ آپ نے اپنی اعلی انتظامی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتے ہوئے علیمیہ کے شعبہ نسواں کو بھی اوج و کمال عطا کیا اور یہاں کی خاک سے مہذب، باصلاحیت اور باکردار عالمات و فاضلات کا سلسلہ جاری فرمایا جو آج تک جاری ہے۔

علیمیہ نسواں کے لئے خاص ''ریاض النسا لائبریری'' کا قیام آپ کی ایک بڑی یادگار ہے، جس طرح سے ''علیمی لائبریری'' حضور شیخ القرآن علیہ الرحمہ کی۔

ہر کسی کو اس بات کا احساس ہونا چاہئے کہ حضرت علامہ قیامی کے روپ میں جماعت علیمیہ کو ایک انمول ہیرا نصیب ہوا تھا، جس نے ہر اندھیرے دور میں اپنی تابانی اور ضیا باری سے شادکام کیا۔

حضرت کی قدر و قیمت کا تذکرہ ادیب شہیر علامہ فروغ احمد اعظمی سے سنئے۔ آپ لکھتے ہیں: حضرت علامہ مولانا محمد تفسیر القادری صاحب قیامی مدظلہ العالی (سابق صدر المدرسین دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی) کی شخصیت اور ان کی دینی و علمی اور تبلیغی و تعلیمی خدمات دارلعلوم علیمیہ کی تاریخ کا ایک اہم باب ہے، ان کے تذکرے کے بغیر ادارے کی تاریخ یقینا نامکمل سمجھی جائے گی۔

مزید لکھتے ہیں: حضرت مولانا قیامی صاحب ایک نیک نفس، خوش اخلاق، حد درجہ مخلص، دیندار اور پرہیزگار شخصیت کا نام ہے۔ بزرگوں کا بہت احترام کرتے ہیں اور چھوٹوں سے بہت محبت و شفقت فرماتے ہیں۔۔۔۔۔۔ غرور و انا سے دور کا واسطہ نہیں، عجز و انکسار کا پیکر ہیں، اپنے سے بہت کم عمر علما کے بھی بہت قدر دان ہیں اور ان کی خوبیوں کے مدح خوانی اور حیثیت عرفی کا پاس و لحاظ حد درجہ فرماتے ہیں۔ صبر و تحمل ان کا خاص وطیرہ ہے، جس کا مشاہدہ تقریبا تین دہائیوں تک میں نے خود کیا ہے اور اس وصف سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ (محمد تفسیر القادری قیامی حیات و خدمات، مولفہ:

مولانا توحید احمد طرابلسی، ص ۶۵-۶۶)

جمد اشاہی کو الوداع:

قمری اعتبار سے چونتیس اور شمسی اعتبار سے تینتیس سال تک آپ نے علیمیہ اور نسواں میں علم وفن، فکر وشعور اور تہذیت وتربیت کی خیرات بانٹی، جمد اشاہی اور اس کے آس پاس کو سیراب کرتے رہے اور خلق خدا کی دلجوئی کرتے رہے۔ چنانچہ دردزہ، آسیب اور دیگر مسائل کے لئے آپ کا تعویذ بہت مجرب ومقبول تھا۔ دور دور سے پریشاں حال لوگ آتے تھے اور آپ لوجہ اللہ ان کے کام آتے تھے۔

آپ کے جمد اشاہی کو خیر باد کہنے کے تعلق سے یہی کہا جائے گا کہ جب تک آپ کا آب ودانہ تھا، یہاں رہے۔ اور حسن ظن یہی ہوگا کہ آپ اپنی مرضی اور خوشی سے تشریف لے گئے، بہر حال اللہ کا فضل ہی تھا کہ طویل عرصے تک انتظامی امور سے وابستہ رہنے کے بعد بھی بڑی خاموشی سے عزت وعافیت کے ساتھ گئے۔

آپ نے ذمہ داروں کے سامنے بات رکھی کہ اب میں گھر کی روٹی کھانا چاہتا ہوں، لوگوں نے رکنے کی گزارش کی، مگر آپ پختہ عزم کر چکے تھے، اس لئے معذرت کر لی۔

اب احساس ہوتا ہے کہ آپ کے مستعفی ہونے کے در پردہ یہ حکمت خداوندی کارفرما تھی کہ آپ کو اخیر عمر میں اپنے علاقے کو استحکام بخشنا تھا، چناں چہ آپ یہاں سے جا کر جامعہ رابعہ بصریہ کی تعمیر وترقی میں لگ گئے تھے۔

مستعفی ہونے کے بعد علیمیہ سے تعلقات:

مستعفی ہونے کے بعد بھی آپ ادارہ کے بہی خواہ رہے اور کبھی کوئی شکوہ شکایت زبان پر نہ لائے، جو آپ کے اخلاص کی دلیل ہے۔

اتنی طویل مدت کی اقامت کی وجہ سے علیمیہ، نسواں اور جمد اشاہی گاؤں سے آپ کو کافی انسیت تھی اور یہاں کے لوگ بھی آپ کو یاد کرتے تھے۔ جس کا ایک بڑا سبب یہ تھا کہ آپ نے یہاں ایک بے غبار زندگی گزاری تھی۔ چنانچہ یہاں سے چلے جانے کے بعد بھی خاص خاص موقعوں پر آپ

علیمیہ یا نسواں کی دعوت پر تشریف لاتے تھے۔ کبھی امتحان لینے، کبھی افتتاح بخاری شریف یا ختم بخاری شریف کے لئے۔

علامہ ڈاکٹر انوار احمد خان بغدادی دامت برکاتہم سابق صدر المدرسین علیمیہ نسواں نے بذات خود کئی بار نسواں میں آپ کو دعوت دی، آپ تشریف لائے۔ اور علیمیہ کا صدر المدرسین ہونے کے بعد بھی مدعو کیا۔

۱۵ جنوری ۲۰۱۹ء کو ایک زلیخا کمپلیکس اور ڈائننگ ہال وغیرہ پر مشتمل ایک عمارت کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے بھی الحاج وصی الدین اور الحاج شہنشاہ برادران نے آپ کو مدعو کیا تھا۔ اتفاق سے اسی روز اسٹرائک کا حادثہ پیش آ گیا، خیر آپ نے بنیاد رکھ دی تھی۔ وہ عمارت اگر چہ نہ بن سکی مگر آپ کی دعاؤں اور برکتوں سے اسی بنیاد کے بغل میں دوسرے انداز میں کام ہو رہا ہے۔

علاوہ ازیں نور المشائخ حضرت علامہ سید عبد الرب چاند بابو قبلہ سجادہ نشین آستانہ بلہری شریف کے ہمراہ جمد اشاہی گاؤں میں بھی آنا ہوا۔ نیز جمد اشاہی میں آپ کے چھوٹے شہزادے مفتی محمد عرفان رضا صاحب کی سسرال بھی ہے گویا جمد ا آپ کا سمدھیان بھی ہے اور آپ کے پوتے عزیزم محمد احتشام رضا بن مفتی محمد عرفان رضا اپنی نانی کے گھر رہ کر علیمیہ میں پڑھتے بھی ہیں، اس لئے رشتہ داری نبھانے اور پوتے سے ملنے بھی آیا کرتے تھے۔ اسی طرح پینشن وغیرہ کے تعلق سے سال میں ایک دو بار ایس بی آئی پرینہ آتے تو کبھی جمدا کا بھی رخ کر لیتے تھے۔

عتیق بستوی اور حق بستوی:

علیمیہ، جمد اشاہی اور قرب وجوار میں آپ کے خاص متعلقین کی ایک اچھی تعداد ہے، مگر سر دست اس عنوان پر خامہ فرسائی کرنے سے معذور ہوں۔ البتہ حضرت کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک ورق مجھے ملا، جس میں آپ نے جمد اشاہی کی دو ادبی شخصیتوں کی یاد قلمبند کی ہے، وہ ورق ہدیہ قارئین ہے۔

حامدا ومصلیا

عربی کا ایک مقولہ ہے ''الظاهر عنوان الباطن'' ظاہر باطن کا دیباچہ ہے۔ شگفتہ

رو، خندہ پیشانی، بشاش طبیعت، قابل رشک صحت، شاہراہ حیات پر خراماں خراماں رواں دواں اور لبوں پر تبسم کے ساتھ شیریں کلامی سونے پر سہاگہ، کہ ایک طلسم ہونے کا شبہ ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں ممبئی کی زمین پر مختصر سا کاروبار تجارت وہ بھی غیر مستقل، لیکن نظافت طبع وخوش سلیقگی نے مجھے بارہا اپنی طرف متوجہ کیا۔ اور کبھی کبھی برمحل کسی شاعر کا ستھرا سا شعر اپنے نظریے کی پختگی پر فراوانی ذوق کی مہر کر دیتا ہے، جو سامع کو مسحور اور پورے سمع پر اثر انداز ہوئے بغیر نہیں رہتا۔

یہ ہیں میرے ایک دوست جناب عتیق الرحمن صاحب عتیق بستوی جمداوی جو آج کل مکان ہی پر رہ رہے ہیں اور بحمدہ تعالی ہر طرح سے فارغ البال ہیں۔

سنا ہے کہ ممبئی کے مصطفی بازار کی رعنائیوں میں بیت خوانی (بیت بازی) کا بازار گرم ہوتا، محفلیں جمتیں، عتیق صاحب بھی شریک بزم ہوتے اور احباب کی نظروں میں کھپ جاتے۔

بارگاہ حسن میں جھکتی ہے دل کی کائنات
کون ایسا سر پھرا ہے جو یہاں پہ خم نہیں

ان کی ڈائری جو بہت سے شعرا کے فن پاروں پر مشتمل ہے، دیکھنے کا اتفاق ہوا، یہ دبستاں دبستاں، گلشن گلشن، گلہائے ادب کا مجموعہ ہی کہا جا سکتا ہے۔

قرین قیاس کی حد تک ممکن ہے کہ شعر کہتے بھی ہوں، لیکن مجھے اس کا علم نہیں، پھر بھی یہ فراوانی ذوق جمدا شاہی کے لئے۔۔۔۔ نہیں نہیں، بلکہ پوری دنیائے اردو ادب کے لئے کہکشاں سے کم نہیں۔

جناب موصوف کے اندران جلوہائے الست کی ضیاباریاں غیر محسوس طور پر ضرور معلوم کی جا سکتی ہیں، جو روانی طبع کی منزل مقصود، دنیائے حسن وعشق کی حد اور شعر وسخن وانشا پردازی کی منتہا ہے۔

اسی دن سے مری طرز سخن میں جان آئی ہے
کبھی اک گھونٹ میں نے پی لیا تھا جام عرفاں سے

خدا انہیں باطنی ذوق سلیم بخشے اور پر پیچ راہ خرد کے شعور وآگہی سے ہمکنار فرمائے۔ آمین

بجاہ حبیبہ الکریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم۔ محمد تفسیر القادری

خادم دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی۔ بستی یوپی

یکم جنوری ۱۹۹۱ء بروز سہ شنبہ

نوٹ: ۱۹۹۱ء کی اس تحریر کی پشت پر ۲۰۱۱ء میں حضرت نے ایک حاشیہ قلم بند کیا تھا جو درج ذیل ہے:

یا اللہ نحمدل　　جل جلالہ

یا رسول اللہ نصلی علیك　　صلی اللہ علیہ وسلم

میرے رفیق عتیق جناب عتیق الرحمن صاحب عتیق بستوی کے دبستان حرم اول پر، جو مختلف شعرا کے پسندیدہ اور چیدہ چیدہ اشعار کا مجموعہ ہے، راقم نے یہ سطور قلمبند کیا۔ ۱۹۱۰ سے ۲۰۱۱ تک کے مختصر عرصہ میں ہر شعبہ حیات نے لباس کہنہ اتار پھینکا اور لباس جدید نے اس کی جگہ لے لی۔ حضرت موصوف کا دبستان حرم اول بھی جدیدیت اور ثانویت کے جامہ نو سے آراستہ ہو گیا۔ کشش نے یہاں بھی بسر وچشم قلم حاضری کا حکم دیا، راقم السطور حاضر ہو گیا۔

اور اس کے معا بعد یہ تحریر بھی قلمبند فرمائی:

الحاج عتیق بستوی صاحب پہلے بھی اشعار کہتے تھے اور اب تو ماشاء اللہ بہت خوب کہتے ہیں اور پڑھتے بھی ہیں۔ چنانچہ دستور حکومت کے مطابق میری تدریسی خدمات کی مدت کے آخری دن ۳۰ جون ۲۰۱۰ء کو احباب تدریس وارکان نے ایک الوداعی پروگرام رکھا جس میں متعدد اہل بصیرت نے نثر ونظم میں اپنی محبتوں اور عنایتوں سے نوازا۔

الحاج عتیق بستوی صاحب نے اس بزم الفت میں مندرجہ ذیل دو شعر پڑھا جو آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ سلاست وروانی کے ساتھ برجستگی کا منہ بولتا ثبوت ہے اور محبتوں کا بحر بیکراں بھی ہے۔

مرحبا ملت کے حامی اے قیامی زندہ باد　　اہلسنت کے پیامی اے قیامی زندہ باد
اہلسنت جمدا شاہی کے تمامی آپ کو　　پیش کرتے ہیں سلامی اے قیامی زندہ باد

آپ کے یار مجلس شعری جناب عبدالحق صاحب نے اس محفل میں جو نذرانہ خلوص پیش کیا تھا، اس کا جواب نہیں۔

سرکار کے قانون سے فرصت ملی ان کو — اپنا خلوص یہ ہے کہ جانے نہیں دیں گے
گلشن میں دیا جس نے وفاداری کا ثبوت — اس باوفا کے دل کو دکھانے نہیں دیں گے

راقم خودستائی کی جھلکیاں محسوس کر رہا ہے، مگر مذکورہ دونوں حضرات کی مثال یہ ہے کہ دلدادہ شہنائی موسم کا منہ نہیں تکتا ہے۔ آج کے پانچویں دن خود ضعف کے سبب جمد اشاہی سے انہیں الوداع کہتے ہوئے وطن مالوف کے لئے ان شاءاللہ روانہ ہو جاؤں گا۔ زندہ یار صحبت باقی

الوداع اے صاحبان علم وفن
الوداع دل دادہ شعر وسخن — قیامی
محمد تفسیر القادری

۱۸ ستمبر ۲۰۱۱ — ۱۷ رشوال المکرم ۱۴۳۲ بروز یکشنبہ مبارکہ

یہ دونوں تحریریں بڑی اہمیت کی حامل ہیں، جہاں یہ مذکورہ دونوں حضرات کے تئیں علامہ قیامی علیہ الرحمہ کے تعلق خاطر اور جذبات کی ترجمان ہیں، وہیں حضرت کے علمی مذاق، ادبی رنگ اور ان کے اوصاف ونظریات کی آئینہ دار اور عکاس بھی ہیں۔

محمد طیب علیمی

استاذ دارالعلوم علیمیہ، جمد اشاہی، بستی

صدائے دل

حضرت علامہ مولانا غلام سید علی علیمی علیگ صاحب قبلہ
استاذ دارالعلوم مدینۃ العربیہ دوست پور، سلطان پور وسابق استاذ دارالعلوم علیمیہ جمد اشاہی، بستی

استاذ الاساتذہ حضرت علامہ محمد تفسیر القادری قیامی صاحب قبلہ علم وعمل، تقوی وطہارت اور خلوص وللّٰہیت میں یگانۂ روزگار ہستیوں میں سے ہیں، ہزاروں تشنگانِ علم وفضل نے آپ کی درس گاہ فیض رسا سے اپنی علمی پیاس بجھائی اور ان گنت گم گشتۂ راہ ہدایت آپ کے وعظ ونصیحت سے صراط مستقیم پر گام زن ہوئے، ارشاد وتبلیغ اور اصلاح فکر وعمل کے جذبۂ بے کراں کے مالک، زبان وبیان پر انتہائی قادر اور ساتھ ہی قرطاس وقلم کے دھنی ہیں۔

ہمارے علاقے بہادر پور بلاک (ضلع بستی) میں حضرت کی خدمات ناقابل فراموش ہیں، دہائیوں تک آپ بہادر پور عیدگاہ کی امامت کے فرائض انجام دیتے رہے اور گاہے بہ گاہے جمد اشاہی سے یہاں تشریف لا کر دین وسنیت کی خدمات بھی سرانجام دیتے رہے، اس علاقے میں اگر جماعت اسلامی، وہابیت اور دیگر جماعتوں کا سیلاب رک پایا ہے تو اس میں حضرت کی بے لوث خدمات کی بھی بڑی حصہ داری ہے۔

چوں کہ ہماری بھی پرانی عیدگاہ بہادر پور ہی ہے، اس لیے حضرت کی ذات سے واقفیت بچپن سے ہی ہے، بالکل کم سنی سے ہی "قیامی صاحب" کے نام سے واقف تھا، پھر ۲۰۰۲ء میں دارالعلوم علیمیہ (جمد اشاہی) میں داخلہ ہوا اور آپ کو بہت قریب سے جاننے کا موقع ملا، ۲۰۰۸ء میں آپ سے "شرح جامی" بحث فعل پڑھنے کا موقع، آسان اور دل نشیں لب ولہجہ میں مضمون کتاب کو ذہن نشین کرانا کوئی آپ سے سیکھے۔

اس وقت آپ کے سر دارالعلوم علیمیہ نسواں (جمد اشاہی) کی تعلیمی ترقی کی ذمہ داری تھی، اس لیے ہم آپ سے "شرح جامی" بحث فعل کے چند مباحث ہی پڑھ پائے، مگر رسمی اور غیر رسمی

طور پر جب تک پڑھا آپ سے اکتسابِ فیض رہا۔

ہمارے ہم سبق ساتھی ڈاکٹر سید نور محمد ہاشمی لکھنوی نورانی دار الاقامہ میں حضرت مولانا امید علی صاحب کے کمرے میں رہتے تھے، حضرت مولانا امید علی صاحب کے کمرے کے بغل میں ہی قیامی صاحب کا روم تھا، میں اکثر یک سوئی سے پڑھنے کے لیے سید صاحب کے پاس چلا جاتا تھا اور وہاں حضرت قیامی صاحب کی عنایات حاصل کرنے کا موقع ملتا تھا۔

غلام سید علی علیمی علیگ

استاذ دار العلوم مدینۃ العربیہ، دوست پور، ضلع سلطان پور، یوپی

قیامی صاحب علیہ الرحمہ یادوں کے جھروکوں سے

حضرت علامہ مولانا محمد فاروق نظامی علیمی صاحب قبلہ

پرنسپل دار العلوم علیمیہ نسواں، جمدا شاہی، بستی

رب قدیر نے اس خاکدان گیتی پر ایسی ایسی عبقری اور نابغۂ روزگار شخصیات کو پیدا فرمایا، جنھوں نے اپنے علم وحکمت، تقویٰ طہارت، خداداد ذہانت وفطانت، زہد وقناعت سے ایک عالم کو فیض یاب فرمایا، ان کی حیات مستعار کا لمحہ لمحہ قرآن وسنت کی تبلیغ وترویج، دین اسلام کی نشر واشاعت میں صرف ہوتا، ان کے قلوب واذہان محبت رسول وخوف خداوندی سے لبریز ہوتے، مامورات پر عمل پیرا ہونا، منہیات سے اجتناب جن کی زندگی کا اہم مقصد ہوتا، جن کی زندگیاں علوم دینیہ کی خدمت کے ساتھ ساتھ قوم وملت کی خدمت کے لیے وقف تھیں۔

انھیں عظیم المرتبت ہستیوں میں استاذ گرامی، نمونۂ اسلاف، فاضل علوم شرقیہ، ماہر درس وتدریس، استاذ الاساتذہ، حضرت علامہ الشاہ تفسیر القادری قیامی علیہ الرحمہ کی ذات بابرکات سر فہرست نظر آتی ہے، آپ کی شخصیت ہمہ جہت گونا گوں صفات کی حامل تھی، سادگی میں بلا کی جاذبیت تھی، زہد وتقویٰ صبر وتحمل، عبادت وریاضت، علم وعمل کے اوصاف حمیدہ سے متصف ذات تھی، بچپن سے حضرت کے فضائل وکمالات ماسٹر محمد اسلام صاحب علیہ الرحمہ استاذ تحتانیہ دار العلوم علیمیہ سے سنتا رہتا تھا، وقتاً فوقتاً گاؤں میں میلاد شریف کی محافل میں حضرت کی آمد ہوتی رہتی تھی، پھر ۱۹۹۶ء میں جب دار العلوم علیمیہ میں داخلہ لیا تو حضرت سے اکتساب فیض کا زریں موقع میسر آیا اور پھر حضرت کی شفقتوں نے مجھ جیسے ناکارہ کو کسی لائق بنا دیا۔

قیامی علیہ الرحمہ اور آپ کے اساتذہ کا ادب وذکر خیر:

بعد نماز عشا اکثر راقم الحروف کو بلاتے، خدمت کے دوران کبھی نحو، صرف، بلاغت، فقہ، اصول فقہ یا زیر درس کتب کے متعلق سوال فرماتے، جو بن پڑتا راقم جواب دیتا اور اگر جواب نہ دے پاتا تو

خود وضاحت فرماتے، گویا دوران خدمت بھی درس جاری رہتا، مسکرا کر مشکل سے مشکل سوالوں کا حل فرما دیتے، مسکراہٹ ایسی کہ بے چین قلوب واذہان کو اطمینان وسکون کا سامان فراہم کرتی، اپنے اساتذہ خاص کر مرشد گرامی قدر حضور خطیب البراہین علامہ الشاہ صوفی نظام الدین، مفتی سخاوت علی، قاری ظہور احمد مصطفوی، علامہ تحسین رضا علیہم الرحمۃ والرضوان کا ذکر جمیل فرماتے، زمانۂ طالب علمی کے واقعات سناتے اور فرماتے: مولانا! کبھی اپنے اساتذہ کی گستاخی نہیں کرنا چاہیے، اساتذہ کا گستاخ ہمیشہ ذلیل ورسوا ہوا کرتا ہے، میں نے اپنی زندگی میں کبھی اپنے اساتذہ کی گستاخی نہیں کی اور دیگر نصیحت آمیز گفتگو سے شاد کام فرماتے ہوئے اپنے علمی وروحانی فیضان سے مالا مال فرماتے۔

قیامی علیہ الرحمہ کا انداز خطابت وتعویذ نویسی:

راقم جماعت رابعہ ہی سے حضرت کے ساتھ جمد اشاہی وقرب وجوار کے گاؤں میں محفل میلاد شریف میں شرکت کرتا رہا، یہ حضرت کی حد درجہ شفقت تھی کہ دیگر خطیب طلبہ کے مابین مجھ ہی کو منتخب فرماتے اور کچھ زیادہ مجھ پر الطاف کریمانہ فرماتے، جب تک حضرت کی آمد اسٹیج پر نہ ہوتی راقم نظام اسٹیج کو ہر زاویے سے سنبھالے رہتا، آپ شاندار لب ولہجہ وحسن گفتار سے عوام وخواص کے قلوب پر خاص اثر چھوڑ جاتے، من گڑھت روایتوں، موضوع احادیث، بے اصل قصے کہانیوں سے حد درجہ احتراز فرماتے، گفتگو اتنے حسین پیرائے میں پیش فرماتے کہ جاہل سے جاہل شخص کے دماغ میں بات بیٹھ جاتی، اکثر فرماتے:

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

ایک بار سلٹوا جانا ہوا، جمعرات کی محفل تھی، سلٹوا کی مسافت جمد اشاہی سے تقریباً ۱۲ رکلومیٹر ہے، نصف مسافت طے ہوئی ہوگی کہ حضرت کی سائیکل پنچر ہوگئی، اب کیا کیا جائے، اس وقت موبائل فون نہیں تھا کہ اطلاع بھجوا دی جائے، میں نے عرض کیا: حضرت! آپ میری سائیکل پر سوار ہو جائیں اور منزل پر پہونچیں، میں آپ کی سائیکل لے کر پیدل آ رہا ہوں۔ فرمایا: نہیں! پھر راقم وحضرت پیدل چھ کلومیٹر چل کر سلٹوا پہونچے، منزل پر پہونچنے کے بعد نہ زبان پر حرف شکایت ہے

نہ چہرے پر ناراضگی کے آثار، مسکراتے ہوئے فرمایا: راستے میں سائیکل پنچر ہوگئی، مارکیٹ سے بنوا کر لے آیئے تاکہ محفل کے اختتام پر ہم لوگ جمد اشاہی پہونچ سکیں، صبح درس گاہ میں حاضری دینی ہے۔

جمد اشاہی وقرب وجوار کے باشندے آج بھی اس بات کے گواہ ہیں کہ تعویذ نویسی کے ذریعہ خدمت خلق اور اصلاح فکر واعتقاد کا کام جس جرأت مندی وبہادری کے ساتھ آپ نے انجام دیا وہ آپ کا عظیم الشان کارنامہ ہے۔ سب کو نوازا، سب کی دعوت پر لبیک کہا، نہ نذرانے پر نگاہ نہ دعوت طعام پر نظر، اختتام محفل پر دست بوسی کے وقت داڑھی رکھنے کی تلقین فرماتے، خلاف شرع کسی کا قدم اٹھتا دیکھتے تو فوراً تنبیہ فرماتے، اپنوں کے لیے نرم اور گستاخان خدا ورسول کے لیے پتھر سے بھی زیادہ سخت، بدمذہبوں وبدعقیدوں سے ربط وتعلق کے معاملہ میں بہت محتاط رہتے، قول وعمل میں ذرا بھی بے اعتدالی برداشت نہ فرماتے، حق گوئی، دینی تصلب، احتیاط وخدا ترسی میں گویا آپ اس شعر کے صحیح مصداق نظر آئے:

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق وباطل ہو تو فولاد ہے مومن

طلبہ پر شفقت:

راقم نے تقریباً ۷ رسال حضرت کی خدمت کرتے ہوئے گزارے، جمعرات کو فرصت کے اوقات میں جماعت کے مخصوص طلبہ حضرت کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوتے، سلام ودست بوسی کے بعد حضرت بیٹھنے کا حکم فرماتے، وعظ ونصیحت کرتے، یہ آپ کا بڑکپن تھا کہ اونچی جماعت کے طلبہ کو ''مولانا'' کہہ کر پکارتے، کبھی کسی طالب علم کو نازیبا کلمات سے، ناموں کی تصغیر کے ساتھ نہ پکارتے، کھانا ونظام مطبخ کے متعلق پوچھتے، راقم نے کبھی کسی طالب علم کو سختی کے ساتھ زجر وتوبیخ کرتے ہوئے آپ کو نہیں پایا، جب کسی کو نصیحت فرماتے تو یوں محسوس ہوتا جیسے کہ ایک شفیق باپ اپنی اولاد کو نصیحت کرتا ہے، ناصحانہ جملوں میں اپنائیت کی جھلک صاف نظر آتی۔

۲۰۰۲ء میں بعد فراغت ممبئی جانے لگا تو حضرت نے اپنی صدری اور ایک شاندار قیمتی رومال

عنایت فرمایا، دعاؤں سے نوازتے ہوئے فرمایا کہ مولانا! یاد رکھیے ہمیشہ تین چیزوں کی حفاظت کرنا دنیا کے کسی بھی حصہ میں رہو گے رب قدیر عزت سے نوازے گا۔

قیامی صاحب علیہ الرحمہ سے حرم محترم میں ملاقات:

۲۰۰۸ء کی بات ہے ممبئی سے سفر حج کے لیے نکلنے سے پہلے اپنے اساتذہ واحباب سے ملاقات کی غرض سے آیا، معلوم ہوا کہ حضرت بھی سفر حج کے لیے روانہ ہونے والے ہیں، بہت خوشی ہوئی ،درس گاہ میں ملاقات ہوئی عرض کیا: حضور میری فلائٹ ۱۶ر نومبر کو ممبئی سے ہے، فرمایا اللہ نے چاہا تو حرم میں ملاقات ہوگی یا شہر رسول میں۔

اس وقت حج کمیٹی کے زیر انتظام یوپی سے جانے والے زائرین پہلے مدینہ منورہ حاضر ہوتے پھر ایام حج کے قریب مکہ شریف پہونچتے، اور مہاراشٹر اوغیرہ کے زائرین پہلے مکہ شریف پہونچتے، پھر مناسک حج ادا کرنے کے بعد مدینہ شریف حاضر ہوتے۔

ایام حج شروع ہونے سے دو دن پہلے باب فہد کے قریب اچانک حضرت کے چہرے پر نگاہ پڑی شرف لقا حاصل ہوا، مسکراتے ہوئے فرمایا: زہے نصیب! میں نے عرض کیا حضور! یہ میرے لیے بڑی سعادت کی بات ہے کہ ایسی مقدس سرزمین پر ملاقات ہوگئی، ورنہ میں سوچ رہا تھا کہ حجاج کرام کی اس بھیڑ میں پتہ نہیں ملاقات ہوگی یا نہیں۔ عرض کیا حضور! میں ابھی ابھی مولد النبی شریف کی زیارت کرکے آرہا ہوں۔ حضرت نے فرمایا: کس طرف ہے؟ مجھے لے چلو۔ اس وقت سعودی گورنمنٹ کی طرف سے حرم کے تعمیراتی پروجیکٹ کی تکمیل کے لیے وسیع پیمانے پر کام چل رہا تھا تو بہت گھوم کر پیدل مولد النبی شریف پر حاضری ہوئی۔

اس وقت وہاں ایام حج کی وجہ سے کافی بھیڑ جمع تھی، خصوصاً انڈیا یا پاکستان کے سنی حضرات کافی تعداد میں موجود تھے، راقم نے کچھ سورتیں تلاوت کیں، حضرت نے نم آنکھوں سے دعا فرمائی۔

قیامی صاحب علیہ الرحمہ کی ایک ضرب سے نماز کی پابندی کا جذبہ:

پہلے دو ٹائم تعلیم ہوتی تھی، پانچ گھنٹیاں پہلے سیشن میں، تین گھنٹیاں بعد نماز ظہر۔ ایک بار کھانا کھانے کے بعد قیلولہ کی غرض سے جماعت کے کمرے میں لیٹ گیا، نیند ایسی آئی کہ اذان کی آواز

بھی نہ سنائی دی، کچھ طلبہ جو نماز میں سستی کرتے تھے وہ وضوخانہ واستنجا خانہ کا چکر لگا کر دوسرے ٹائم حاضر ہو جاتے، کچھ سو جاتے۔ بعد ظہر سرچ آپریشن ہوا، سونے والے طلبہ میں ایک بھگدڑ مچی، راقم بھاگتا ہوا وضوخانہ پر پہونچا ہی تھا کہ سامنے حضرت چھڑی لیے ہوئے آگئے اور دائیں ہاتھ کی چھنگلی پر چھڑی پڑی، فوراً ناخن کالا پڑ گیا، بعد نماز ظہر شرح معانی الآثار لے کر درس گاہ میں حاضر ہوا، سر شرم سے جھکا تھا، مسکراتے ہوئے فرمایا: کہاں پڑی؟ میں نے انگلی دکھائی۔ فوراً بام نکالا اور فرمایا: لگالو، اب کبھی نماز قضا نہیں کرنا۔ اس کے بعد راقم نماز کی صف اول میں حاضر رہتا۔

قیامی صاحب کا انداز تدریس:

راقم کو ازثانیہ تا فضیلت مختلف کتب درسیہ حضرت سے پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی، جن میں شعر باستاں، درس قرآن، اصول الشاشی، موطاامام محمد، جلالین، شرح معانی الآثار قابل ذکر ہیں۔

انداز تدریس نہایت سہل ہوتا، مغلق عبارتوں کو آسان جملوں سے حل فرماتے، عبارت خوانی کے دوران مشکل الفاظ کی تشریح خود فرماتے، کبھی کسی سے گردان اور ماخذ اشتقاق پوچھ لیتے، لایعنی گفتگو سے پرہیز کرتے، مصنف کی مراد کو واضح فرماتے، اعتراض وجواب کو واضح فرماتے، دوران درس اگر کوئی مہمان ملاقات کے لیے آنا چاہتا یا کوئی طالب علم کسی کام سے، تو اشارہ سے منع فرما دیتے۔ تمام طلبہ پر مکمل نگاہ رکھتے، کسی کو یہ محسوس نہ ہوتا کہ ہمیں نظر انداز کیا جارہا ہے، اگر کوئی طالب علم بغیر سلام کیے ہوئے درس گاہ میں حاضر ہوتا تو فوراً فرماتے: باہر جاؤ اور سلام کرتے ہوئے آؤ۔

آئی جب ان کی یاد تو آتی چلی گئی ہر نقش ماسوا کو مٹاتی چلی گئی
ہر منظر جمال دکھاتی چلی گئی جیسے انھیں کو سامنے لاتی چلی گئی

رب قدیر استاذ گرامی کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کی خدمات جلیلہ کو قبول فرمائے۔
آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

محمد فاروق نظامی علیمی
دارالعلوم علیمیہ نسواں جمدا شاہی، بستی

”قیامیؔ پائیں رحمت دوامی“

شہزادۂ رئیس الاتقیا حضرت علامہ ڈاکٹر شجاع الدین فاروقی صاحب قبلہ
سابق پروفیسر شعبۂ اردو، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

انسان کی افتاد طبع کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ سب کیا، کچھ لوگ بھی ایک نظریے، عقیدے اور طریق کار پر متفق نہیں ہو سکتے۔ افراد کا جب یہ حال ہے تو اقوام کا کہنا ہی کیا ہے۔

’ہر قوم راست راہے، دینے وقبلہ گاہے‘ کا جلوہ نظر آتا ہے، ہر دور میں کچھ لوگ موحد ہوئے ہیں تو کچھ ملحد، کچھ اللہ واحد کے ماننے والے ہوئے تو کچھ مشرک وکافر۔ ہزاروں عقائد ومسالک ہیں جن میں قدر مشترک تلاش کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے، البتہ صرف ایک قدر مشترک ہے اور وہ ہے موت کا یقین۔ کسی بھی مذہب، عقیدے، مسلک ونظریے کا حامل ہو، کسی بھی ملک وقوم کا ہو، موت طاری کرنے والے کا منکر ہوسکتا ہے، موت کا نہیں۔ یہ وہ اٹل اور ناقابل تردید وتنسیخ حقیقت ہے جس کا انکار بقیام ہوش وحواس وبہ ثبات عقل ممکن نہیں۔

از آدم تا ایں دم بے شمار ابنائے آدم اس دنیا میں آئے اور ”کل نفس ذائقة الموت“ کے قرآنی قانون وفیصلے کے مطابق اپنی مقررہ مدت پوری کر کے موت سے ہم کنار ہوئے، ایک بڑی تعداد ان لوگوں کی ہوتی ہے جن کی موت معمول کا واقعہ ہوتی ہے، کچھ لوگوں کے مرنے پر لوگ اطمینان کا سانس لیتے ہیں اور کہتے ہیں چلو اچھا ہوا ’خس کم جہاں پاک‘، ان کے برعکس وہ لوگ بھی اس دنیا سے سفر آخرت اختیار کرتے ہیں جن کی موت بہت سے لوگوں کو اشک بار کر دیتی ہے، ایک عرصہ تک انھیں اور ان کے کاموں کو یاد رکھا جاتا ہے، ان کی مغفرت کی دعائیں کی جاتی ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے لیے کہا گیا ہے:

موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس
ورنہ دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کے لیے

کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو ایک بڑی تعداد کا مرکز عقیدت ومحبت ہوتے ہیں، ان میں علما وصلحا سب سے نمایاں ہوتے ہیں، علما اپنے پیچھے اتنے تلامذہ چھوڑتے ہیں جو عرصہ دراز تک ان کو اور ان کے کارناموں کو یاد کرتے رہتے ہیں، بلکہ ان کی ایسی یادگار قائم کرتے ہیں جس کا فیض طویل عرصہ تک قائم رہے، اسی لیے عالم کی موت کو عالَم کی موت کہا گیا ہے۔ ’موت العالِم موت العالَم‘۔

اب حضرت مولانا الحاج محمد تفسیر القادری قیامیؔ (۱۹۴۷ء-۲۰۲۲ء) علیہ الرحمة والرضوان بھی ایسے ہی لوگوں کی فہرست میں شامل ہو گئے ہیں۔ حضرت موصوف تازیست درس وتدریس اور تصنیف وتالیف سے وابستہ رہے، وہ ایک طویل عرصہ تک دارالعلوم علیمیہ، جمدا شاہی، ضلع بستی سے منسلک رہے (۱۹۷۸ء تا ۲۰۱۰ء)۔ دارالعلوم کے کتب خانہ ودارالمطالعہ کے بھی وہی نگراں تھے، اس لیے کتب سے وابستگی ودلچسپی کا ہونا بدیہی تھا۔

قیامیؔ صاحب کے سلسلے میں سب سے زیادہ قابل ذکر وقابل تعریف بات یہ ہے کہ وہ جو کچھ بھی تھے خود تعمیر کردہ وخود ساختہ (self made) انسان تھے، کیوں کہ ان کا خاندانی پس منظر وماحول علمی نہ تھا، انھوں نے جو کچھ حاصل کیا اپنی محنت، لگن اور ذوق وشوق کی بدولت حاصل کیا۔ الٰہ آباد بورڈ کے امتحانات پاس کیے، دارالعلوم منظر اسلام سے ۱۹۶۷ء میں سند فراغت ودستار فضیلت حاصل کی اور تازیست علمی کاموں سے وابستہ رہے۔

سرکاری ریکارڈ کے مطابق ان کی ولادت ۱۲/اگست ۱۹۴۷ء کو ضلع بستی کے ایک گاؤں میں ایسے ماحول میں ہوئی جہاں کوئی بچہ صرف اپنے ذوق وشوق، محنت ولگن اور جلا وطنی کی زندگی گزار کر ہی علم حاصل کرسکتا تھا اور ترقی کی منازل طے کرسکتا تھا، ورنہ بچوں کی غالب اکثریت تو اسی ماحول میں معمول کی زندگی گزار کر راہی ملک عدم ہو جاتی ہے اور یہ پتہ ہی نہیں چلتا کہ کب آئے، کیا کیا اور کب خاموشی سے چلے گئے۔

حضرت قیامیؔ صاحب نے ابتدائی تعلیم گاؤں کے مکتب میں حاصل کی، پھر دارالعلوم تنویر الاسلام، امرڈوبھا، ضلع بستی میں حضور خطیب البراہین حضرت صوفی نظام الدین علیہ الرحمہ کے دامن

عاطفت میں رہے، وہ حضرت رئیس الاتقیاء علامہ حاجی مبین الدین علیہ الرحمہ کے بڑے مداح ومعترف تھے، انھیں کی ترغیب وتوجہ نے قیامی صاحب کو بریلی کے مظہر اسلام میں داخلہ لینے پر مہمیز کیا، جہاں حضور رئیس الاتقیاء علیہ الرحمۃ والرضوان کا فیض جاری تھا، چوں کہ قیامی صاحب حضرت صوفی صاحب کی سفارش لائے تھے اس لیے بھی نیز اپنے حسن خدمات اور ادب واحترام کی بدولت حضور رئیس الاتقیاء کے منظور نظر تلامذہ میں شامل ہو گئے، اس زمانہ میں حضور رئیس الاتقیاء محلہ معماران کی مسجد کے پاس ایک کمرے میں رہتے تھے، قیامی صاحب بھی ان کے ساتھ ہی کافی عرصہ تک مقیم رہے اور خدمت بجالاتے رہے۔

حضور رئیس الاتقیا اپنے علم مستحضر اور تقویٰ و پرہیزگاری کے علاوہ اس لیے بھی خصوصی توجہ اور ادب واحترام کے مستحق سمجھے جاتے تھے کہ وہ حضور صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی کے آخری دور کے ارشد تلامذہ میں سے تھے اور انھیں کی طرح درس وتدریس اور عالم گری میں مصروف رہتے تھے، حضور رئیس الاتقیا کی حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی نظر میں کیا قدر ومنزلت تھی اس کا اندازہ ان کی شہرۂ آفاق کتاب 'بہار شریعت' کے آخری حصہ کے آخر میں اس وصیت سے ہوتا ہے جس میں انھوں نے بقیہ تین حصوں کی ترتیب وتالیف کے لیے اپنی معذوری کی صورت میں چند نام تجویز کیے ہیں، ان میں ایک نام حضور رئیس الاتقیا کا بھی ہے۔

حضور رئیس الاتقیا حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی طلب اور خواہش پر ہی ان کے قائم کردہ دار العلوم مظہر اسلام میں ایک طویل عرصہ تک درس وتدریس کی خدمات انجام دیتے رہے، ان کے درس میں شریک ہونے او فیض یاب ہونے کے لیے ہی قیامی صاحب بریلی وارد ہوئے تھے۔

ان کے سوانح نگار ابو الفواد توحید احمد صاحب نے لکھا ہے: ''یہاں جانے کی وجہ رئیس الاتقیا حضرت مولانا مبین الدین فاروقی محدث امروہوی صاحب قدس سرہ کی ذات باصفات تھی''۔ (ص:۱۶، ''حضرت علامہ محمد تفسیر القادری قیامی- حیات وخدمات''، مطبوعہ: ۲۰۲۲ء/ ۱۴۴۳ھ)

خود قیامی صاحب نے اپنی کتاب 'خطیب البراہین: ماہ وسن ہو گئے روشن تری تابانی سے'

میں اپنے استاذ محترم ومعظم کے لیے درج ذیل تاثرات کا اظہار کیا ہے: ''یہ وہی محدث امروہوی قدس سرہ ہیں جو میرے آقا، میرے محسن، میرے کریم وشفیق استاذ ہیں، جنھیں سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہ کی زبان فیض ترجمان حقیقت بیان سے علوے مرتبت کا تحفۂ ذیشان ملا ہے، ارشاد فرمایا ہے کہ جسے زندہ ولی دیکھنا ہو وہ حافظ مبین الدین کو دیکھ لے۔۔۔ (ص:۵۸)

دل کی گہرائیوں سے نکلے ہوئے یہ الفاظ قیامی صاحب کے سوز محبت وعقیدت کا پتہ دیتے ہیں۔ ۱۹۶۷ء کی سردیوں میں حضور رئیس الاتقیا طویل وشدید علالت سے دوچار ہوئے اور کئی ماہ تک بستر علالت پر رہے۔ اسی دوران حضرت قیامی صاحب عیادت ومزاج پرسی کے لیے امروہہ آئے، سردی کی رات اور تقریباً ۳ بجے کا وقت تھا کہ دروازے پر زور سے دستک ہوئی، اس وقت میری عمر تقریباً ۱۶ رسال تھی، میں نے ہی دروازے کے قریب جا کر معلوم کیا تو آواز آئی: 'حضور تفسیر القادری آیا ہے'۔ آج تقریباً ۵۵ سال بعد بھی یہ آواز کانوں میں گونج رہی ہے۔

استاذ محترم بھی ان کی اہلیت وصلاحیت اور حسن خدمات سے بہت متاثر تھے اور انھیں ہمیشہ محبت ومدح کے ساتھ یاد کرتے تھے، دونوں کے درمیان برابر رابطہ رہا۔

۱۹۶۷ء میں ہی انھیں سند فراغت ودستار فضیلت حاصل ہوئی اور وہ وطن مراجعت کر گئے، چند سال تک قرب وجوار کے مدارس میں درس وتدریس کے مشاغل سے وابستہ رہے۔ ۱۹۷۶ء میں علاقہ کے بڑے مدرسہ دار العلوم علیمیہ، جمدا شاہی سے وابستہ ہوئے، دار العلوم الہ آباد بورڈ سے ملحق ہے اس لیے یہاں مقررہ عمر مکمل ہونے پر ریٹائر کر دیا جاتا ہے، ۳۰؍ جون ۲۰۱۰ء میں آپ بھی اس مرحلہ سے گزرے، لیکن تا دم زیست تعلیم وتعلم سے وابستہ رہے اور تعلیم نسواں سے خود کو منسلک کر لیا، کیوں کہ اب یہ تسلیم شدہ امر ہے کہ ایک لڑکی کو تعلیم یافتہ کرنا صرف ایک نفر کی تعلیم نہیں ہے بلکہ اس کی آغوش میں پلنے والے بچوں کی بھی بالواسطہ تعلیم ہے۔

جمدا شاہی کے دوران قیام انھوں نے خدمت خلق کے نقطہ نظر سے تعویذ نویسی بھی جاری رکھی اور قرب وجوار کے علاقوں میں وعظ ونصیحت کی محفلوں میں خطابات اور پند وموعظت کا سلسلہ بھی جاری رکھا، تصوف کے رموز ونکات کا علم وشغف بھی تھا، اور اوراد ووظائف میں بھی دلچسپی تھی،

۱۹۷۲-۷۳ء کے دور میں شعر و شاعری سے دلچسپی پیدا ہوئی اور نعت و مناقب کے اشعار کہنے لگے۔ ضلع فیض آباد میں حضرت شاہ قیام الدین بھیکا شاہ مکی علیہ الرحمہ کا مزار شریف مرجع خلائق ہے۔ آپ کو بھی حضرت موصوف سے خصوصی عقیدت وارادت ہے۔ انھیں کے نام کی مناسبت سے اپنا تخلص قیاؔمی رکھا جو تخلص کے ساتھ نسبت کا بھی پتہ دیتا ہے۔ یوں دور طالب علمی کے 'تفسیر القادری'۔ تفسیر القادری قیاؔمی ہو گئے، بلکہ قیاؔمی اس قدر مضبوطی سے قائم ہوا کہ نہ صرف ان کے نام و نسبت کو مختصر کر کے انھیں قیاؔمی صاحب بنا دیا بلکہ یہ نسبت ان کی اولاد اور منتسبین تک پہنچ گئی۔

سادگی و سنجیدگی، تحمل و بردباری، تقویٰ وطہارت اور سفید پوشی ان کی شخصیت کا جزو لاینفک رہی ہیں۔ کم سخنی، کفایت شعاری و دیانت داری ان کا شعار رہی ہیں۔ وہ ہر حال میں صابر و شاکر رہے، فرائض و واجبات کے علاوہ ذکر و اذکار کے پابند رہے، ایک مثالی استاذ کی بہت سی خوبیوں کا مجموعہ تھے، بجا کہا گیا ہے: ''ایسے حضرت باوقار تھے قیامی قادری''۔

اوپر ذکر کیا جا چکا ہے کہ قیاؔمی صاحب کو حضرت سید قیام الدین بھیکا شاہ علیہ الرحمۃ والرضوان سے خصوصی عقیدت وارادت تھی، اس کا اظہار انھوں نے اس طرح بھی کیا کہ اسی درگاہ شریف کے ایک صاحب سجادہ حضرت سید عبد السبحان قادری فردوسی مخدومی علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور اسی درگاہ کے صاحب سجادہ حضرت سید عبد الرب مخدومی عرف چاند بابو صاحب سے اجازت و خلافت حاصل کی، انھیں دوسری خلافت واجازت بھی حاصل تھی لیکن انھوں نے استاذ معظم حضرت رئیس الاتقیا کا تتبع کرتے ہوئے اپنا سلسلۂ بیعت جاری نہیں کیا بلکہ طالب بیعت کو دوسرے بزرگوں سے رجوع کرنے کا مشورہ دیتے رہے۔

۲۰۰۸ء میں انھوں نے اپنی اہلیہ کے ساتھ حج بیت اللہ وزیارت گنبد خضرا کا شرف بھی حاصل کیا، انھوں نے بھرپور عائلی زندگی گزاری اور ماشاء اللہ آٹھ بچوں اور ان کی اولاد کا ایک بھرا پرا خاندان چھوڑا ہے۔

میری ان سے دوسری اور تفصیلی ملاقات ۲۰۰۹ء میں جمدا شاہی میں ہوئی تھی، دار العلوم علیمیہ نے اپنا جشن زریں مارچ ۲۰۰۹ء میں منایا تھا، اس موقع پر ایک عالمی کانفرنس اور سیمینار کا

انعقاد بھی کیا گیا تھا، سیمینار مولانا عبد العلیم میرٹھی اور ان کے صاحبزادے مولانا شاہ احمد نورانی سے متعلق تھا، مولانا نورانی کا شمار پاکستان کے اکابر علمائے اہل سنت و رہنماؤں میں ہوتا تھا، ایک مقالہ نگار کی حیثیت سے میں بھی اس سیمینار میں مدعو تھا، حاضر ہوا تھا، جہاں حضرت مولانا تفسیر القادری قیاؔمی صاحب سے بازدید کا شرف بھی حاصل ہوا، حضرت نے دیرینہ تعلق اور استاذ زادہ ہونے کی حیثیت سے بڑی محبت سے پذیرائی کی، دار العلوم کے کتب خانے کی زیارت و سیر کرائی، اپنی قیام گاہ پر بھی لے گئے نیز آداب مہمان نوازی ادا کیے۔

اس ملاقات کے چند ماہ بعد آپ کا یہ حکم ملا کہ ایک مسودہ موسوم بہ 'گیان نامہ والف نامہ'، جو تصوف کے رموز و نکات پر مشتمل ہندی بلکہ اودھی زبان کے دوہوں کی شکل میں ہے، میں نے اسے مرتب و مترجم کیا ہے، اس پر ایک تبصرہ لکھ دو۔ کچھ دن بعد حضرت علامہ الحاج سید عبد الرب مخدومی عرف چاند بابو صاحب، صاحب سجادہ مخدومیہ سبحانیہ مسودہ و مزید حکم نامے کے ساتھ تشریف لائے، حضرت موصوف کے متعلق میں نے تبصرے کے آخر میں لکھا تھا: ''موصوف چند منٹ کی ملاقات میں ہی فعال، مرد وجیہ و مرد خلیق محسوس ہوئے، معلوم ہوا کہ ان کے مریدین کا خاصہ بڑا حلقہ ہے جو یقیناً ان کے مقبول خلائق ہونے کی دلیل ہے۔ جناب والا تبلیغی دوروں میں تقریروں کے ذریعہ خدمت دین اور اصلاح و تربیت کا فریضہ بھی انجام دیتے ہیں''۔

''گیان نامہ والف نامہ'' ہندی اودھی دوہوں پر مشتمل حضرت شیخ الاسلام مفتی سید عبد الستار حنفی قادری فردوسی چشتی قدس سرہ کے رشحات قلم کا نتیجہ ہیں، جن کا ترجمہ و تشریح حضرت قیاؔمی صاحب نے کیا تھا، جسے کتابی شکل میں بزم فیضان سبحانیہ دار العلوم اہل سنت غریب نواز نیو ممبئی نے شائع کیا۔ اسی کتاب کی ابتدا میں ''گیان نامہ اور الف نامہ، ایک تجزیاتی مطالعہ'' کے عنوان سے میرا ایک مقالہ ہے ۱۱۲ صفحات پر مشتمل کتاب کے تقریباً دس صفحات پر محیط ہے، یہ کتاب ۲۰۰۹ء میں شائع ہوئی تھی، انھیں سید عبد الستار قدس سرہ کا ایک مسودہ ''ماہ محرم الحرام کے شرعی احکام'' پر مشتمل حضرت قیاؔمی صاحب نے ہی مرتب کیا ہے، جسے مذکورہ بزم نے ہی ۲۰۰۷ء میں شائع کیا تھا۔

حضرت قیاؔمی صاحب کا تصنیف و تالیف سے شغف تا عمر جاری رہا، متعدد رسائل میں ان

کے مضامین شائع ہوئے، مذکورہ دو کتابوں کے علاوہ ان کی درج ذیل کتب و کتابچے بھی ظہور میں آئے:

۱-برکات نماز ۲-ماہ ربیع النور شریف ۳-اربعین سبحانی ۴-مختصر تذکرہ مخدوم اودھ (حضرت قیام الدین بھیکا شاہ مکی علیہ الرحمہ کی سوانح) ۵-حیات مخدوم ملت قدس سرہ ۶-جلوۂ طور ۷-تذکرہ امین مجذوبیت حضرت صوفی شاہ عظیم اللہ میاں ۸-خطیب البراہین: ماہ وسن ہوگئے روشن تری تابانی سے (۲۰۲۱ء/ ۱۴۴۲ھ)

قیامؔی صاحب کے شاگرد رشید حضرت ابوالفواد توحید احمد صاحب مدظلہ نے ”حضرت علامہ محمد تفسیر القادری قیامی-حیات وخدمات“ کے عنوان سے ۸۸ صفحات پر مشتمل ایک کتاب ۲۰۲۲ء م ۱۴۴۳ھ میں شائع کی ہے۔ امید ہے اس سلسلہ میں اور بھی بہت سا کام ہوگا۔ ان شاء اللہ۔

۱۷؍اگست ۲۰۲۲ء شب جمعرات تقریباً ۷۵؍سال کی ایک کامیاب اور بھرپور زندگی گزار کر حضرت قیامؔی صاحب نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور انھیں اپنی ردائے رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین و شفیع المذنبین وانیس الغریبین ورحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

ابوالضیاء شجاع الدین فاروقی

”گوشۂ ضیا“، لین سی حمزہ کالونی، علی گڑھ

مورخہ ۵؍ستمبر ۲۰۲۲ء م ۷؍صفر المظفر ۱۴۴۴ھ بروز دوشنبہ

9634368012

ہشت پہلو شخصیت

حضرت مولانا توحید احمد صاحب قبلہ

فاضل کلیۃ الدعوۃ الاسلامیہ، طرابلس، لیبیا

نمونۂ اسلاف، بابائے فارسی، فاضلِ علومِ شرقیہ، ماہر فنون درسیہ، پیکر اخلاص وعمل استاذ الاساتذہ حضرت علامہ ومولانا محمد تفسیر القادری قیامؔی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ (سابق استاذ-دار العلوم علیمیہ، جمدا شاہی، بستی) کی ذات گرامی اس قحط الرجال میں اسلاف کی امانتوں کی امین تھی، جن پر اہل مدارس کو ناز اور اہالیان خانقاہ کو اعتماد تھا، جن کی بردباری، تدبر اور ہشت پہلو شخصیت کی مثال عوام وخواص سبھی میں دی جاتی تھی۔

ہمارے گھر میں آپ کا اکثر وبیشتر ذکر خیر ہوتے رہتا تھا، اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ ہمارے دادا محمود الحسن ولد نور محمد رحمۃ اللہ علیہما کتابوں اور علما کی ہم نشینی کے بہت ہی دل دادہ تھے، وہ تاحیات کسی نہ کسی عالم دین سے منسلک رہے، یہی وجہ کہ جب ناچیز نے شعور کی وادی میں قدم رکھا تو ہمیشہ گھر میں قیامؔی صاحب کا ذکر خیر سنا، قیامؔی صاحب سے آپ کا قلبی لگاؤ اس قدر تھا کہ اگر چند روز بازار یا کہیں اور ملاقات نہیں ہوتی تو بغرض ملاقات بعد نماز مغرب دار العلوم علیمیہ چلے جاتے۔

جب میں نے ابتدائی تعلیم مکمل کی اور درس نظامی میں داخلہ لیا، دادا مرحوم مجھے آپ کے پاس لے کر گئے اور آپ کی زیر سرپرستی تعلیم جاری رکھنے کی نصیحت کی۔

چوں کہ آپ کی ذات والا صفات سے ناچیز کو گونا گوں نسبتیں حاصل تھیں اور سالہا سال تک آپ کے شب وروز دیکھنے کی سعادت میسر آئی تھی، اس لیے میں نے آپ کی حیات مبارکہ پر ایک کتاب ترتیب دی، جس کی طباعت جمدا شاہی کے گوہر نایاب مفتی اعظم ہالینڈ حضرت مولانا مفتی شفیق الرحمن عزیزی مصباحی صاحب (خطیب وامام-مسجد طیبہ، امسٹرڈم، ہالینڈ) کے قائم کردہ ”مبلغ

اسلام ریسرچ سنٹر"، ممبئی سے ہوئی اور مصطفی بازار (ممبئی) میں منعقد عاشورہ کی تقریب میں اس کی رو نمائی بھی عمل میں آئی، ابھی یہ کتاب آپ کے دست مبارک تک پہنچتی، اس سے قبل ہی آپ نے داعی اجل کو لبیک کہہ دیا، **إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، وَارْحَمْهُ، وَعَافِهِ، وَاعْفُ عَنْهُ، وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ، وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ، وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ، وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ، وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ، وَنَجِّهِ مِنَ النَّارِ، وَقِهِ عَذَابَ الْقَبْرِ.**

اب آپ کی حیات وخدمات پر ایک نمبر نکالا جا رہا، جس میں اس کتاب کی تلخیص بھی شامل اشاعت کرنے کا ارادہ ہے، جو حسب ذیل ہے:

نام ونسب:

آپ کا اسم گرامی محمد تفسیر القادری ہے اور سلسلۂ نسب اس طرح ہے:

حضرت مولانا محمد تفسیر القادری صاحب ابن محمد یاسین بن جان محمد ابن مولانا حافظ کریم بخش قدس سرہ۔

حلیہ:

بدن نحیف ونزار، قد دراز، رنگت میں سانولے پن کی ہلکی سی کلکاری، پیشانی بلند نور علم وعمل سے درخشندہ اور نشان سجدہ سے مزین، ناک ہلکی سی اونچی بزرگی پر دلالت کرتی ہوئی، منور ومتوسط اور عقابی نگاہیں، آنکھوں کا شگاف متناسب، رخسار مرور ایام کے ساتھ اندر دھنسے ہوئے، گردن صراحی دار دراز، ہلکی داڑھی، دہن اعتدال کے ساتھ فراخ، چہرے پر علمی جاہ وجلال، تقوی وطہارت کی رخشندگی، وقار ومتانت اور رعب وداب کا غازہ، جو خود میں قدرے لمبائی لیے ہوئے ہے، سینہ کشادہ، رفتار میں اعتدال وتمکنت، متجسس وتحقیق طلب طبیعت، کم گو، خوش گفتار، خوش مزاج، خوش اخلاق، دل کے سخی، لباس صاف وشفاف، معمولات کے پابند، بزرگوں کے حد درجہ عقیدت مند، طلبہ وطالبات پر مشفق ومہربان اور فخر ومباہات سے کوسوں دور۔

لباس:

آپ سفید پوشی کو پسند فرماتے ہیں، دورانِ طالب علمی میں رام پوری ٹوپی استعمال کیا کرتے تھے، پھر بدست خود کپڑے کی سفید ٹوپی بنانے لگے، چوں کہ علماے براؤں سفید ٹوپی پہنتے تھے، اس کا بھی آپ پر اثر رہا۔

جمعہ، عیدین اور دینی جلسوں میں عموماً عمامہ کا استعمال کرتے تھے، جس کا رنگ سفید ہوتا تھا، گاہے بگاہے ہلکے بادامی رنگ کو بھی زیر استعمال لاتے تھے۔

غذا:

آپ کا دستر خوان بہت ہی سادہ ہوتا تھا، خورد ونوش میں جو چیز بھی ماحضر ہو، آپ اسے تناول فرما لیتے، نمک سے ابتدا کرتے اور اسی پر اختتام بھی فرماتے۔

خانگی پس منظر:

آپ کے پردادا حضرت کریم بخش رحمۃ اللہ علیہ حافظ قرآن تھے، حفظ بہت ہی اچھا تھا، آپ کی ذات سے قرب وجوار میں دینی تعلیم خصوصاً حفظ قرآن سے متعلق قابل فخر وباعث ستائش کام سرانجام پائے۔

آپ نے گلر یہا کے عوام کے تعاون سے ایک مکتب بھی قائم کیا تھا، جو مدت دراز تک چلتا رہا۔

کچھ والدین کے بارے میں:

آپ کی شخصیت سازی میں والدین کا بہت ہی اہم کردار رہا ہے، آپ کے والد گرامی کا نام جناب محمد یاسین صاحب تھا، باشرع، نماز اور روزہ کے پابند تھے، پیشہ خیاطی اور کھیتی کو اختیار کر رکھا تھا۔

جب کہ آپ کی والدہ کا اسم گرامی حصیرہ خاتون بنت رمضان علی تھا، رسول پور کی متوطن تھیں، جو املی ڈیہہ سے اتر پچھم کے سمت واقع ہے۔

تاریخ ولادت اور ابتدائی حالات:

آپ کی ولادت عین عید کے روز ہوئی تھی، کاغذات میں مرقوم تاریخ ولادت

۱۲؍اگست ۱۹۴۷ء ہے، جسے آپ کے عم محترم نے درج کروایا تھا۔

چوں کہ آپ کی پیدائش عین عید کے دن کی تھی، اس لیے اہل خانہ اور دیگر لوگ آپ کو ”عیدو، عیدو“ کہتے تھے، جب آپ کچھ بڑے ہوئے تو آپ کی شرافت طبع کی بنا پر گاؤں کے خُردو کلاں نے ”اچھو بابو، اچھو بابو“ کہنا شروع کردیا۔

جب مہنداول پرائمری کی تعلیم کے لیے پہنچے، اس وقت مرحوم ماسٹر مرتضی حسین صاحب نے آپ کا نام ”محمد تفسیر“ تجویز کیا۔

ابتدائی تعلیم:

آپ کے تعلیمی سفر کی ابتدا حسب زمانہ گاؤں کی مسجد ہی سے ہوئی، گاؤں میں ایک میاں شکر اللہ صاحب تھے، آپ نے انھیں سے قاعدہ، عم پارہ اور قرآن شریف پڑھا۔

پھر آپ مہنداول کے ”مکتب اسلامیہ“ پہنچے اور درجہ دوئم میں داخلہ لیا، جہاں آپ نے درجہ پنجم تک عربی، اردو، حساب اور جغرافیہ وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔

اعلی تعلیم:

مکتب اسلامیہ سے درجہ پنجم کی تعلیم مکمل کر کے آپ ”دارالعلوم اہل سنت تنویر الاسلام“ (امرڈوبھا) پہنچے، آپ کی پہلی جماعت تھی، جس سے درس نظامی کی ابتدا کی جارہی تھی، جب داخلہ رجسٹر تیار ہوا، شانِ الٰہی کہ رجسٹر میں پہلا نام آپ کا ہی درج کیا گیا۔

دارالعلوم اہل سنت تنویر الاسلام (امرڈوبھا) میں رہ کر آپ نے جماعت سادسہ تک تعلیم حاصل کی اور کئی ایک اساتذہ سے اکتسابِ فیض کیا، جن میں صدر المدرسین حضرت مولانا سخاوت علی خان رضوی بستوی صاحب، خطیب البراہین حضرت مولانا صوفی محمد نظام الدین خان صاحب رحمۃ اللہ علیہما اور حضرت مولانا قاری محمد ظہور احمد مصطفوی صاحب۔

جماعت سادسہ کے بعد مزید اعلی تعلیم کے لیے آپ نے دارالعلوم مظہر اسلام مسجد بی بی جی بریلی شریف کا رخ کیا اور وہاں کے لائق وفائق اساتذہ کرام کے منہل علم سے سیرابی حاصل کی، جن علما سے علمی فیض پایا، ان میں رئیس الاتقیا حضرت مولانا مبین الدین محدث

امروہوی، صدر العلما حضرت علامہ تحسین رضا خان صاحب شبیہ مفتی اعظم ہند، بقیۃ السلف حضرت مولانا مفتی محمد اعظم صاحب اور حضرت مولانا احسان علی صاحب رحمۃ اللہ علیہم۔

دستار فضیلت:

۱۶؍شعبان المعظم ۱۳۸۷ھ، مطابق ۱۹؍نومبر ۱۹۶۷ء کو دارالعلوم مظہر اسلام مسجد بی بی جی (بریلی) میں سالانہ جلسہ منعقد ہوا، جس میں آپ کو سند ودستارِ فضیلت سے نوازا گیا۔

زبان فارسی سے شغف:

آپ کی فارسی دانی اور اس سے لگاؤ کو دیکھ کر متعارف حلقوں میں آپ کو ”بابائے فارسی“ بھی کہا جاتا تھا۔

اس زبان کی طرف قلبی جھکاؤ کے دو مختلف واقعات محرک بنے، ان دونوں کا تعلق دارالعلوم اہل سنت تنویر الاسلام (امرڈوبھا) سے ہے، جس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

پہلا واقعہ: جب آپ دارالعلوم اہل سنت تنویر الاسلام (امرڈوبھا) میں زیر تعلیم تھے، اس زمانے میں بکھرہ میں ہائی اسکول تھا، وہاں کے طلبا صبح وشام دارالعلوم کے سامنے سے گزرتے، جب وہ دارالعلوم کے سامنے پہنچتے اور طلبا کو دروازوں کے سامنے کھڑا پاتے، انھیں انگریزی میں مخاطب کر کے کچھ کہتے، اس سے ان کا مقصد دل لگی اور زک دینے کا ہوتا تھا، مگر آپ ان کی انگریزی کے جواب میں فوراً کہہ اٹھتے: ”تو کیستی؟ نمی دانم چہ می گوئی؟“

اس یومیہ یا اکثر وبیشتر رونما ہونے والے واقعے نے آپ کی توجہ فارسی زبان کی طرف مبذول کرادی۔

دوسرا واقعہ: اس واقعہ کا تعلق بھی سرزمین امرڈوبھا سے ہی ہے، ایک لمبا تڑنگا، قدآور آدمی دس گیارہ سال کے بچے کو لے کر امرڈوبھا آیا، اس کی زبان فارسی تھی، اس نے پوچھا: ”مولانا کجا است؟“

اس وقت سب سے اونچی جماعت آپ کی تھی، اس لیے آپ اس کے سامنے گئے اور ٹوٹی پھوٹی فارسی میں اسے جواب دیا کہ وہ ناظم صاحب کے مکان پر گئے ہیں، اس نووارد نے ناظم

صاحب کے مکان پر جانے کی خواہش کا اظہار کیا، جس پر ایک طالب علم کے ساتھ اسے ناظم صاحب کے مکان پر بھجوا دیا گیا۔

تعلیمی اسناد:

مولوی، عالم، فاضل، منشی، منشی کامل عربی فارسی بورڈ، اتر پردیش، عالمیت (دار العلوم اہل سنت تنویر الاسلام، امرڈوبھا)، فضیلت (دار العلوم مظہر اسلام مسجد بی بی جی، بریلی)۔

اس کے علاوہ محدث امروہوی اور علامہ تحسین رضا خان بریلوی رحمہما اللہ نے اپنی طرف سے خصوصی توصیات بھی لکھ کر عنایت کیں۔

قیامی لکھنے کی وجہ:

مخدوم قیام الدین بھیکا شاہ مکی رحمۃ اللہ علیہ جو آپ کے پیر و مرشد کے جد اعلیٰ ہیں، انھیں کی نسبت اختیار کرتے ہوئے آپ نے ۱۹۷۲ء یا ۱۹۷۳ء میں اپنا تخلص ''قیامیؔ'' اختیار کیا تھا۔

رفقاے درس:

آپ کے رفقاے درس میں چند حضرات کے اسما یہ ہیں:

حضرت مولانا معظم علی صاحب، حضرت مولانا رضا علی صاحب نندوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مفتی محمد صالح صاحب، حضرت مولانا عابد علی صاحب بنگالی مالدوی۔

تدریسی خدمات:

فراغت کے بعد سے اب تک آپ کل سات مدرسوں میں تعلیم دے چکے ہیں، جس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

(۱) مدرسہ غوثیہ حبیب المدارس، سون برسا، مہراج گنج

(۲) مدرسہ فیض الرسول، راج مندل خرد، عرف برگدہی، مہراج گنج

(۳) مدرسہ اشرفیہ عزیز العلوم، تالہی سنگھ پور، مہراج گنج

(۴) دار العلوم ستاریہ معین الاسلام، لوہرسن بازار، سنت کبیر نگر

(۵) دار العلوم علیمیہ، جمدا شاہی، بستی، یوپی

(۶) دار العلوم علیمیہ نسواں، جمدا شاہی، بستی، یوپی

(۷) جامعہ رابعہ بصریہ، تنہواں، کبیر نگر

اُسلوبِ تدریس و تربیت:

خادم کو آپ سے ''قانونِ شریعت'' اور ''بوستاں'' پڑھنے کا شرف حاصل ہوا ہے، جسے آپ نے بہت ہی سلیس اور رواں انداز میں پڑھایا تھا، ''قانون شریعت'' کا طریقۂ تدریس یہ ہوتا تھا کہ ایک طالب علم عبارت پڑھتے جاتا، جہاں جہاں غامض کلمات آتے، یا کسی اہم نکتے کی نشان دہی مقصود ہوتی، یا کوئی طالب علم کچھ استفسار کرتا اس کا تفصیلی جواب دیتے۔

جب آپ نے سعدی شیرازی کی ''بوستاں'' پڑھانا شروع کیا، ہفتہ عشرہ تک یومیہ دو دو شعر پڑھاتے رہے، پھر اس میں دو چار دن پر ایک شعر کا اضافہ کرنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ اشعار کی تعداد آٹھ تک پہنچ گئی۔

''بوستاں'' کے ایک ایک لفظ کی مکمل تشریح فرماتے، اشعار کو کئی دفعہ پڑھاتے، یہی وجہ ہے کہ آپ کے پاس پڑھنے والے اکثر طلبہ کو ''بوستاں'' کے ابتدائی چند اوراق حفظ ہو جاتے ہیں۔

آپ کا معمول تھا کہ ہر روز سبق سنتے، اگر کسی طالب علم کو سبق یاد نہ ہوتا اور پوچھنے پر اس سے کچھ معقول جواب نہ بن پڑتا، یا خاموشی اختیار کر لیتا، ایسی صورت میں اسے اردو کہاوتوں اور ضرب الامثال سے نوازتے اور عموماً آپ فرماتے: ''ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم''، ''بیکار مباش کچھ کیا کر، رومالی ہی پھاڑ کر سیا کر''۔

یوں ہی اگر کوئی طالب علم کم فہمی کا مظاہرہ کرتا تو مزاح میں اسے بے دال کے بودم کہہ کر مخاطب کرتے۔

خطیبانہ جوہر:

آپ کا خطاب موجودہ دور کے خطبا کی طرح نہیں ہوتا تھا، جو کرسئ خطابت پر رقص درویشاں پیش کرتے نظر آتے ہیں اور نہ ہی ان خطیبوں کی طرح ہوتا ہے، جو اپنی بلند گوئی اور تیز گفتاری کو کام یابی کی ضمانت سمجھتے ہیں، یا من گھڑت روایتوں، یا بے اصل قصے کہانیوں کو مرچ

مسالہ لگا کر عوام کے سامنے پروستے ہیں، بل کہ اس کے برعکس آپ کا خطاب سنجیدگی پر مبنی ہوتا تھا۔

اپنے دل نشیں اندازِ بیان کے باوجود آپ نے کبھی بھی پیشہ ورانہ خطابت کی دنیا میں قدم نہ رکھا، جہاں رہے مقامی محفلوں میں شرکت کی، اصل ذوق درس وتدریس ہی کا بنائے رکھا۔

تعویذ نویسی:

جب آپ شہر بریلی پہنچے، وہاں مفتیٔ اعظم ہند اور اپنے استاذ محدث امروہوی رحمۃ اللہ علیہما کو تعویذ نویسی کرتے ہوئے پایا، جس کی وجہ سے آپ کی اس جانب مکمل طور پر توجہ مبذول ہوگئی اور آپ نے اپنے مشفق اساتذہ سے تعویذ نویسی اور دیگر اوراد و وظائف کی اجازتیں حاصل کیں۔

اس فن کو آپ نے کبھی کسب معاش کا ذریعہ نہیں بنایا، آپ کی زندگی کا بہترین اور سب سے زیادہ حصہ جمداشاہی کی سرزمین پر گزرا ہے، یہاں کے لوگ اس بات کے گواہ ہیں، آپ کے پاس کم سن بچے پانی لے کر آتے، آپ فوراً دم فرمادیتے، اگر تعویذ کا مطالبہ کرتے، وقت ہوتا تو اسی وقت عنایت فرمادیتے، یا شام کو بلالیتے اور لکھ کر دے دیتے۔

علم الاعداد پر دست رس:

مولیٰ کریم نے آپ کو دیگر علوم کے ساتھ علم الاعداد کا بھی ماہر بنایا ہے، آپ نے اس علم کی روشنی میں کئی نونہالوں کے تاریخی نام تجویز کیے ہیں اور کئی وفات یافتگان کی تاریخ وفات بھی لکھی ہے۔

۱۴۰۵ھ/مطابق ۱۹۸۵ء کو حضرت مولانا سید عبدالرب عرف ’’چاند بابو‘‘ مد ظلہ العالی کی رسم سجادگی ادا کی گئی، اس وقت آپ نے تہنیت نامہ پیش کیا اور ’’**بسم اللہ الرحمٰن الرحیم المجید المتین**‘‘، ’’قطعہ تاریخ ہاد‘‘ اور ’’رسم تاج پوشی حب چاند بابو شد‘‘ سے ۱۴۰۵ھ کی طرف اشارہ کیا، جب کہ ’’عبدرب وہ خلافت کا مسند نشیں‘‘ سے ۱۹۸۵ء کو بیان کیا، اسے نظم میں آپ نے اس طرح کہا ہے:

جمعے کی رات تھی بزم انیسویں — عید قرباں کی چودہ سو پانچویں
یہ ستمبر پچاسی ہے انیس سو — عبدرب وہ خلافت کا مسند نشیں

قطعہ تاریخ ہاد — رسم تاج پوشی حب چاند بابو شد

آپ نے ۱۴۲۰ھ کو مخدوم بھیکا شاہ مکی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں سلامیہ منقبت پیش کی اور عنوان دیا ’’یہ مخدومِ پاک کا ترانہ ہے‘‘، جس سے ترانہ کا سالِ نظم پتہ چلتا ہے۔

الغرض آپ نے بہت سے لوگوں کی ولادت، نکاح، دستار بندی اور وفات کی تواریخ کو نثر و نظم دونوں میں لکھا ہے، جس سے علم الاعداد پر آپ کی پکڑ کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

اندازِ نصیحت:

آپ کی حق گوئی اور اندازِ نصیحت کی کئی ایک مثالیں موجود ہیں، جنھیں علما وطلبا اپنی مجلسوں میں بیان کرتے ہیں، ایک واقعہ کا میں خود چشم دید ہوں، جمداشاہی سے متصل ’’اسلام پورہ‘‘ کے نام سے ایک آبادی ہے، وہاں ایک جلسہ ہونے والا تھا، جس کے انتظام وانصرام کی ذمہ داری وہیں کے ایک سیاسی شخص کے کندھوں پر تھی، ایک دن وہ بعد نماز مغرب قیامی صاحب کے پاس آئے اور آپ سے جلسہ کے انتظام سے متعلق مشورہ طلب کیا، پہلے انھوں نے مقرر اور نعت خواں کون ہیں، اس کی تفصیل بتائی، پھر کہنے لگے: ’’جب سارے علما آجائیں گے تو وہ ہمارے کنٹرول میں ہوں گے، جب ہم چاہیں گے اسی وقت سے پروگرام شروع ہوجائے گا اور جس عالم کو جب کہیں گے، تب وہ تقریر کردیں گے‘‘۔

حضرت نے انھیں روکا اور بڑی محبت سے پرسکون انداز میں فرمایا: ’’علما آپ کے مہمان ہوں گے، آپ کے کنٹرول میں نہیں ہوں گے، آپ کبھی یہ نہ کہیں کہ علما ہمارے کنٹرول میں ہوں گے، بل کہ یہ کہیے کہ ہم علما کے کنٹرول میں ہوں گے، علما جس طرح کہیں گے، ہم اپنے پروگرام کو کریں گے‘‘۔

شرفِ بیعت:

آپ کے گاؤں اور علاقے میں قطب اودھ حضرت سید عبدالسبحان قادری فردوسی مخدومی رحمۃ اللہ علیہ کے کافی مریدین تھے، جس میں موضع تنھواں کے مشہور صوفی عظیم اللہ صاحب بھی شامل تھے، ایک روز آپ نے ان سے مشورہ کیا کہ کس پیر سے بیعت کی جائے، اس

پر انھوں نے کہا: ’’ہمارے پیر کو دیکھ لیو‘‘۔

ان دنوں آپ مہراج گنج میں مدرس تھے، جب رخصت ختم ہوئی، آپ مدرسہ واپس چلے گئے، چوں کہ خواب کے ذریعے آپ کو بشارت دے دی گئی تھی، اس لیے جب بلہری شریف کا عرس ہوا، اس میں آپ پہنچے اور قطب اودھ حضرت سید عبد السبحان قادری فردوسی مخدومی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف بیعت حاصل کی۔

خلافت:

آپ کو دو جگہوں سے سند خلافت دست یاب ہوئی ہے، پہلی خلافت آپ کو حضرت سید عبد الرب مخدومی، عرف ’’چاند بابو‘‘ مدظلہ العالی والنورانی (سجادہ نشیں بلہری شریف) سے حاصل ہوئی ہے، خلافت نامے کی نقل بمطابق اصل یہ ہے:

’’فقیر سید عبد الرب مخدومی عرف ’’چاند بابو‘‘ عزیز گرامی، عالم باعمل، مبلغِ شریعت، مسافرِ راہِ سنت، حضرت علامہ و مولانا تفسیر القادری قیامی بستوی کو سلسلۂ عالیہ قادریہ، و سلسلۂ عالیہ فردوسیہ، و چشتیہ کی خلافت و اجازت عطا فرماتا ہے۔

رب قدیر موصوف کے علم و عمل میں دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور ان سے زیادہ سے زیادہ مسلک اہل سنت کا کام لے اور ان پر سرکارِ مخدوم پاک، و مخدوم ملت، و سیدی عبد الجبار شہزادۂ مخدوم ملت رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا سایۂ رحمت ہمیشہ قائم رکھے۔

فقط والسلام

سید عبد الرب مخدومی (چاند بابو)

سجادہ نشیں آستانہ پاک

۱۹؍ ذی الحجہ ۱۴۱۳ھ، بوقت قل شریف

دوسری خلافت شاہ وجیہ الدین چشتی بنارسی نے آپ کو عطا کی تھی، شاہ صاحب کا والٹر گنج وغیرہ میں اکثر دورہ ہوتا رہتا تھا، یہیں آپ سے ملاقات ہوئی تھی، شاہ صاحب نے بدست خود خلافت نامہ لکھ کر اس میں تاریخ کا اندراج کیا اور ارشاد فرمایا: ’’آپ ابھی سے بیعت کا آغاز کر دیجیے‘‘۔

مگر اکابر علما کی موجودگی میں آپ نے کسی کو مرید کرنا مناسب خیال نہ کیا، جو بھی سالک آپ کے پاس آتا، اسے مفتیٔ اعظم ہند، حافظ ملت اور حضور خطیب البراہین رحمۃ اللہ علیہم کی طرف رجوع لانے کی تلقین فرماتے تھے۔

زیارت حرمین طیبین:

۲۰۰۸ء میں آپ نے مع اہلیہ فریضۂ حج کی سعادت سے شادکام ہوئے، آپ کہتے ہیں:

’’مدینہ منورہ میں قیام گاہ پر پہنچے، پھر پہلی بار سرکار کی بارگاہ میں حاضری ہوئی، حال یہ تھا کہ نہ دل سنبھل رہا تھا اور نہ دماغ، آنکھیں بے قابو، اشکوں کی لڑی لگی ہوئی تھی۔

تین دن تک مسلسل یہی حال رہا، زبان سے درود شریف کے علاوہ کچھ نکلتا ہی نہیں تھا، چوتھے روز صبح کے وقت بارگاہِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا: ’’یا رسول اللہ، مجھ کو سنبھالا جائے، تاکہ میں بارگاہ میں کچھ عرض کر سکوں، ورنہ کچھ عرض نہیں کر پاؤں گا‘‘۔

اس کے بعد آنسوؤں کا سلسلہ کم ہو گیا، بل کہ رکنے کے قریب ہو گیا، پھر بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری دیتے، جو کچھ عرض کرنا ہوتا عرض کرتے‘‘۔

مدینہ منورہ میں آٹھ دن قیام رہا، پھر آپ کا قافلہ مکہ مکرمہ پہنچا، جہاں آپ کی حیثیت ایک طرح سے میر کارواں کی ہو گئی تھی، کیوں کہ کہاں کیا کرنا ہے اور کون سی دعا پڑھنی ہے، آپ یہ ساری باتیں لوگوں کو تلقین کر رہے تھے۔

بزرگوں کے مزارات پر حاضری:

آپ نے کئی بزرگانِ دین کے آستانوں پر حاضری دی ہے اور ان کے روحانی فیوض و برکات سے استفادہ کیا ہے، چناں چہ سید سالار مسعود غازی اور حضرت وارث پاک کی بارگاہ میں حاضری دی اور سرکار خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر چادر بھی پیش کی۔

کچھوچھہ شریف، براؤں شریف اور بلہری شریف میں متعدد بار حاضری کا شرف حاصل ہوا، بھیونڈی کے اطراف و اکناف میں جتنے بھی مشہور بزرگانِ دین آسودۂ خاک ہیں، سب کی بارگاہ

میں حاضری دی، خاص کر حاجی علی اور حاجی ملنگ کی درگاہ پر فاتحہ خوانی کی۔

رشحات قلم:

آپ کی توجہ زیادہ تر درس وتدریس پر مرکوز رہی، پھر بھی آپ کے قلم سیال سے کئی ایک شہ پارے منصۂ شہود پر آئے، جن میں سے کچھ مطبوعہ ہیں، کچھ زیر طباعت ہیں، جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) برکاتِ نماز

(۲) ماہ ربیع النور شریف زندہ باد

(۳) اربعین سبحانی

(۴) ''مختصر تذکرہ مخدومِ اودھ''

(۵) ''حیاتِ مخدوم ملت قدس سرہ العزیز''

(۶) ''خطیب البراہین: ماہ وسن ہو گئے روشن تیری تابانی سے''

(۷) ''تذکرہ امین مجذوبیت حضرت صوفی شاہ عظیم اللہ میاں صاحب سبحانی''

(۸) ''جس جگہ بیٹھ کے پی لے وہی مے خانہ بنے''

(۹) ''شیخ العلما''

(۱۰) ''خطیب البراہین کی کچھ یادیں کچھ باتیں''

(۱۱) ''مفتیٔ اعظم ہند اور مسئلہ تثویب''

(۱۲) ''صدر العلما جامع علوم وفنون''

(۱۳) ''حضرت نسیم بستوی کی کچھ باتیں کچھ یادیں''

(۱۴) ''حضرت علامہ سخاوت علی خاں رحمۃ اللہ علیہ اور دار العلوم تنویر الاسلام امرڈوبھا''

جن کتابوں پر آپ نے تحقیق وترجمہ نگاری کی ہے، اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

(۱۵) ''**القول العجيب في جواز التثويب**

(۱۶)(۱۷) ''گیان نامہ'' و''الف نامہ''

(۱۸) ''جلوۂ طور''

(۱۹) ''ماہِ محرم کے شرعی احکام''

(۲۰) ''چہار مقالہ'' (مقالۂ اولی کا ترجمہ)

(۲۱) ''قصائد عرفی فارسی'': از ص ۳۷ ''قصیدہ در مدح شاہ زادہ سلیم'' اور صفحہ ۸۷ ''قصیدہ در وصفِ کشمیر'' کا ترجمہ۔

(۲۲) ''فصول اکبری'' (باب الخاصیات کی مبسوط شرح)

(۲۳) ''شجرۃ المحمود'': آپ نے اس کتاب کی تسہیل کا کام کیا ہے اور کثیر فارسی نظموں کو اردو قالب میں ڈھالا ہے۔

مستقل تصنیف وتحقیق کے علاوہ آپ نے بہت سے علما کی کتابوں پر تقاریظ نویسی بھی فرمائی ہے۔

شعر گوئی:

غالباً ۱۹۷۲ء یا ۱۹۷۳ء میں آپ نے اس میدان میں قدم رکھا، آپ کی شاعری میں تخیل، سلاست، آسان الفاظ کا انتخاب اور بحور کی رعایت کا خوب اہتمام پایا جاتا ہے۔

مدحت رسول ﷺ میں دیگر شعرا کی اتباع کرتے ہوئے آپ نے بھی ایک قصیدۂ سلامیہ لکھا ہے، جس میں آپ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں کچھ اس طرح عرض گزار ہوئے ہیں:

اے شہنشاہِ دو عالم الصلاۃ والسلام — آپ ہیں محبوبِ عالم الصلاۃ والسلام
باعثِ تخلیقِ آدم الصلاۃ والسلام — سیدِ اولادِ آدم الصلاۃ والسلام
اے رسولوں میں مکرم الصلاۃ والسلام — آپ ہیں نبیوں کے خاتم الصلاۃ والسلام
مالک ومختارِ عالم الصلاۃ والسلام — آپ کا صدقہ ہے زم زم الصلاۃ والسلام
ہیں بظاہر ابن آدم الصلاۃ والسلام — در حقیقت اصلِ آدم الصلاۃ والسلام
جب خدا بھیجے ہے پیہم الصلاۃ والسلام — ہم پڑھیں سب مل کر باہم الصلاۃ والسلام
کن کشود و فتح بابم الصلاۃ والسلام — تا شود معراج جانم الصلاۃ والسلام

اپنے نورِ پاک سے اس کو منور کیجیے — آپ ہیں نورِ مجسم الصلاۃ والسلام
یا خدا، در قبر و محشر ہر کجا مشکل فتاد — جاری باشد بر زبانم الصلاۃ والسلام
اے قیامی آبِ کوثر سے بھی میٹھا نام پاک — ہے "محمد" اسم اعظم الصلاۃ والسلام

آپ کے کلام کا معتد بہ حصہ خواجہ مخدوم قیام الدین بھیکا شاہ مکی قدس سرہ کی بارگاہ میں نذرِ عقیدت کی شکل میں ہے، جو فضل الٰہی سے مقبولِ بارگاہ بھی ہیں، یہی وجہ ہے کہ آپ کا نظم کردہ ترانہ خانقاہ عالیہ قادریہ، چشتیہ، فردوسیہ، مخدومیہ، سبحانیہ میں عرس کے موقع پر ہر سال پڑھا جاتا ہے، ترانا کا پہلا شعر یہ ہے:

اے قیام الدین بھیکا شاہ مکی السلام
اے کہ مخدوم اودھ حسنی حسینی السلام

خانوادۂ بھیکا شاہ مکی کے علاوہ آپ نے چند نام ور علما و فضلا کی بارگاہ میں بھی نذرِ عقیدت پیش کی ہے۔

آپ کے کلام میں ادبی و بلاغی فنون کی چاشنی بھی پائی جاتی ہے، ضمناً تلمیح کا ذکر کیا جاتا ہے، جس سے تاریخی اور مذہبی واقعات کی نشان دہی ہوتی ہے اور شعر کی معنویت میں وسعت اور حسن میں نکھار پیدا ہو جاتا ہے، بطورِ تمثیل دو اشعار ترانے سے ہدیۂ قارئین کیے جاتے ہیں:

بَلِّغُوا عَنِّي کا تو پیغام لے کر آ گیا
ہند میں اللہ کی تلوار بن کر آ گیا
وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوا فِيْنَا تیرا دم ساز ہے
ہے ملائک میں بھی چرچا تو بڑا جاں باز ہے

آپ کی نثری خدمات کا ایک بڑا حصہ "حیات مخدوم ملت" کے آخر میں ملحق کر دیا گیا ہے۔

اولاد امجاد:

رب کریم نے آپ کو آٹھ اولاد سے نوازا ہے، جن میں چار لڑکے اور چار لڑکیاں

ہیں، لڑکوں کے نام یہ ہیں:

(۱) محمد صالح، عرف محمد علی [ولادت ۸/ اکتوبر ۱۹۶۸ء]
(۲) محمد عمار [ولادت ۱۳/ مارچ ۱۹۷۱ء]
(۳) محمد عمران [ولادت ۲۶/ اگست ۱۹۸۰ء، متوفی ۱۹۸۶ء]
(۴) مولانا محمد عرفان رضا [ولادت ۱۷/ اپریل ۱۹۸۲ء]

لڑکیوں کے نام یہ ہیں:

(۱) صالحہ خاتون [ولادت غالباً ۱۹۶۵ء یا ۱۹۶۶ء]
(۲) حنیفہ خاتون [ولادت ۲۹/ اگست ۱۹۷۴ء]
(۳) صفیہ خاتون [ولادت ۷/ جولائی ۱۹۷۷ء]
(۴) بشریٰ خاتون [ولادت ۲۰/ اپریل ۱۹۸۴ء]

تلامذہ:

علما و مشائخ کی ایک بہت بڑی جماعت آپ کے چشمۂ علم سے سیراب ہوئی، جو آج جہانِ علم و عمل میں درخشندہ ستارہ بن کر چمک رہے ہیں اور ایک جہاں ان سے اپنی تشنگی دور کر رہا ہے۔

آپ کے بعض شاگرد یورپ اور امریکہ کی سرزمین میں بھی اپنی علمی قلمی اور دعوتی خدمات فراہم کر رہے ہیں، اگر سارے تلامذہ کی فہرست تیار کی جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے گی۔

وصال پر ملال:

مورخہ ۱۷/ اگست شب گیارہ بج کر بیس منٹ پر آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے، مورخہ ۱۸/ اگست کو آپ کی نماز جنازہ حضرت مولانا سید عبد الرب عرف "چاند بابو" دام ظلہ کی امامت میں ادا کی گئی اور پھر آپ ہی کے فیصلے اور حضرت مولانا مفتی محمد عرفان رضا علیمی صاحب کی تائید سے آپ کی تدفین لوہرسن بازار میں آرام فرما معروف صوفی بزرگ دل بہادر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں ہوئی۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

توحید احمد طرابلسی

ایک چراغ اور بجھا اور بڑھی تاریکی

حضرت علامہ عبدالرحمٰن رضوی صاحب قبلہ
سینئر استاذ طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

نحیف ونزار جسم، لمبا قد، سادگی وتواضع، عالمانہ وقار، گفتگو میں شائستگی، دلوں میں اثر کرنے والی باتیں، ان اوصاف حسنہ وفضائل حمیدہ سے موصوف، یہ ہیں حضرت علامہ الحاج محمد تفسیر القادری قیامی بستوی، جو آج ہمارے درمیان نہیں ہیں لیکن ان کی یادیں، ان کے کمالات، ان کا کردار، ان کے علم وعمل کی جھلکیاں یہ احساس کراتی رہتی ہیں کہ وہ ابھی زندہ ہیں ان کی بارگاہ سے فیض حاصل کرنے والوں کے نہاں خانۂ دل میں ان کا ذکر جمیل روشن وتابندہ ہے۔ کیوں کہ انسان اپنے جسم وجثہ کھانے پینے اور چلنے پھرنے سے زندہ نہیں شمار کیا جاتا بلکہ اپنے فکر وشعور با مقصد حیات اور مکارم اخلاق کی بنا پر زندہ تصور کیا جاتا ہے۔ اسی لیے حجۃ الاسلام سیدنا امام غزالی علیہ الرحمہ کا ارشاد ہے **الناس کلھم موتی الا العلماء**۔ یعنی دین کے علما کے علاوہ سارے لوگ مردہ ہیں۔

حضرت علامہ تفسیر القادری نہ صرف یہ کہ عالم باعمل تھے بلکہ سیکڑوں طلبہ کی زندگیاں سنوارنے والے ایک مردم ساز مفکر ومربی تھے۔ طویل عرصہ تک دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی میں علم وفن کے جواہر بکھیرتے رہے۔ غیر منقسم ضلع بستی کا سب سے ممتاز ادارہ علیمیہ تھا وہاں کے قابل ذکر اور نامور اساتذہ میں آپ کا نمبر سب سے اوپر تھا، کئی بار آپ نے کارگذار صدرالمدرسین کی ذمہ داری بھی انجام دی۔ دارالعلوم علیمیہ کے اساتذہ اور طلبہ میں آپ کا کافی احترام تھا کیوں کہ آپ کا برتاؤ چھوٹوں سے مشفقانہ اور بڑوں سے مخلصانہ تھا۔

آپ کی صحبت سے لوگ اخلاص واخلاق کی دولت حاصل کرتے تھے، دارالعلوم علیمیہ کے بہت سے اساتذہ آپ ہی کی درس گاہ کے فیض یافتہ ہیں، حضرت سے متعدد مواقع پر مجھے ملاقات کا شرف حاصل ہوا، ہر بار آپ کی پاکیزہ وبےلوث گفتگو سے مجھے بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔ آپ کے فضل وکمال

علمی وعملی منزلت کا ایک عالم شاہد ہے۔ آپ کے قول وفعل میں یکسانیت اور ارشاد وعمل میں ہم آہنگی تھی ہمیشہ اپنی عالمانہ شان برقرار رکھتے تھے۔

نام ونمود سے بے نیاز امانت ودیانت کے ساتھ فرائض کی ادائیگی، لایعنی وفضول کاموں سے دوری، طاعات وعبادات سے خصوصی شغف، یہ وہ امتیازی اوصاف ہیں جو اوروں میں آپ کی شخصیت کو منفرد بناتے ہیں۔ بقول شاعر:

جان کر منجملہ خاصان میخانہ مجھے
مدتوں رویا کریں گے جام وپیمانہ مجھے

موصوف کی وفات حسرت آیات سے علمائے اہل سنت کی صفوں میں جو خلا پیدا ہوا ہے اسے پر کرنا مشکل ہے آپ تعلیمی وتدریسی خصوصیات کے علاوہ ایک عمدہ قلم کار اور عمدہ مضمون نگار بھی تھے میں نے آپ کی تحریرات کو بڑی توجہ سے مطالعہ کیا ہے۔ جس سے محسوس ہوا کہ تقریر درس گاہی کے علاوہ آپ مافی الضمیر کی تعبیر وافہام وتبلیغ پر بھی پوری دسترس رکھتے تھے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

ممدوح گرامی وقار کے صاحبزادے، میرے تلمیذ رشید عزیزم مولانا محمد عرفان رضا سلّمہ استاذ دارالعلوم مصباح العلوم بہادر پور بازار، بستی کی دلجوئی اور ایک بزرگ عالم دین علامہ قیامی علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں اپنی عقیدتوں کی سوغات کے طور پر ارتجالاً یہ چند سطور حیطۂ تحریر میں آئے۔

دعا گو ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل موصوف کے درجات کو بلند فرمائے اور آپ کے مرقد انوار کو رحمت وانوار کے پھولوں سے مشکبار فرمائے، آمین بجاہ سیدنا خاتم النبیین واشرف المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ الطیبین وعلماء الفاضلین اجمعین۔

خاکسار: عبدالرحمٰن رضوی انصاری
سینئر استاذ طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی، مئو

خلوص کا مخزن

۱۴۴۴ھ

حضرت علامہ مولانا عبدالقدوس مصباحی سالک بستوی صاحب قبلہ
استاذ دارالعلوم نورالحق چرہ محمد پور فیض آباد

اس عالم ناپائیدار میں اب تک بے شمار صاحبان فکروفن نے اپنے علم وہنر کی کرنیں بکھیریں اور دنیا کی نگاہیں ان کی چمک دمک سے خیرہ ہوئیں، ان گنت ہستیوں نے علوم وفنون کے رنگ برنگے پھول کھلائے، جن کی بھینی بھینی خوشبوؤں نے مشام جاں کو معطر ومعنبر کیا۔ یہ سلسلۃ الذہب اسی طرح چلتا آرہا ہے اور قیامت تک چلتا رہے گا، کیوں کہ کل نفس ذائقۃ الموت کلیے کے تحت ہر ایک جزئی کو وصال کا جام لبالب اپنے ہونٹوں سے لگانا ہی پڑتا ہے۔

موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس
ورنہ دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کے لیے

۱۷ر اگست ۲۰۲۲ء کا سورج اپنے چہرے پر غم والم کی زردی لیے روپوش ہوگیا، کسی کو کیا خبر تھی کہ چند گھنٹوں کے بعد ہی علم وفضل کا مہر منور بھی غروب ہونے والا ہے، چنانچہ رات کے گیارہ بج کر بیس منٹ ہوئے تھے کہ نمونہ اسلاف، مجسمہ زہد وتقویٰ حضرت علامہ محمد تفسیر القادری صاحب قبلہ قیامی اپنے ہزاروں تلامذہ اور سیکڑوں عقیدت مندوں کو داغ مفارقت دے کر دار بقا کی جانب کوچ کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

یہ جانے والی شخصیت تنہا نہیں گئی، ہزاروں خوبیوں کو اپنے ساتھ لے گئی، بلکہ یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ کسی کی آرزو، کسی کی خوشیاں، کسی کا اعتماد اور کسی کا قرار وسکون اپنے ہمراہ لیے چلے گئے۔

اب انھیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر

ہاں! باقی رہ گئی ہیں تو ان کی یادیں، ان کے رہنما خطوط ونقوش، جن کے اجالے میں چل

کر ہم اپنے مقصد حیات کو حاصل کر سکتے ہیں اور منزل مقصود تک پہونچ سکتے ہیں۔

وہ بے حد خلیق اور انتہائی ملنسار تھے، بات کے پکے اور زبان کے دھنی تھے، جس کسی سے کوئی بات طے ہوگئی تو راستے میں روکاوٹوں کے ہزاروں طوفان آئیں، پریشانیوں کی لاکھ آندھیاں چلیں، مگر ان کے عزم وہمت والے پائے استقامت کو متزلزل نہیں کر سکتے تھے۔ ایفائے عہد اور وعدہ وفائی تو گویا ان کی گھٹی میں پڑی تھی۔

ان کے چہرے سے شرافت وکرامت کے آثار ہویدا تھے، وہ مخاطب کے معیار کا خیال رکھتے ہوئے باتیں کرتے، اس کی باتوں کو مکمل طور پر متوجہ ہو کر سنتے، اور نہایت دل نشیں انداز میں جواب مرحمت فرماتے، ان کی مجلس میں بیٹھنے والے اپنے دلوں میں خوف خدا اور محبت رسول کی لذت محسوس کرتے، توبہ وانابت کی کیفیت سے دوچار ہوتے اور جاتے وقت اپنے قلوب پر ان کی باتوں کا گہرا اثر اور انمٹ نقوش لے کر کے واپس ہوتے تھے۔

الغرض ان سے ملاقات کرنے والا ہر شخص دوبارہ ان سے ملنے کا خواہش مند اور تمنائی رہتا تھا، یہ وہ وصف محمود ہے جس میں حضرت قیامی صاحب اپنے معاصرین میں منفرد اور یگانہ دکھائی دیتے ہیں۔

خالق کائنات نے بہت سی ممتاز خوبیوں کے ساتھ ساتھ انھیں نظم ونثر دونوں صنفوں پر یکساں قدرت عطا کی تھی، وہ جوہر خطابت سے بھی آراستہ تھے، طرز بیان نہایت شستہ، زبان خوب سلیس، رواں اور شگفتہ تھی، ان کے ایک ایک جملے سے سامعین خوب محظوظ ہوتے تھے، اور ان کی زبان سے ادا ہونے والا ایک ایک کلمہ دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جاتا تھا۔

قرآن فہمی، سنتوں پر عمل، تقویٰ وطہارت، سادگی وقناعت اور تواضع وللّٰہیت کا انوکھا انداز انھیں اپنے پیکر اخلاص اساتذۂ کرام کی زندگیوں کا شب وروز مطالعہ کرنے سے حاصل ہوا تھا، یہ انمول زروجواہر انھوں نے تاعمر اپنے دامن میں سمیٹے رکھا، بلکہ یہ کہنا حق بجانب ہوگا کہ ان لازوال خوبیوں کو انھوں نے اپنی ذات میں اس طرح رچا اور بسا لیا تھا کہ یہ اوصاف ان کی زندگی کے ہر پہلو سے نمایاں طور پر محسوس کیے جاسکتے تھے۔ گویا حضرت قیامی صاحب کی شخصیت میں ان کے تقویٰ

شعار اساتذۂ کرام کی بھرپور جھلک دکھائی دیتی تھی۔

ان کے مشائخ کرام اور اساتذۂ عظام کو اگر مستثنیٰ رکھا جائے تو متنبی کا یہ شعر ان کی ذات پر خوب منطبق نظر آتا ہے:

مضت الدھور وما اتین بمثلہ

ولقد اتی فعجزن عن نظرائہ

یہ بات اپنی جگہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ دنیا سے ہر جانے والا اپنے پیچھے ایسا خلا چھوڑ جاتا ہے جس کا پر ہونا بظاہر ناممکن سا نظر آتا ہے، دنیا کو الوداع کہنے والی انھیں قابل تقلید شخصیات میں ہمارے ممدوح حضرت علامہ قیامی صاحب بھی ہیں، جن کی نظیر دیکھنے کو آنکھیں ترس رہی ہیں۔

ڈھونڈوگے ہمیں ملکوں ملکوں ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم

مگر اللہ پاک جل شانہ ہر ممکن پر قادر ہے۔ **لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا۔**

اخیر میں یہ دعا ہے کہ

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے

اب میں اپنی گفتگو کو فارسی کے اس ایک مصرعے پر ختم کرتا ہوں جسے میں نے علامہ موصوف ہی کے کسی مضمون کے اختتام پر پڑھا تھا:

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

عبدالقدوس سالک بستوی مصباحی

دارالعلوم نور الحق، چرہ محمد پور

مقبول خواص وعوام

حضرت علامہ مولانا اشتیاق احمد قادری علیمی صاحب قبلہ
قاضی شرع، کاروار (کرناٹک) انڈیا

سراپا پیکر خلوص ومحبت، مقبول العلما، استاذ الاساتذہ حضرت علامہ قیامی صاحب علیہ الرحمہ جن ایام میں علیمیہ جمدا شاہی کے استاذ تھے اور ریٹائرڈ ہوکر جمدا شاہی سے رخصت ہوجانے کے بعد بھی، قرب وجوار اور اطراف واکناف کی عوام اہلسنت میں جس قدر مقبول تھے شاید کوئی اور استاذ اتنا مقبول رہا ہو۔ اور وجہ صرف آپ کا اعلی اور مخلصانہ کردار تھا۔ کبر ونخوت سے پاک امیر وغریب سبھی کی دلجوئی کرنے والے اور یہی وجہ تھی کہ ہر کوئی امیر ہو خواہ غریب، چھوٹا ہو خواہ بڑا، بلا دریغ آپ کی قیام گاہ اور درس گاہ میں چلا جاتا۔

علیمیہ میں آپ کے دوران اقامت سے لے کر اب تک بہت اساتذہ آئے اپنی خدمات انجام دیئے اور چلے گیے، مگر عوام وخواص میں قیامی صاحب علیہ الرحمہ کے نام اور ذات کو جو شہرت ملی وہ ایک مثال ہے۔ دیکھا میں نے کہ اطراف کے گاؤں کی مسجد مدرسے کی انتظامیہ میں اگر کوئی کشیدگی ہوجاتی تو صلح وصفائی کے لیے دونوں فریق آپ کی بارگاہ میں آتے اور آپ بڑی حسن وخوبی، حکمت وموعظت کے ساتھ کسی ایک نقطہ پر دونوں فریق کے درمیان ایسی صلح فرماتے کہ دونوں راضی ہوکر ایک دوسرے کو گلے لگاتے اور حضرت کی دعاؤں کے ساتھ چلے جاتے۔ بیشتر مواقع پر تو دیکھا گیا کہ رفع اختلاف کے لئے لوگ آپ کو اپنا فیصل بنا کر خود اپنے گاؤں بلاتے اور آپ درس ختم کر کے وہاں تشریف لے جاتے اور سب کو ان کی آسان زبان میں فہمائش کرتے اور اختلاف کا سد باب فرماتے۔ بسا اوقات لوگ اپنے گھر کے معاملات بھی لے کر آتے اور حضرت ان کے گھر کے معاملات کو بھی حل فرماتے۔

مسجد ومدرسہ یا دکان ومکان کے سنگ بنیاد کی بات ہو یا پھر مولود، ختنہ، عقیقہ، ولادت، اور شادی بیاہ وغیرہ کی محافل، لوگ اکثر وبیشتر آپ ہی کا انتخاب فرماتے۔ کسی ہنگامی اور اختلافی صورت میں طلبہ کی فہمائش کے لئے علیمیہ کے اساتذہ مکمل اعتماد کے ساتھ آپ ہی کو آگے کرتے اور آپ اپنے مدبرانہ اور

حکیمانہ انداز میں جب طلبہ کی ذہن سازی کرتے تو سارے طلبہ اسے تسلیم کرتے اور وجہ صرف طلبہ کے ساتھ آپ کا مخلصانہ رویہ تھی۔

طلبہ کے مابین من حیث ہو طالب کبھی امیری غریبی اور نسبت کا پاس نہ رکھا۔ ہر طالب علم آپ کی نظر میں یکساں تھا، ہاں محنت کش اور مہذب طلبہ آپ کی پسند تھے۔ از حد مصروفیت کے باوجود وقت کی پابندی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ تعلیم کے اوقات میں اگر دس بیس منٹ کسی اور کام میں مصروف رہتے تو اس دن کا پورا سبق باقی منٹوں میں اس انداز میں پڑھا دیتے کہ مکمل تسلی و تشفی کے ساتھ طلبہ مسکراتے چلے جاتے۔ جہاں دس بیس اساتذہ کام کر رہے ہوتے ہیں اکثر دیکھا جاتا ہے کسی نہ کسی معاملے کو لے کر کشیدہ رہتے ہیں، مگر قیامی صاحب نور اللہ مرقدہ کی ذات ایسی پرکشش تھی کہ کبھی کسی نے نہ دیکھا ہوگا کہ حضرت سے کسی کو کوئی شکایت رہی ہو۔

عہدہ کی ترقی اکثر مابین المستحقین حسد اور بغض کا باعث بن جاتی ہے، مگر حضرت رئیس الاساتذہ کے عہدے پر بھی فائز ہوئے اور عرصۂ دراز تک رہے، مگر کسی کو کبھی آپ سے کوئی شکایت نہ رہی اور ہر ایک کی نظر میں آپ محترم رہے۔ وجہ غالبا یہی تھی کہ آپ کبھی کسی عہدے کے خواہاں نہ ہوئے بلکہ ایسی ضرورت بنے کہ گزارش کے ساتھ وہ عہدہ آپ کو دیا گیا۔ اور ممکن ہے کہ یہ بھی وجہ رہی ہو آپ کی ذات خود ایسی لایق تعریف تھی کہ کبھی بھی آپ نے اپنے دل میں یہ خیال نہ آنے دیا کہ کون سا عہدہ کس کو دیا جا رہا ہے اور کیوں اور مجھے کیوں نہیں۔

ششماہی اور سالانہ امتحانات کے مواقع پر نتائج کے کاغذات کو مرتب کرنا، بورڈ کے امتحانات کے اوقات پر طلبہ کو تیار کرنا، یہ سارے کام خود اپنے ذمہ لے لیتے اور بڑی خوش طبعی اور اخلاص کے ساتھ سارا کام انجام دیتے اور کبھی یہ نہ سوچتے کہ آخر یہ سب کام میرا اکیلے کا تو نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ جماعت اہل سنت کے اداروں کو ان کا بدل عطا فرمائے۔ اور تدریسی خدمات انجام دے رہے اساتذہ اہل سنت کے اندر وہ سب خوبیاں پیدا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ شہدائے کربلا کی شہادتوں کے صدقے میں حضرت کی قبر انور پر باران رحمت برسائے۔

مولانا اشتیاق احمد (قاضی شرع کاروار، کرناٹک)

علامہ قیامیؔ... ایک مثالی استاذ!

حضرت مولانا افتخار احمد خان علیمی نظامی صاحب قبلہ
سابق استاذ درجۂ عالیہ دار العلوم اہلسنّت تدریس الاسلام بسڈیلہ، سنت کبیر نگر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلیّ و نسلم علیٰ رسولہٖ الکریم۔ اما بعد!

شاگرد ہیں ہم میرؔ سے استاد کے راسخؔ
استادوں کا استاد ہے استاد ہمارا

دو دہائی پیشتر دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی میں بہ حیثیت طالب علم استاذ العلما، مرجع الفضلا، نازش علم و فن، پابند احکام شریعت، عالم باعمل حضرت علامہ الحاج محمد تفسیر القادری المعروف بہ قیامیؔ صاحب قبلہ سے مجھ ناکارہ کو بھی استفادہ کا موقع نصیب ہوا، درحقیقت حضرت والا تبار میرے فقط استاذ ہی نہیں بلکہ استاذ الاساتذہ بھی تھے۔ اِس سے قبل مَیں مدرسہ عربیہ اہلسنّت اشرف العلوم ڈیوہاری ضلع بستی میں زیر تعلیم تھا اور حضرت سالانہ امتحان کے لیے یہاں تشریف لائے تھے، یہ پہلا موقع تھا کہ جب طلبہ کے ہجوم میں آپ سے ملاقات ہوئی، سلام و مصافحہ اور دست بوسی کا شرف بھی حاصل ہوا، کچھ باتیں بطور نصیحت آپ نے طلبہ کے سامنے پیش کیں، جن کی کچھ دھندلی سی یادیں آج بھی ذہن میں محفوظ ہیں، مثلاً درجۂ حفظ کے طلبہ کے لیے تلاوت قرآن پر زور دیا کہ روزانہ قرآن کی تلاوت ایک پارہ، دو پارہ کیا کریں تاکہ چھٹی میں جانے کے بعد یاد کیا ہوا بھولنے نہ پائے اور درجات نظامیہ کے طلبہ کے لیے آپ نے ''الحمد'' پر غور کرنے کی بات کہی کہ ''الحمد'' میں غور کریں نحوی و صرفی اعتبار سے کہ الف، لام کس کا ہے؟ ''حمد'' کیا ہے؟ کس باب سے ہے؟ اس کا مادّہ کیا ہے؟ اس سے فعل، صیغہ، گردان وغیرہ کیا بنتے ہیں؟ سب کی تکرار طالب علم از خود کرتا رہے تاکہ چھٹی میں بھی پڑھے ہوئے اسباق کا اعادہ ہوتا رہے... وغیرہ وغیرہ۔

یہ اور بات ہے کہ طالب علمی کا دور وسعت و گہرائی سے یکسر خالی ہوتا ہے مگر پھر بھی اساتذہ کے کچھ نقوش ایسے ہوتے ہیں جو دل و دماغ پر چھپ جاتے ہیں اور تاحین حیات باقی رہتے ہیں، انہیں میں سے کچھ نقوش سپرد قرطاس ہیں۔

یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اساتذہ تو بہت ہوتے ہیں مگر کچھ ہی استاذ ایسے ہوتے ہیں جن سے طالب علم کا قلبی لگاؤ ہوتا ہے، حضرت کی ذات بھی انہیں مشفق اساتذہ میں سے ایک تھی، وجہ یہ تھی کہ آپ طلبہ کے ظاہر و باطن دونوں کو سنوارنے میں لگے رہتے تھے، ایک فرض شناس، خود اعتماد، جفا کش اور مثالی استاذ ہونے کے باوجود احساس ذمہ داری کے ساتھ اپنے حقوق کی ادائیگی فرماتے تھے، فن تدریس میں مثالی ملکہ حاصل تھا، طریقۂ تدریس نہایت سادہ و دلچسپ تھا، اظہار مافی الضمیر پر اچھی طرح قدرت رکھتے تھے، جو کہ ایک کامیاب استاذ کے لیے بے حد ضروری ہے، درس کے ثقیل و مشکل مضامین کے اہم نکات طلبہ کو نوٹ کرادیتے، تکرار و مطالعہ کی تاکید کرتے رہتے، سب پر یکساں توجہ فرماتے، کسی طالب علم کو یہ احساس نہ ہونے پاتا کہ اسے نظر انداز کیا جا رہا ہے، درس گاہ کے باہر بھی طلبہ کی نگرانی فرماتے بلکہ حتی الوسع طلبہ کے اخلاق و کردار پر گہری نگاہ رکھتے اور انہیں اعلیٰ کردار کا حامل بنانے کی بھرپور کوشش فرماتے، جو کہ ایک مخلص اور ذمہ دار استاذ کا فرض منصبی بھی ہے اور اخلاقی فریضہ بھی، طلبہ کے بڑے ہمدرد تھے، ان کی دل جوئی کی ہر ممکن کوشش فرماتے، طلبہ کی علمی ترقی سے حد درجہ خوش ہوتے، سراہتے، نوازتے اور دعائیں بھی دیتے۔

آپ کی ذات میں اخلاقی قدریں اس درجہ پائی جاتی ہیں کہ اگر ان کا احاطہ کیا جائے تو مضمون طویل ہو جائے گا مختصر یہ کہ آپ اخلاق عالیہ کی بے شمار خوبیوں کے جامع تھے، انسان کی اصلی عظمت و بزرگی اس کے کردار میں ہوتی ہے، آپ کا ادنیٰ شناسائی بھی آپ کے حسن اخلاق کا معترف ہے، ہر کسی کے ساتھ خندہ پیشانی و خوش روئی کا مظاہرہ کرنا، گفتار میں نرم لہجہ اختیار فرمانا، مہمان نوازی کرنا، یہ سب اخلاقی بلندی کا اعلیٰ ترین ثبوت ہیں، آپ دارالعلوم علیمیہ کے ایک مؤقر استاذ ہونے کے ساتھ ساتھ قوم و ملت سے سچی ہمدردی کا جذبہ بھی رکھتے تھے، بڑے عالی ظرف انسان تھے، دوسروں کی خوبیوں کا کھلے دل سے اعتراف کرتے تھے، اختلاف رائے کے باوجود اہل سنت و جماعت کے

جملہ اکابر و مشائخ کا حد درجہ احترام کرتے تھے، بزرگوں کی بارگاہ کے نہایت مؤدب تھے، بزرگان دین اور سادات کرام کا غایت درجہ ادب و احترام کرتے تھے، بلکہ اگر میں یہ کہوں تو بیجا نہ ہوگا کہ بزرگوں کا ادب کیسے کیا جاتا ہے یہ ہم نے جن چند اساتذۂ کرام سے سیکھا ہے اُن میں سے ایک آپ بھی تھے۔ آپ کی ذات پر اصاغر کو اعتماد اور اکابر کو ناز ہے، خوش طبعی کا وصف بھی آپ کی ذات میں بدرجۂ اتم موجود تھا جس میں آپ کی ذہانت و فطانت کی جھلکیاں نمایاں رہتیں، موقع بہ موقع درس گاہ میں بھی اپنے حسن ظرافت کا مظاہرہ فرماتے اور طلبہ کے دل و دماغ میں احساسِ فرحت بھر دیتے، لیکن کبھی کسی طالب علم کو غیر مہذب الفاظ سے نہ نوازا، نہ ہی غیر اخلاقی القاب سے پکارا، ہمیشہ طلبہ کی تربیت پر نگاہ رکھتے، پند و موعظت اور دیگر طریقوں سے ان کی اصلاح بھی فرماتے، اصلاح کا طریقہ ایسا کہ احساس تک نہ ہونے پاتا کہ ہم نے کوئی غلطی بھی کی ہے، بڑی بڑی غلطیوں پر چھوٹی چھوٹی سزائیں دے کر معاف کر دینا، بلکہ بسا اوقات تنبیہ و تہدید پر اکتفا کر دینا، غرضے کہ اتنے حسین انداز میں اصلاح فرماتے کہ آپ کی باتیں کانوں کے راستے دل و دماغ میں اتر جاتیں، یہ سب آپ کے اخلاق عالیہ کی چند ایسی مثالیں ہیں جن کی وجہ سے آپ طلبہ و اساتذہ کے درمیان امتیازی شان و شوکت کے ساتھ متعارف رہے۔

تاحین حیات جب بھی آپ سے ملاقات ہوئی، وہی شفقت وہی محبت، اللہ! اللہ! طلبہ سے اس قدر محبت کہ بوقت ملاقات یہ احساس ہوتا کہ ہم اپنے ایک محسن و مربی کے ساتھ ہیں گویا ایسا محسوس ہوتا کہ جیسے کوئی کھویا ہوا خزانہ مل گیا۔

میں اپنے ایک عزیز دوست حضرت مولانا محمد عمر خان نظامی، اکلا کھور بستی کے ہمراہ مورخہ ۱۱ر نومبر ۲۰۲۰ء کو حضرت علامہ مولانا محمد محسن نظامی نور اللہ مرقدہٗ سابق استاذ دارالعلوم اہلسنّت تنویر الاسلام امرڈوبھا کی دختر کی شادی کی تقریب میں شریک ہوا، جس میں خاص طور پر حضرت علامہ مولانا امام علی قادری شیخ الحدیث تنویر الاسلام، حضرت علامہ مولانا شبیر احمد اشرفی استاذ تنویر الاسلام امرڈوبھا اور حضرت علامہ مولانا ساجد علی مصباحی استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور بھی شریک تھے۔ وہیں آپ سے بھی ملاقات ہوئی یہی حضرت سے میری آخری ملاقات تھی، حضرت قیامی صاحب علیہ

الرحمہ سے اپنی ایک گھریلو پریشانی کا ذکر کرتے ہوئے میں دعا (تعویذ) کا خواستگار ہوا، حضرت نے دو سادات کرام کا نام لیا اور فرمایا کہ دعا تعویذ کے لیے میں انہیں دو حضرات کو جانتا ہوں، ایک کچھوچھہ شریف کے آل رسول سید فلاں اور ایک شبلیٔ وقت، نور المشائخ حضرت علامہ سید عبدالرب المعروف چاند بابو مدظلۂ العالی اگر یہ (آخر الذکر) آپ کے یہاں صرف پہونچ جائیں، ان کے قدم آپ کے گھر پر پڑ جائیں تو ان شاء اللہ پریشانی دور ہو جائے گی۔ بہر کیف میں اپنی پریشانی کا ذکر کرتے ہوئے عرض گزار ہوا کہ حضرت اِس طرح کے نقصان کا اندیشہ ہے تو حضرت نے فرمایا ان شاء اللہ اُس سے آپ کا کچھ نقصان نہیں ہوگا۔ آپ کی زبان سے اتنا سن کر کافی حد تک اطمینان حاصل ہو گیا، بحمدہٖ تعالیٰ آج تک اُس پریشانی سے میرا کچھ نقصان نہیں ہونے پایا ہے اور اللہ رب العزت کی بارگاہ رحمت سے یہی امید ہے کہ آئندہ بھی ان شاء اللہ تعالیٰ کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

آپ کی بڑی خوبیوں میں سے ایک خوبی بزرگوں کا ذکر بھی ہے، آپ کی درس گاہ فیض میں بزرگان دین کا ذکر جمیل بھی وقتاً فوقتاً ہوتا رہتا، چنانچہ خانقاہ عالیہ قادریہ چشتیہ فردوسیہ مخدومیہ بلہری شریف کے عظیم بزرگ حضرت سیدنا سید مخدوم قیام الدین عرف بھیکا شاہ مکی قدس سرہٗ العزیز کا ذکر جمیل بھی پہلی مرتبہ آپ ہی کی زبان فیض سے سنا جس کے کچھ الفاظ آج بھی ذہن میں محفوظ ہیں۔

بزرگان دین سے والہانہ حد تک لگاؤ رکھتے تھے، ان سے شرف زیارت وملاقات کے متمنی رہا کرتے تھے، یہ بات زبان زد عام ہے کہ اگر کوئی صاحب فضل وشرف بزرگ یا آل رسول خواہ کسی بھی سلسلے کے ہوں، کہیں سے ان کی آمد کا علم آپ کو ہو جاتا تو ان کی زیارت وملاقات کے لیے ہر ممکن کوشش فرماتے اور بسا اوقات اپنی اس کوشش میں کامیاب بھی ہو جاتے۔

ایک دفعہ میں اپنی جائے مطالعہ پر بیٹھا ''احیاء العلوم'' کے مطالعہ سے دل ودماغ منور کر رہا تھا، دریں اثنا موضع دیوریا ضلع بستی کے علی احمد نامی ایک باریش شخص وارد ہوئے، انہوں نے مجھ سے کچھ گفت وشنید کرنی چاہی، میں نے سنکی بوڑھا سمجھ کر نظر انداز کرنا چاہا کیوں کہ وہ مطالعہ میں مخل ثابت ہو رہے تھے اور بات بھی کوئی بہت بامعنیٰ نہیں کر رہے تھے جیسا کہ عموماً اس عمر کو پہونچنے پر ہوتا ہے، اچانک ان کی نگاہ میرے نام کی تختی پر پڑی تو انہوں نے نام کے آگے علیمی نظامی کے لاحقے سے

متعلق رسمی طور پر دریافت کیا، میں نے دبے لہجے میں کمال بے اعتنائی سے جواب دیا تا کہ یہ جلدی سے چلے جائیں مگر ایسا نہیں ہوا، وہ اَڑ گئے اور کہنے لگے آپ علیمی بھی ہیں! مجھے بڑا عجیب لگا، میں نے دل میں سوچا کہ عجیب بوڑھا ہے، لکھا ہوا دیکھ بھی رہا ہے اور پوچھ بھی رہا ہے، بہر حال میں نے غایت ادب کا لحاظ کرتے ہوئے کہا، ہاں! انہوں نے کہا آپ علیمیہ جمدا شاہی سے پڑھے ہیں؟ میں نے کہا، ہاں! پھر کہنے لگے مولانا تفسیر القادری قیامی صاحب کو جانتے ہیں؟ میں نے کہا، ہاں! کہنے لگے: بابو مولانا پوچھو مت! آج سے تقریباً ۳۰-۲۵ رسال پہلے کی بات ہے حضرت سیدنا سید اعظم بابو مجذوب کامل (کچھوچھہ شریف) میرے یہاں مقیم تھے اور جلدی کسی سے ملتے نہیں تھے، مولانا تفسیر القادری قیامی صاحب مجھ سے بار بار کہیں کہ بابو علی احمد حضرت کو میرے یہاں (دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی) لے آؤ تا کہ یہاں کے طلبہ واساتذہ حضرت کی زیارت وملاقات سے شرف یاب ہو جائیں، یہ سلسلہ کچھ دنوں تک چلا وہ مجھ سے کہتے رہے کہ لے آؤ، لے آو، اور میں اُن کو لے کر جا نہ سکا کیوں کہ حضرت سید اعظم بابو علیہ الرحمہ ترک دنیا کا مزاج رکھتے تھے، بے نفس انسان تھے، انہیں کسی سے ملنے ملاقات کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں تھی اور ہو بھی کیوں؟ انہیں کسی سے کیا غرض! بہر حال ایک دن کسی طرح اُن کو منا دَنا کر (راضی کر کے) جمدا شاہی لے گیا، مولانا تفسیر القادری قیامی صاحب بہت خوش ہوئے، حضرت کی بڑی عزت کی، آگے پیچھے لگے رہے، ایک لمحہ کے لیے بھی غائب نہیں ہوئے اور جب حضرت آنے لگے تو پورے طلبہ واساتذہ حضرت کو رخصت کرنے گیٹ تک آئے، جتنی دیر حضرت وہاں رہے لوگوں کا تانتا لگا رہا اور اُن کے استقبال میں نعرے پر نعرہ لگتا رہا، اس وقت کے صدر المدرسین حضرت علامہ عبداللہ خان عزیزی بھی موجود تھے، بابو مولانا قیامی صاحب بزرگوں کی بڑی قدر کرتے تھے، بڑا ادب کرتے تھے۔ بعدہٗ حضرت قیامی صاحب علیہ الرحمہ کے متعلق مزید کچھ باتیں ہوئیں، مثلاً اس وقت کہاں ہیں؟ کیا کر رہے ہیں، اُن کے حالات کیسے ہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔

آپ کے اعلیٰ اخلاق میں سے یہ بھی تھا کہ بڑی شائستہ، شستہ، سنجیدہ اور نپی تُلی گفتگو کرتے تھے، بے جا استعارات وکنایات سے یکسر گریز کرتے، ممکنہ حد تک مخاطب کی عقل وفہم کے مطابق ہی

زبان وبیان کا استعمال فرماتے، مَیں چوں کہ زمانۂ طالب علمی میں حضرت کے کمرے سے صرف ایک کمرے کے فاصلہ پر رہتا تھا، بنابریں اور اساتذہ کی بہ نسبت اُس وقت حضرت سے کچھ زیادہ ہی رسم وراہ ہوگئی تھی اور علاقائی پروگراموں میں بارہا حضرت کی معیت نصیب ہوئی اور حضرت کے سامنے لب کشائی کا موقع بھی ملا۔

میرے ایک عزیز وہم عصر عالم دوست نے میرے ایک استاذ (جوکہ ایک امداد یافتہ ادارہ کے صدرالمدرسین ہیں) کے بارے میں بتایا کہ وہ حج بیت اللہ شریف کے لیے جارہے تھے، حضرت قیامی صاحب علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، رسمی گفتگو کے بعد حضرت سے نصیحت فرمانے کے لیے زور دیا اور کہا کہ حضرت مَیں حج بیت اللہ کو جارہا ہوں کچھ نصیحت فرمادیں تو حضرت علیہ الرحمہ نے بڑی سنجیدگی سے فرمایا ”مولانا! خلوص لے کر جایئے گا، بس اور کچھ نہیں!“ اللہ اکبر! حضرت نے اس مختصر سے جملے میں بہت کچھ کہہ دیا، بس سمجھنے والے کے ظرف کی بات ہے کہ وہ کتنا سمجھا اور کتنا عمل کیا۔

آپ کا طریقۂ تدریس نہایت آسان ہوتا، مجھے خوب یاد ہے کہ درس قرآن کی گھنٹی میں ہم لوگ کبھی کبھی تفریح طبع کے لیے جان بوجھ کر ”اوس وخزرج“ والے واقعہ کے متعلق کچھ دریافت کرلیتے تو آپ علیہ الرحمہ اس کو اپنے مخصوص انداز اور لب ولہجہ میں بیان فرماتے کہ مدینہ کے دو قبیلے تھے ایک کا نام ”اوس“ تھا (الف، واؤ، سین) اور دوسرے کا نام ”خزرج“ (خاء، زاء، راء، جیم)..... اس طرح آپ کے انداز بیان سے ہم طلبہ خوب خوب محظوظ و مستفیض ہوتے۔

جب میں متوسطات کا طالب علم تھا مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک دفعہ میلاد شریف میں آپ کی موجودگی میں تقریر کرنے کا موقع میسر آیا، غالباً گندھریا فیض یا پکری چوبے گاؤں کا واقعہ ہے، بہرکیف! میں نے اپنے لب ولہجہ میں تقریر کی، آپ نے اپنے مخصوص انداز میں فرمایا ”اے مولوی! جب تقریر کرو تو یہ نہ دیکھو کہ لوگ مجھے کیا کہیں گے، میرے لباس کے بارے میں کیا سوچیں گے، میری ٹوپی کے بارے میں کیا گمان کریں گے، میری تقریر اور انداز بیان کے بارے میں کیا کہیں گے بلکہ یہ دیکھو کہ تمہاری باتوں سے لوگوں کا کیا فائدہ ہوا؟ تمہاری باتیں اُن کو سمجھ میں آئیں بھی یا

نہیں! ہمیشہ اس کو یاد رکھو! جب بھی تقریر کرو تو سامنے والوں کی رعایت کرکے بولا کرو تا کہ انہیں اس سے فائدہ حاصل ہو ورنہ تقریر چہ معنیٰ دارد“ اس طرح آپ نے میری اصلاح بھی فرمائی اور بعد میں ڈھیر ساری دعاؤں سے بھی نوازا۔

آپ علوم اسلامیہ میں تو مہارت رکھتے ہی تھے لیکن فارسی زبان پر آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا، جب بھی ”بوستاں“ پر نگاہ پڑتی ہے تو آج بھی آپ کے طرز تدریس کا مکمل نقشہ نگاہوں کے سامنے رقصاں ہوجاتا ہے، کمال کا ملکہ حاصل تھا آپ کو فارسی زبان وادب پر کہ مشکل سے مشکل اشعار کو بھی آپ آسان بنادیتے تھے۔

مضمون نگاری، نعت گوئی اور تصنیف وتالیف میں بھی آپ خاصی دل چسپی رکھتے تھے، کئی ایک تصانیف میرے ذاتی کتب خانہ میں بھی موجود ہیں، آپ کے مضامین ملک کے مؤقر علمی وادبی رسالوں کی زینت بنتے رہے ہیں۔ آپ سادہ، سلیس، رواں، دل کش، صاف وشستہ اور آسان زبان میں لکھتے تھے جس سے پڑھنے میں بوجھ نہیں محسوس ہوتا، آسان زبان میں لکھنا بھی کوئی معمولی بات نہیں ہے، یہ بہت مشکل فن ہے جو ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے اس کے لیے گہری نظر، وسیع مطالعہ اور زبان وبیان پر خاصی قدرت درکار ہوتی ہے، مختصر یہ کہ آپ کی ذات بڑی خوبیوں کی جامع ہے اور آپ کی علمی، ادبی، اخلاقی وعملی زندگی ہمارے لیے مشعل راہ اور مینارۂ نور ہے۔

میں دعا گو ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کے صدقے وطفیل حضرت کی بے حساب مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے، اور ہم سب کو ان کے حق میں ایصال ثواب کی توفیق بخشے، ان کے علمی وعملی فیضان سے ہم سب کو مستفید فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ النبی الامین الکریم علیہ وعلیٰ آلہٖ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم۔

یکے از عقیدت کیش: افتخار احمد خان علیمی نظامی
سابق استاذ درجۂ عالیہ دارالعلوم اہلسنّت تدریس الاسلام بسڈیلہ، سنت کبیر نگر
متوطن: رگّار ضلع بستی   مقیم حال: شہر بستی، یوپی
مورخہ ۱۴؍صفر المظفر ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۲؍ستمبر ۲۰۲۲ء بروز دوشنبہ

قیامی صاحب علیہ الرحمہ: کچھ یادیں کچھ باتیں

حضرت مولانا شمشاد حسین علیمی ازہری صاحب قبلہ
خطیب وامام مسجد چشتیہ اسلامک سینٹر و پرنسپل اسپریچول سوسائٹی آف کناڈا، ٹورینٹو، اونٹیریو، کناڈا

موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس

بیسویں صدی کے اواخر کا زمانہ تھا، میری تعلیم کا سلسلہ دارالعلوم نورالحق فیض آباد میں بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ جاری تھا، فیض آباد میں قیام کے دوران گلستان دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی بستی کی عطر بیزی سے ملک کی فضا معطر نظر آرہی تھی، علیمی چمن کی علمی خوشبو سے پورا ملک مہک رہا تھا، یہی وجہ تھی کہ دور افتادہ علاقوں سے بھی علم وفضل کے متوالے اپنی علمی تشنگی مٹانے کے لیے جوق در جوق چلے آرہے تھے۔ اس دوران متعدد بار اس گلشن کا تذکرہ ہوتا رہا جس نے راقم کو بھی مہمیز لگائی، اور راقم بھی اس گلستان کی مشکبار خوشبوؤں سے لطف اندوز ہونے کے لیے کمربستہ ہوا، اور دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی میں داخلہ کے لیے ممکنہ ضروری معلومات جمع کر کے بستی پہونچ گیا۔ راستہ غیر معلوم، لوگ غیر مانوس، اور میں اپنی وضع کا تنہا اکیلا مسافر، نہ ادارے کے کسی ذمہ دار سے کوئی شناسائی اور نہ ہی آج کی طرح موبائل فون کا رواج۔ ان تمام بے سروسامانیوں کے باوجود بفضلہ تعالیٰ کو رات تقریباً ۹ ربجے دارالعلوم علیمیہ کے صحن میں داخل ہوگیا۔ اسے تائید غیبی ہی کہیے کہ پرینا سے جمداشاہی کا سنسان خوف ناک راستہ ایک غیر مسلم کی بائک کے ذریعہ طے کیا گیا۔ واضح رہے اس زمانے میں یہ دو کلومیٹر کا فاصلہ نہایت خوف ناک اور ڈراؤنا ہوا کرتا تھا۔

جمداشاہی ادارے میں قیامی صاحب علیہ الرحمہ سے پہلی ملاقات:

اپنی فہم کے مطابق شوال کی نویں شب دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی میں پہلی حاضری نصیب ہوئی، ادارے میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے ایک عمر رسیدہ بزرگ شخص سے ملاقات ہوئی جو نہایت سنجیدہ سادہ مزاج مگر باوقار شخصیت کے مالک نظر آرہے تھے، جو فی الوقت لمبی سفید قمیص پر بزرگوں

والی دو پلے دار ٹوپی لگائے ہوئے تھے، جو آپ کو وہاں تمام لوگوں میں ممتاز کر رہی تھی۔ ان کے بارے میں معلوم ہوا کہ یہی علامہ تفسیر القادری عرف قیامی صاحب ہیں جو فی الحال دارالعلوم کے نائب صدر المدرسین کے عہدے پر متمکن ہیں۔

پرینا سے بائک پر سوار ہو کر آیا ہوا تھا، جس کی وجہ سے کافی سردی محسوس ہو رہی تھی، لہٰذا حضرت قیامی صاحب نے مجھے جلتی ہوئی آگ کے گرد بٹھا کر اپنے مخصوص لہجے میں دریافت کیا: مولانا! کہاں سے آرہے ہو؟ جواباً میں نے اپنی سرگزشت بیان کرتے ہوئے داخلے کا ذکر کیا، تو مسکرا کر کہنے لگے آپ تو بہت پہلے آگئے ہو، داخلہ ٹیسٹ ۱۰ ر شوال یا اس کے بعد ہوگا، اور ابھی ہمارے یہاں آٹھویں شوال ہے، اس پر میں نے اختلاف رویت کی ساری کہانی سنائی اور بتایا کہ ہمارے شہر میں آج ۹ ر شوال ہے، اسی اعتبار سے یہاں پہونچ گیا۔

واضح رہے کہ مجھے ابھی تک حضرت قیامی صاحب کے بارے میں زیادہ کچھ معلوم نہیں تھا، لہٰذا گفتگو کا سلسلہ آگے بڑھاتے ہوئے میں نے بھی عرض کیا: آپ کون ہیں؟ اس ادارے میں آپ کیا کرتے ہیں؟ تو مسکراتے ہوئے بولے میں اس ادارے کا ایک خادم ہوں اور کافی عرصے سے یہاں خدمات انجام دیتا ہوں۔ ابتداء ان کی سادگی سے تو مجھے یہی لگا کہ یہ صاحب ادارے کی نگرانی وغیرہ کا کام انجام دیتے ہوں گے۔ تدریسی امور سے ان کا کوئی رشتہ نہیں ہوگا، لیکن بعد میں پتہ چلا وہ میری خام خیالی تھی جس پر بلا شبہہ میں کافی زمانے تک نادم رہا۔ آج یہ عرض کرنے میں مجھے ذرا بھی تامل نہیں کہ علیمیہ کی چند سالہ تاریخ میں حضرت قیامی صاحب میرے سب سے پہلے محسن ہیں جنھوں نے مجھ غریب الوطن کے خورد ونوش کا انتظام کیا اور کسی بھی پریشانی کے وقت اپنی طرف رجوع کرنے کی تلقین فرمائی جس پر میں سراپا سپاس ہوں۔

ایک اندازے کے مطابق حضرت قیامی صاحب قبلہ ادارے کے سب سے زیادہ عمر دراز بزرگ عالم دین نیز بہت سارے اساتذہ علیمیہ آپ کے شاگرد تھے، جس کی وجہ سے تمام اساتذہ آپ کی تعظیم کرتے اور آپ کی نصیحتوں پر حتی المقدور عامل ہوتے۔

نصیحت آموز گفتگو:

ہمارے زمانے میں الٰہ آباد بورڈ جو آج لکھنؤ بورڈ کے نام سے موسوم ہے اس کا امتحان شہر بستی کے ایک معروف ادارہ راجکیہ انٹر کالج میں ہوتا تھا، جس میں شہر بستی اور اطراف کے تمام طلبہ مدارس شریک ہوا کرتے تھے۔ امتحان میں شریک ہونے والے دارالعلوم علیمیہ کے طلبہ کا قیام دوران امتحان شہر بستی کے ایک اداہ بیگم خیر انٹر کالج میں ہوتا تھا، بذات خود یہ لڑکیوں کا انٹر کالج تھا لیکن امتحان کے دنوں میں اس ادارے کے ایک حصے کو طلبہ علیمیہ کے لیے مختص کر دیا جاتا تھا، جہاں قیام کے ساتھ ان کے خورد و نوش کو بھی انتظام ہوتا تھا۔ امتحان دونوں میٹنگ میں ہوتا اور وقفہ کے وقت طلبہ بیگم خیر انٹر کالج آتے، کھانا کھاتے اور تھوڑی دیر آرام کر کے دوسری میٹنگ میں شرکت کے لیے امتحان گاہ پہونچ جاتے۔

ایک دن دوپہر کا کھانا کم پڑ گیا، جس کی وجہ سے بہت سارے بچوں کو کھانا نہ مل سکا۔ تحقیق کرنے پر پتہ چلا کہ کچھ حضرات جو کھانا کھانے کے مجاز نہ تھے، شہر بستی آئے ہوئے تھے، انھوں نے بھی یہیں کھانا تناول کر لیا، جس کے سبب اس پریشانی کا سامنا ہوا۔

حضرت قیامی صاحب کے پاس مسئلہ پہونچا تو آپ نے طلبہ سے فرمایا: ”آپ کے دیر سے آنے کی وجہ سے یہ پریشانی پیدا ہوئی۔“ ایک طالب علم نے کہا: ”حضور! جو حضرات یہاں کھانے کے مجاز نہیں ہیں، انھیں یہاں کھانا نہیں چاہیے تھا، لہٰذا یہ مشکل اس بے جا تصرف کی وجہ سے ہوئی، حضرت کیا یہ امر انجام دینے والے حق العبد میں گرفتار نہیں ہوں گے؟“ اس پر حضرت تھوڑی دیر خاموش رہے، پھر فرمایا: ”آپ حضرات کی بات بالکل صحیح ہے۔“

کچھ دنوں کے بعد پتہ چلا کہ حضرت نے اس قضیے کو عام میٹنگ میں اٹھایا، جس پر بہت سارے لوگ چراغ پا ہو گئے اور ان طلبہ کا نام ظاہر کرنے پر اصرار کیا، پرسش بسیار کے باوجود بھی حضرت قیامی صاحب علیہ الرحمہ نے ان کا نام ظاہر نہ کیا، ورنہ ان کی سخت گوشمالی ہوتی اور بہت ممکن تھا کہ معاملہ ان کے اخراج تک پہونچ جاتا۔

حضرت نے مخصوص انداز میں کسی بھی حق تلفی سے بچنے کی تلقین کی اور مستقبل میں اس طرح کی

کسی حق تلفی والی بات سے اجتناب کی ہدایت دی۔ یہ حضرت ہی کا حسن معاملہ تھا کہ طلبہ کا نام بھی نہ ظاہر ہوا اور متعلقہ افراد کو تلقین فرماتے ہوئے معاملہ پند نصیحت کے ساتھ ہی رفع دفع فرما دیا۔ فجزاہ اللہ خیراً فی الآخرۃ۔

دوران درس اسلاف کے ایمان افروز واقعات:

بلاشبہہ اسلاف کرام کے نصیحت آموز واقعات دلوں کو نور اور عقلوں کو شعور عطا کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ بزرگ علما جہاں قرآن پاک اور احادیث طیبہ کی روشنی میں ابنائے اسلام کو احکام اسلام سے شاد کام فرماتے ہیں وہیں بزرگوں کے ایمان افروز واقعات سے بھی ان کے روزمرہ کے مسائل حل کرنے میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ اس خصوص میں جب ہم حضرت قیامی صاحب کی شخصیت کا جائزہ لیتے ہیں تو آپ کو بہت ممتاز و منفرد پاتے ہیں۔

راقم الحروف کو حضرت قیامی صاحب علیہ الرحمہ سے شرف تلمذ حاصل رہا اور اس ناچیز کا یہ بارہا کا تجربہ رہا کہ آپ نے بزرگوں کے واقعات کی روشنی میں درس کے نہایت پیچیدہ مسائل بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ طلبہ کے ذہن میں اتار دیا، یوں کہہ لیجیے کہ آپ کے متعدد دروس میں ائمہ اربعہ کے ایمان افروز واقعات یوں ہی متاخرین علما میں سرکار مفتی اعظم ہند کا ذکر جمیل بڑے خوب صورت پیرایہ میں ہوتا رہتا تھا۔

تقویٰ و طہارت و صفائے قلب:

اس فقیر سراپا تقصیر کو جن چند شخصیات نے اپنی پاکبازی، طہارت قلبی اور عبادات و مجاہدات سے متاثر کیا ان میں حضرت قیامی صاحب کا نام سرفہرست نظر آتا ہے۔ راقم کا بارہا مشاہدہ رہا کہ آپ درس و تدریس کا سلسلہ مخصوص نمازوں کی ادائیگی کے بعد ہی فرمایا کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات جب ہم آپ کی درس گاہ میں حاضر ہوتے تو آپ کو عبادت میں مشغول پاتے، پھر بعد فراغت آپ تدریس کا سلسلہ شروع فرماتے۔

کہتے ہیں جب دل صاف ہو تو عبادتوں میں لطف بھی آتا ہے، اور روز بروز ریاضات و مجاہدات کا سلسلہ بڑھتا رہتا ہے، جب ہم نے حضرت کی ذات میں مشاہدہ کیا بعض دفعہ ایسا بھی ہوا کہ ہم

نے آپ کو صوفیانہ رنگوں کے زرق برق چادر اوڑھے ہوئے ریاضت یا مخصوص ذکر الٰہی میں مشغول پایا۔ بلاشبہہ قلب صافی عبادت کی طرف اور پراگندہ دل لہوولعب کی طرف مائل ہوتا ہے، بنابریں یہ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت کا باطن بہت شفاف تھا جو آپ کی عبادتوں کے آئینے میں صاف نظر آتا تھا، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی آپ کے نقش قدم پر چلائے۔

آپ کا سانحہ ارتحال:

موت کے حوالے سے قدرت کا فیصلہ ایسا اٹل ہے جس میں کسی کو قطعاً چوں وچرا کی گنجائش نہیں۔ ہر نفس کو موت کی لذتوں سے شادکام ہونا ہی ہے، البتہ یہ بھی مسلمہ حقیقت ہے کہ تمام جانے والے یکساں نہیں ہوتے، اکثر بھلا دیے جاتے ہیں، لیکن کچھ اللہ کے ایسے نیک بندے بھی ہوتے ہیں جن کے ذکر وفکر کی روشنی زندگی کے بکھرے مسائل کو سلجھانے میں معاون ومددگار ثابت ہوتی ہے، حضرت قیامی صاحب کا شمار بھی اللہ کے انھیں نیک بندوں میں ہوتا ہے جو اپنے دینی کارناموں کی بنیاد پر زندہ وجاوید ہو کر یقینی طور پر اس شعر کے مصداق بنتے رہیں گے:

سورج ہوں زندگی کی رمق چھوڑ جاؤں گا
میں ڈوب بھی گیا تو شفق چھوڑ جاؤں گا

رب قدیر کی بارگاہ میں دعا ہے کہ رب تعالیٰ حضرت قیامی صاحب کے صغائر وکبائر معاف فرمائے اور آقائے نامدار مدنی مکی تاجدار نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت عظمیٰ سے سرفراز فرما کر انھیں جنت الفردوس عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس
یوں تو دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کے لیے

شمشاد حسین ازہری
الہ آباد، یوپی

......تو چیزے دیگری

حضرت مولانا محمد تنویر رضا علیمی ازہری صاحب قبلہ
استاذ دارالعلوم اشاعت الاسلام، پرتاول، مہراج گنج

19/محرم الحرام 1444ھ مطابق 17/اگست 2022ء، شبِ پنج شنبہ، گیارہ بج کر بیس منٹ پر اس روئے زمین پر قدرت کی طرف سے ایک اندوہناک حادثہ رونما ہوا، جس سے ہر ہشاش وبشاش چہرے پر پژمردگی اور اداسی چھا گئی، آہ وبکا اور نالہ وشیون سے یہ سطح زمین گونج گئی، پرسکون حالت بےچینی واضطراب میں بدل گئی، رات کا نصف حصہ گزرنے کے باوجود بھی آنکھوں سے نیند اوجھل ہوگئی، شوشل میڈیا فیس بک واٹس ایپ اور اخبار وجرائد میں ہر چہار جانب سے تعزیتی کلمات کا دور شروع ہوگیا، یہ سب کچھ صرف اس لئے ہوا کہ عالم اسلام کی بزرگ ترین علمی وروحانی شخصیت، برصغیر کی نہایت ہی ممتاز مرکزی درسگاہ جامعہ علیمیہ جمداشاہی کے سابق معتمد استاذ وصدر المدرسین، یادگار اسلاف استاذ گرامی وقار حضرت علامہ ومولانا الحاج محمد تفسیر القادری قیامی علیہ الرحمہ ہمیں داغ مفارقت دے کر اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ اور دنیا ایک بے مثال عالم دین اور بیدار مغز مدبر سے محروم ہوگئی۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون**، "**اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعْطٰی، وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ لِاَجَلٍ مُسَمّٰی**"۔

حضرت قیامی صاحب علیہ الرحمۃ دنیا سے تشریف لے گئے، یہ تو مشیت ایزدی ہے۔ قدرت کے فیصلے ہمارے قیاسات وخواہشات سے ماورا ہوتے ہیں، "مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ"۔ ایک دن تو ایسا ہونا ہی تھا، **اِنَّ اَجَلَ اللّٰہِ اِذَا جَاءَ لَا یُؤَخَّرُ** "لیکن کچھ نابغہ روزگار اور نادر ہستیاں ایسی ہوتیں ہیں جو اپنی دنیاوی زندگی میں بہت سی حسین یادگاریں چھوڑ جاتی ہیں، جنہیں دنیا اپنی عقیدت ومحبت کا خراج پیش کرتی ہے، اور ان کی یادیں سینے میں بسا کر ان کے تذکروں سے سکون وعبرت

حاصل کرتی ہے۔حضرت یقیناانھیں افراد میں سے ایک تھے،جنھیں برسوں تک یاد کیا جائے گا،اور ان کی یادیں ملت کے افراد کو تڑپاتی رہیں گی۔

استاذ مکرم حضرت قیامی صاحب علیہ الرحمۃ قحط الرجال کے اس دور میں بھی گوناگوں خوبیوں کے مالک تھے،آپ کا شمار اس دور کے صف اول کے علما میں ہوتا تھا،دین اسلام کی آبیاری اور کتاب وسنت کی ترویج واشاعت میں دیوانہ وار مصروف رہتے تھے،آپ جماعت علیمیہ بلکہ جماعت اہل سنت کے لئے گوہر آبدار اور قدرت کی انمول نشانی تھے،ایک باکمال تجربہ کار مدرس کے ساتھ ساتھ کہنہ مشق خطیب اور لاجواب شاعر بھی تھے،کتب بینی سے فطری محبت اور ریاضات و مجاہدات کے عادی تھے،کئی نسلوں کے معلم ومربی اور فرق باطلہ وضالہ کے خلاف سد سکندری تھے، ان کی رحلت سے طبقہ علماو صلحا میں جو خلا پیدا ہوا ہے،اس کا پُر ہونا بظاہر مشکل بلکہ ناممکن نظر آتا ہے۔ے

اب نہ آئے گا نظر ایسا کمالِ علم وفن
گو بہت آئیں گے دنیا میں رجال علم وفن

آپ کی خانگی تفصیلات کا مجھے علم نہیں،لیکن نجی زندگی کو نصف دہائی سے زائد عرصے تک میں نے بہت قریب سے دیکھا ہے،آپ ظاہری وباطنی صفات عالیہ کے مجسمہ تھے،صورت میں میانہ قد،متناسب الاعضا بدن،پرکشش سانولا رنگ،کشادہ پیشانی،چشمے سے جھانکتی ہوئی ذہین آنکھیں،تبسم شعار ہونٹ،آواز میں گونج اور ہنسی میں بے ساختگی کے مالک تھے۔سیرت میں نہایت خوش اخلاق،منکسر مزاج،کشادہ ذہن،شگفتہ فطرت،وسیع القلب،عابد وزاہد اور متقی ومرتاض انسان تھے۔رہن سہن،رفتار وگفتار اور وضع قطع حد درجہ سادہ اور شریفانہ رکھتے تھے۔ان مثالی اوصاف کو دیکھتے ہی دل آپ کی طرف کھنچتا چلا جاتا۔کتاب وسنت کی پیروی،نمازوں کی پابندی،اوقات کی پاسداری،امانت ودیانت داری،معاملات کی صفائی،سب کے ساتھ خیر خواہی ان کے نمایاں اوصاف تھے،آپ بزرگوں کا حد درجہ احترام کرتے اور چھوٹوں سے بہت محبت وشفقت فرماتے، اپنے سے بہت کم عمر علما کے بھی بہت زیادہ قدرداں تھے،آپ ہر کسی کے ساتھ خندہ پیشانی اور خوش

روئی کا مظاہرہ کرتے،جو ایک مرتبہ آپ سے مل لیتا وہ خوشی محسوس کرتا اور تادم حیات آپ کا گرویدہ ہو جاتا۔ہمیشہ آپ سلام میں پہل کرتے اور جس پر بھی نظر پڑتی خواہ طالب علم ہو یا چپراسی یا کوئی اجنبی ہمیشہ آگے بڑھ کر سلام کیا کرتے۔بلاشبہ یہ آپ کے حسن کردار اور تواضع وانکساری کی کھلی علامت تھی۔

حضرت قیامی صاحب علیہ الرحمہ کا ایک خاص وصف ان کی سادہ طرز زندگی تھی،اس میں کوئی شک نہیں کہ آج کے ماڈرن زمانے میں ڈپریشن،بے اطمینانی اور مسائل کا انبار ہے،عہدہ ومنصب اور مال ودولت کی حرص وطمع نے انسان کو خواہشات کا غلام بنا دیا ہے،قناعت پسندی اور صبر وشکر کا جذبہ مفقود ہو چکا ہے،لیکن اس دور میں بھی حضرت قیامی صاحب عجز وانکسار کے مکمل پیکر تھے، صبر وتحمل اور خودداری ان کا خاص وطیرہ تھا،خود نمائی اور تکبر وتعلّی سے حد درجہ اجتناب کرتے تھے،آپ کے اندر اولیا اور صلحا میں پائی جانے والی سادگی اس قدر سرایت کر چکی تھی کہ آپ زندگی کے ہر موڑ پر قناعت پسندی،میانہ روی اور سادگی ہی میں نجات سمجھتے تھے،نفس کو غیر ضروری خواہشات سے روکتے اور اپنی احتیاجات کو بھی ایک محدود دائرے میں رکھتے۔کم سے کم سامانِ دنیا سے گزر بسر کرنے کو ترجیح دیتے،جو کچھ میسّر ہوتا بس اسی پر اکتفا کرتے اور یہ بھی تمنا نہ کرتے کہ کاش یہ اور وہ بھی میرے پاس ہوتا۔یقیناً آج تک دنیا میں سادہ مزاجی کی عزت وتوقیر ایسے ہی قلندروں کے دم پر قائم ہے۔حضرت کی سادگی ان کے آخری سفر میں صاف طور پر نظر آ رہی تھی کہ ہزاروں عقیدت منداس سادہ انسان کی نماز جنازہ میں شریک ہو کر اپنی عقیدتوں کا اظہار کر رہے تھے۔

حضرت قیامی صاحب علیہ الرحمۃ کی شخصیت اس قدر ہمہ گیر اور جامع صفات تھی،جس کی مثال شاید اس زمانے میں ناپید ہے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی فہم وبصیرت سے بھی نوازا تھا، یوں تو آپ بیک وقت مختلف علوم وفنون میں یکساں دسترس رکھتے تھے،لیکن فارسی زبان وادب کے شہسوار وماہر ترین ادیب ونقاد تھے،آپ کو اس شیریں زبان سے جنون کی حد تک قلبی لگاؤ تھا،آپ کی فارسی دانی کا عالم یہ تھا کہ متعارف حلقوں میں آپ کو"بابائے فارسی" کہا جاتا تھا،اس زبان میں آپ نے متعدد منقبتیں اور مضامین بھی تحریر فرمائی ہیں،آپ بلا تکلف اس زبان میں گفتگو بھی فرماتے،جس

کا مظاہرہ درسگاہ میں دیکھنے کو ملتا، ایک مرتبہ دوران درس آپ نے فرمایا: ''مولانا اگر دس منٹ پہلے بتا دیا جائے تو یہ فقیر فارسی میں سیر حاصل تقریر بھی کر سکتا ہے''۔ یقیناً یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ فارسی کی کچھ کتابیں حضرت کے پاس پڑھنے کا موقع میسر آیا، جماعت اعدادیہ میں ''آزاد فارسی قواعد وانشا'' کی گھنٹی تھی، جسے حضرت نے خوب پڑھایا بلکہ پلا دیا، آپ درسگاہ میں اولاً آسان اور سہل انداز میں حسب تمرین فارسی کے اصول وقواعد کو سمجھا دیتے، پھر اپنی طرف سے آزاد مشقی جملے املا کراتے، جسے دوسرے دن بڑے ذوق اور امنگ کے ساتھ چیک فرماتے، دوران اصلاح جملوں کی ساخت اور ترکیب کے اصول وضوابط سے بھی آگاہ فرماتے، حضرت کے اس آزاد بے تکلف طریقۂ تدریس نے طلبہ کے اندر فارسی ادب کا ذوق وشوق پیدا کر دیا، یقین جانیں اگر مجھے فارسی زبان وادب کی کچھ شُدُ بُدُ ہے تو یہ صرف حضرت کی مرہون منت ہے۔

مذکورہ گفتگو سے یہ واضح ہو چکا ہوگا کہ حضرت قیامی صاحب علیہ الرحمہ کو فن تدریس میں کس قدر ملکہ حاصل تھا، آپ کا شمار علیمیہ کے مخلص اساتذہ میں ہوتا تھا، تقریباً تین دہائی سے زائد عرصے تک آپ نے جامعہ علیمیہ جمدا شاہی میں درس وتدریس کی خدمت انجام دی، آپ فرائض منصبی کے تئیں بڑے ذمہ دار اور دیانت دار تھے، ایک باکمال اور زبردست افہام وتفہیم کے حامل مدرس تھے، طریقۂ تدریس نہایت شستہ اور دلچسپ تھا، اظہار مافی الضمیر پر اچھی طرح قدرت رکھتے تھے، اسباق کی توضیح میں ایک ایک لفظ کو علیحدہ علیحدہ بہت ناپ تول کر بولتے، جس سے کند ذہن لڑکے بھی بڑی آسانی سے آپ کی باتیں سمجھ جاتے، درس کے مشکل مضامین کے اہم نکات نوٹ کرا دیتے اور مطالعہ وتکرار کی تلقین فرماتے، طلبا کے ساتھ بہت شفقت سے پیش آتے اور سب پر یکساں توجہ فرماتے، ضعیف العمری میں بھی طلبا کو کافی محنت سے پڑھاتے تھے اور طلبا بھی آپ سے خوب استفادہ کرتے تھے۔ اوقات درس کے علاوہ جب بھی موقع ملتا طلبہ آپ کے کمرے میں بھی تشنگی بجھانے پہونچ جایا کرتے تھے۔

حضرت قیامی صاحب اپنی بہت سی امتیازی خصوصیت کے ساتھ کہنہ مشق قلم کار اور انشا پرداز بھی تھے۔ محقق، مصنف اور مترجم کی حیثیت سے اہل علم ودانش میں شناخت رکھتے تھے، آپ

نے اردو اور فارسی کے علمی ادبی اور تاریخی شعبوں میں اپنے قلم کے جوہر دکھائے، آپ کی اردو اور فارسی زبان میں کئی تصانیف اور تراجم ہیں، جو عوام وخواص میں مقبول اور آئندہ نسلوں کے لئے بے حد مفید ہیں۔ آپ کے اندر فن تحریر کے ساتھ ساتھ خطابت کی بھی صلاحیت تھی، علیمیہ میں قیام کے دوران کئی بار آپ کے خطاب کو بھی سننے کا موقع ملا جو کافی معلوماتی اور پر مغز ہوتا تھا۔ آپ بہت ہی بہترین انداز میں موضوع کے ہر پہلو کی وضاحت کرتے تھے، آپ کے اسلوب کا اشاراتی نظام زبردست ہوا کرتا تھا۔ آپ الفاظ میں اسراف بے جا کے قائل نہ تھے، ایجاز واختصار آپ کا ترجیحی انداز بیان تھا، چند جملوں میں بڑی سے بڑی شخصیت کا جامع اور بھرپور تعارف کرا دیتے تھے، علیمیہ کے حلقہ اثر اور قرب وجوار میں اپنی مخلصانہ تبلیغی خدمات میں اپنی مثال آپ تھے، بلا تکلف علاقائی لوگوں کی مذہبی ضروریات کے لئے مستعد رہتے، وعظ ونصیحت کے لیے ہر جمعہ کو مضافات کی کسی مسجد میں تشریف لے جاتے، اور اصلاح معاشرہ اور کتاب وسنت کی اتباع پر جمعہ سے قبل کے خطاب میں روشنی ڈالتے۔ ان اسفار سے تبلیغ دین اور اصلاح معاشرہ کا کام بھی ہوتا اور ادارہ کی ساکھ اور مالیاتی نظام بھی مستحکم ہوتا تھا۔

کمال کی بات یہ ہے کہ اپنے دلنشیں انداز بیان کے باوجود آپ نے کبھی بھی پیشہ وارانہ خطابت کی دنیا میں قدم نہیں رکھا، علاقائی طور پر محفلوں میں شرکت ضرور فرمائی، لیکن اصل مشغلہ درس وتدریس کا ہی بنائے رکھا، آپ خود فرماتے ہیں:

''میرا سوچنا یہ تھا کہ ہم مدرس ہیں، پڑھانے کے لئے ہیں، درس وتدریس کو چھوڑ کر خطابت کے لئے جانا معیوب ہے، یوپی کے مختلف اضلاع سے دعوتیں ملیں، لیکن ان کو منظور نہیں کیا، ہم نے معذرت کر لی، اور ان سے کہا: ہم مدرس ہیں، شب بیداری کریں گے، تو صبح پہونچ کر پڑھائیں گے یا سوئیں گے؟''

بلا شبہ استاذ گرامی حضرت قیامی صاحب علیہ الرحمۃ کی وفات پورے عالم اسلام کے لئے علم وادب کا ایک ناقابل تلافی نقصان ہے، آپ کی رحلت **موت العالِم موت العالَم** کی مصداق ہے، حضرت کی شخصیت اور ان کی دینی تعلیمی اور تبلیغی خدمات دار العلوم علیمیہ کی تاریخ کا ایک اہم باب

ہے، جس کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا، علیمیہ پر آپ کا بہت بڑا احسان اور کرم ہے، اس کی تعمیر وترقی میں آپ نے بڑی قربانیاں دی ہیں، اپنے تدریسی دور میں جب بھی علیمیہ میں بحرانی حالات پیدا ہوتے یا عبوری دور درآمد ہوتا، آپ صدر المدرسین کا منصب سنبھال کر ادارے کو مشکل حالات سے باہر نکالتے، نازک ماحول کا بڑی خوش اسلوبی اور معاملہ فہمی کے ساتھ مقابلہ کرتے، تدریسی اور تربیتی نظام بہ سے بہتر بنانے کی حتی المقدور سعی فرماتے۔ ان اوصاف حمیدہ کے علاوہ حضرت کی زندگی کے بہت سے ایسے پہلو بھی ہیں جنہیں قدرت نے آپ کی فطرت میں ودیعت فرمائی تھی۔ امید ہے آپ کے تذکرہ نگار ماہر قلم کاران تمام گوشوں کو بالتفصیل اجاگر کریں گے، اور آپ کی گونا گوں صفات اور متنوع کمالات کا بھرپور تذکرہ کریں گے، جس سے افسردہ طبیعتوں کو ہمت وحوصلہ اور مغموم دلوں کو تسلی ملے گی، اور بعد میں کام کرنے والوں کیلئے ایک راہ بھی ہموار ہوگی۔ یہ بے بضاعت اور قلم وقرطاس سے بے بہرہ ان کے نقوش زندگی کو کیا مرقوم کرسکتا ہے، بعجلت تمام یہ چند سطور اپنے استاذ ذی حشم کی بارگاہ میں صرف اور صرف نذرانۂ عقیدت ہیں، دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے، اور درجات بلند سے بلند تر فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلاۃ والتسلیم۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

محمد تنویر رضا العلیمی الازہری
دار العلوم اشاعت الاسلام، پرتاول، مہراج گنج
tanweerazhari@gmail.com :Email

میرے قیامی صاحب

حضرت مولانا اقبال احمد علیمی صاحب قبلہ
سابق استاذ جامعہ برکاتیہ حضرت صوفی نظام الدین لہرولی بازار، سنت کبیر نگر

استاذ الاساتذہ، استاذ العلما، عالم باعمل حضرت مولانا علامہ محمد تفسیر القادری ''المعروف بقیامی صاحب'' طاب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ، مشرقی یوپی کی ایک عظیم دینی دانش گاہ دار العلوم علیمیہ، جمدا شاہی، بستی کے موقر ومعظم اساتذہ میں سے ایک استاذ تھے، بلکہ اس عظیم دانش گاہ میں منصب صدارت پر فائز ہونے والوں میں تھے اور جب تک اس عہدے پر فائز رہے اس کے فرائض وواجبات اور سنن ومستحبات بحسن وخوبی انجام دیتے رہے۔ اس دوران طلبہ، اساتذہ اور انتظامیہ سب کو ساتھ لے کر چلے اور جب درس گاہ میں جلوہ فرما ہوئے تو اپنی صلاحیت وقابلیت سے تشنگان علوم نبوت کو سیراب فرمایا۔

یوں تو آپ پورے درس نظامی پر مضبوط گرفت رکھتے تھے، تفسیر، حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ اور صرف ونحو جس فن کی کتاب آپ کے حصے میں آتی پڑھاتے تھے، مگر فارسی ادب سے خاصہ شغف تھا۔ یہی وجہ تھی کہ فارسی کتابیں بڑی لگن اور دلچسپی سے پڑھاتے تھے، یہ درس قابل دید ہوتا تھا، کبھی کبھی تحدیث نعمت کے طور پر مجھے مخاطب بناتے ہوئے فرماتے: مولوی اقبال! الحمد للہ! میں بھی نصف ''بوستاں'' کا حافظ ہوں۔ ایک بار مجھ سے فرمایا: میں نے فارسی کے دو مصدر بنایا ہے۔ میں نے عرض کی: وہ کون کون ہیں؟ فرمایا: ایک تو ''چھڑیانیدن'' مصدر ہے۔ میں نے پوچھا دوسرا تو بتانے کی کوشش کی لیکن یاد نہ آنے پر فرمایا اس وقت ذہن سے نکل گیا ہے پھر بتادیں گے۔

متانت وسنجیدگی، تواضع وانکساری اور نہایت سادگی کے ساتھ رہتے تھے۔ آپ نے کسی پر بھی اپنی تعلی وبرتری کی دھونس نہیں جمائی، بلکہ چھوٹوں ہی میں رہنا زیادہ پسند فرماتے تھے، اکثر آپ کی اٹھک بیٹھک مکتب کے اساتذہ کے ساتھ رہتی تھی، یہ نہیں سوچتے تھے کہ میں عالیہ کا اعلیٰ استاذ ہوں

ان کے ساتھ رہنے میں میری شان میں کمی واقع ہوگی۔

آپ کی عمر عزیز کا ایک بڑا حصہ دارالعلوم علیمیہ، جمدا شاہی میں صرف ہوا تھا، یہاں رہ کر آپ نے جمدا شاہی کے اطراف وجوانب میں تبلیغی دورہ بھی فرمایا اور عوام الناس کے دکھ درد میں دامے، درمے، قدمے اور سخنے ہر اعتبار سے شریک وہمدم بنے، یہاں تک کہ بعض دردمند اور پریشان حال حضرات اپنے درد کا مداوا پانے کے لیے آپ کا پتہ پوچھتے ہوئے آپ کی قیام گاہ تک پہونچ کر آپ کے قیمتی اوقات میں خلل انداز بھی ہو جاتے لیکن اس کے باوجود جبین ناز پر ناخوش گواری کے آثار نمایاں نہ ہوتے، بلکہ آنے والے اپنے شناسا کی اس کے مقام ومرتبے کے مطابق ضیافت فرماتے اور پڑھا ہوا پانی اور تعویذ وغیرہ عنایت فرما کر بامراد واپس کرتے، آپ کے بارے میں کبھی یہ نہیں سنا گیا کہ قیامی صاحب تعویذ ودعا کا پیسہ مانگتے ہیں۔

ایک بار میں نے عرض کیا کہ حضور! مجھے بھی کچھ تعویذوں کی اجازت اور نقش پر کرنے کا طریقہ بتادیں تو کرم ہوگا۔ فرمایا: بہت پر خار وادی ہے، اس میں قدم نہ رکھنا ہی بہتر ہے، اس میں داخل ہونے والا واپس نہیں ہو پاتا، بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے معمول عامل پر بھاری پڑ جاتا ہے، جس کے نتیجہ میں عامل کو بھاری نقصان اٹھانا پڑ جاتا ہے، اور رہا ذہنی سکون تو وہ کلی طور پر رخصت ہو جاتا ہے۔ پھر فرمانے لگے کہ اب آپ ہم پر اعتراض کریں گے کہ آپ تو کر رہے ہیں۔ اس کا جواب میں نے پہلے ہی دے دیا ہے کہ اس وادی میں داخل ہونے والا واپس نہیں ہوتا ہے۔

میں آپ کا یہ معقول جواب پا کر خاموش ہو گیا، پھر دو تین سال کے بعد ایک دن مغرب کی نماز ادا کر کے مسجد سے نکل رہے تھے، اتفاق سے میں سامنے پڑ گیا، پتہ نہیں کس موڈ میں تھے مجھ سے فرمانے لگے ایسا ہے کہ جاؤ کاپی اور قلم لے آؤ اور اعمال رضا کتاب لے لینا، میرے کمرے میں آؤ چیچک اور بخار کے تعویذ کی اجازت دے دوں اور تمھیں کچھ نقش پر کرنے کے طریقے بتادوں، لیکن وہ امتحان کی تیاری کا وقت چل رہا تھا میں جا نہ سکا اور پھر آپ نے دوبارہ کبھی نہیں کہا، اس طرح میں آپ سے یہ نعمت حاصل کرنے سے محروم رہ گیا۔

اگر کہیں میلاد وفاتحہ اور جلسہ وجلوس میں آپ کو مدعو کیا جاتا تو بغیر اپنے کسی مطالبے کے اس

پروگرام میں شرکت فرماتے، جو نذر ونیاز ملتا اس پر صبر وقناعت فرماتے اور نہیں ملا تو خاموشی سے چلے آتے اور کسی سے اس کا ذکر بھی نہیں کرتے کہ بتایئے فلاں جگہ فلاں نے مجھے بلالیا اور خالی ہاتھ واپس کر دیا، اور حقیقت پوچھیے تو آپ کے پاس اس طرح کی بے معنی اور بے کار قسم کی باتیں کرنے کا وقت بھی نہیں تھا، وہ اس لیے کہ آپ کے معمولات میں اتنے اوراد ووظائف تھے جن میں ہمہ وقت مصروف رہتے تھے، جلسہ جلوس میں شرکت تبلیغ دین کے فرائض کی ادائیگی کے لیے کرتے تھے، جلسہ وغیرہ میں پیغام اسلام زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہونچانے کا موقع مل جاتا ہے، آپ کوئی پیشہ ور مقرر وخطیب تو تھے نہیں جو اس کے لیے شکوہ وشکایت کرتے۔

ایک دن دوران درس فرمانے لگے کہ بعض طلبہ کو دیکھ کر بڑی خوشی محسوس ہوتی ہے جب کہ بعض طلبہ کو دیکھ کر بڑی مایوسی ہاتھ لگتی ہے۔ اس کے بعد فرمایا: میرے نزدیک ردو قبول کرنے والے ذہن تین طرح کے ہوتے ہیں: (ا) بانس کی طرح، جب تم بانس پھاڑو گے تو جتنا پھاڑنا چاہو اس سے زیادہ پھٹے گا، بعض طلبہ کے ذہن بھی اسی طرح کے ہوتے ہیں کہ جب انھیں سمجھاؤ گے تو وہ تھوڑے ہی سے بہت کچھ سمجھ جاتے ہیں۔ (۲) کمبل کی طرح جتنا پھاڑنا چاہو گے اتنا ہی پھٹے گا کم نہ زیادہ، کچھ طلبہ بھی اسی طرح کے ہوتے ہیں سمجھانے پر سمجھ جاتے لیکن زیادہ نہیں۔ (۳) ربر کی طرح، ربر میں کیل گاڑو گڑ جائے گی لیکن جیسے ہی نکالو گے ربر پھر اپنی جگہ آجائے گی یا اسے کھینچو تو کھنچ جائے گی مگر جوں ہی چھوڑو گے پھر اتنی ہی بڑی ہو جائے گی، بعض طلبہ کے دماغ کا بھی یہی حال ہے کہ انھیں سمجھاتے اور بتاتے رہیے سمجھتے ہی نہیں اور اگر کچھ سمجھ بھی گئے تو انھیں یاد نہیں رہتا، انھیں بتانا نہ بتانے کے برابر رہتا ہے۔

جمدا شاہی میں وقتاً فوقتاً مدرسے کے دس بیس بچوں کی دعوت ہوتی رہتی ہے، ایک دن ہماری جماعت کے بچوں کی دعوت تھی، دعوت سے جب رات میں واپس ہوئے تو دیکھا قیامی صاحب چہل قدمی فرما رہے ہیں، بچ کر نکلنے کی کوشش ہوئی، مگر ناکامی ہاتھ لگی، فوراً مجھے آواز دی، ہماری جماعت میں مواخذہ ہم سے ہوتا تھا یا کمال بھائی سے اور کبھی کبھی محمد شاداب رضا، جو دارالعلوم میں ’’ودھا یک جی‘‘ سے مشہور تھے، بہر حال مجھ پر سوالات کی بوچھار شروع ہوئی، کہاں گئے تھے؟ کب گئے تھے؟

کیا کرنے گئے تھے؟ کس کے یہاں دعوت تھی؟ کتنے بچوں کی دعوت تھی؟ کیا کھلایا؟ سب سوالوں کا جواب دے دیا آخری سوال کا جواب تھا بریانی کھلایا۔ یہ جواب مجھ پر بھاری پڑ گیا، اس پر آپ نے فرمایا تو اچھا بتاؤ بریانی کس زبان کا لفظ ہے؟ مجھے یہ معلوم نہیں تھا، میں یہ سوچ کر کہ اس لفظ کو آج کل کے ترقی یافتہ اور انگریزی پڑھے لکھے لوگ بولتے ہیں اس لیے یہ انگریزی زبان کا لفظ ہوگا، اسی اندازے سے میں نے کہہ دیا کہ یہ انگریزی زبان کا لفظ ہے۔ اس پر آپ نے نفی میں سر ہلایا تو میں نے عرض کی تو آپ ہی بتا دیں۔ فرمایا: یہ فارسی زبان کا لفظ ہے۔ میں نے عرض کی کیسے؟ فرمایا: فارسی میں ایک مصدر ہے ''برشتن'' جس کے معنیٰ ہیں ''بھوننا''، اسی سے مشتق ہے بریانی، اور اسے جا کر لغات کشوری میں دیکھ لو پھر بتاؤ ملا کہ نہیں، میں گیا اور لغت میں دیکھ کر بتا دیا کہ حضرت! بریانی مل گئی۔

قیامی صاحب قبلہ کے اندر میں نے ایک ایسی خوبی محسوس کی جو بہت کم لوگوں میں ملی، بلکہ موجودہ دور میں تو عنقا کی منزل کی طرف جا رہی ہے، وہ ہے انتقامی جذبہ سے عاری ہونا۔ آپ میں انتقامی جذبہ نہیں تھا، اگر کسی نے آپ کے ساتھ برائی کا برتاؤ کیا تو اس کا بدلہ بھلائی کے ساتھ دینے کی کوشش میں رہتے تھے، اینٹ کا جواب پتھر سے کیا اینٹ سے بھی دینے کے لیے وقت اور موقع کی تلاش میں نہیں رہتے تھے، بلکہ صبر و معافی پر قناعت گزیں رہنا پسند کرتے تھے، جب کہ اس کے برخلاف آج کل عوام کیا خواص میں بھی اکثر کے سینوں میں کیا غیروں اور کیا اپنوں سب سے بڑھ چڑھ کر بدلہ لینے کی بھاؤنائیں کروٹیں لیتی رہتی ہیں اور موقع ملتے ہی مورچہ بندی کر کے قلمی، کلامی حملے شروع ہو جاتے ہیں، مگر آپ ان چیزوں سے بہت دور رہتے تھے، موجودہ وقت کے علما کے اختلافات میں بھی فریق بننا پسند نہیں کرتے تھے، خاموشی کے ساتھ مسلک اعلیٰ حضرت و حضور مفتی اعظم ہند علیہما الرحمہ پر کار بند رہنے میں عافیت تصور کرتے تھے۔

آپ حضور خطیب البراہین، محی السنہ، امام الاصفیا، علامہ مفتی صوفی محمد نظام الدین علیہ الرحمہ (صدر المدرسین و شیخ الحدیث دار العلوم تنویر الاسلام، امرڈوبھا) کے تلمیذ رشید تھے، ان کے بڑے شیدائی اور عقیدت مند تھے۔ ہم لوگوں سے اکثر ان کے اوصاف جمیلہ بیان کرتے رہتے تھے، ان

کی شان میں منقبتیں اور مضامین لکھتے رہتے، ایک بار مجھ سے فرمایا کہ حضرت صوفی صاحب قبلہ کو ''محی السنۃ'' سب سے پہلے میں نے لکھا تھا پھر بعد میں اور لوگوں نے لکھنا شروع کیا۔ ان کی زیارت کے لیے ان کے دار العلوم تنویر الاسلام بھی وقتاً فوقتاً حاضر ہوتے اور وہ جب اپنے قائم کردہ ادارہ جامعہ برکاتیہ لہرولی بازار میں قیام فرماتے تو وہاں آیا کرتے تھے اور صوفی صاحب کے وصال فرمانے کے بعد بلاناغہ عرس میں تشریف لاتے۔

۲۰۰۷ء میں فراغت کے بعد میں جب شعبان کی تعطیل کلاں میں گھر آنے لگا تو میں نے آپ سے عرض کی کہ اگر پڑھانے کی کوئی مناسب جگہ آئے تو بتائیے گا۔ کہنے لگے: جگہیں تو زیادہ تر حضرت مولانا مفتی محمد اختر حسین صاحب اور حضرت مولانا فروغ احمد صاحب اعظمی کے پاس آتی ہیں، یہ بات ان دونوں حضرات کے کانوں میں بھی ڈال دینا، پھر بھی اگر میرے پاس اس طرح کی کوئی جگہ آئے گی تو میں آپ کو ترجیح دوں گا۔

پھر شوال کے مہینے میں جب شہزادۂ حضور خطیب البراہین حضرت مولانا محمد حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ نے آپ سے اپنے جامعہ برکاتیہ کے لیے ایک استاذ کا مطالبہ کیا تو آپ نے مجھے پند و نصیحت کر کے اپنی دعاؤں کے سایہ میں وہاں بھیج دیا، اس طرح آپ نے مجھ پر کرم کرتے ہوئے پہلے پہل تدریس کی خدمت کا موقع عنایت فرمایا اور اس بہانے مجھے بھی کچھ سالوں تک حضور خطیب البراہین علیہ الرحمۃ والرضوان سے اکتساب فیض کا موقع مل گیا۔

یہ چند بے ربط و بے جوڑ سطریں محب من محبوب حضرت مولانا کمال احمد نظامی علیمی (استاذ دار العلوم علیمیہ، جمدا شاہی) کے مطالبہ پر وجود میں آگئیں۔

اللہ رحمٰن و رحیم سے اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل دعا ہے کہ استاذی الکریم حضرت قیامی صاحب کے مزار پر انوار پر اپنی رحمتوں کی موسلا دھار بارش فرمائے، اسے بقعۂ نور بنائے، آپ کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

اقبال احمد علیمی

ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے

حضرت مولانا توحید احمد علیمی برکاتی
استاذ دارالعلوم اہل سنت قادریہ سراج العلوم برگدہی، مہراج گنج یوپی

استاذ الاساتذہ، صوفئ باصفا، ماہر درسیات، جامع علوم عقلیہ ونقلیہ حضرت علامہ الحاج تفسیر القادری قیامی علیہ الرحمہ کی ذات گرامی اہل سنت و جماعت کے درمیان محتاج تعارف نہیں۔ آپ کا شمار جماعت اہل سنت کے اکابر علما اور دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی کے لائق وفائق اساتذہ میں ہوتا تھا۔ آپ کی رحلت سے جماعت اہل سنت میں جو خلا ہوا ہے اس کی بھرپائی کی بظاہر دور دور تک کوئی سبیل نظر نہیں آتی۔

آپ کی ذات گرامی نمونۂ اسلاف تھی، آپ اخلاق و کردار، عادات و اطوار اور طرز معاشرت میں اسوۂ نبوی کے آئینہ دار تھے۔ اللہ رب العزت نے آپ کی ذات بابرکت میں ایسی کشش ودیعت فرمائی تھی کہ جو ایک بار ملاقات کر لیتا، آپ کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔ آپ اپنے منفرد انداز تربیت، اسلوب دعوت اور طریقۂ درس وتدریس کی بنا پر طلبائے علیمیہ کے دلوں پر راج کرتے تھے۔

مادر علمی دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی میں تقریباً دو سال زیر تعلیم رہا، اس عرصہ میں مشفق و محسن استاذی المکرم حضرت علامہ ڈاکٹر انوار احمد خان بغدادی صاحب قبلہ کے کمرے میں قیام رہا، اس دوران حضرت قیامی صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت کا خوب موقع ملا، حضرت بغدادی صاحب قبلہ اور آپ کے کمرے کے درمیان صرف ایک کمرے کا فاصلہ تھا، حضرت جب بھی کسی کام کے لئے آواز دیتے میں فوراً آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا۔ حضرت خدمت کم کراتے اور تربیت زیادہ کرتے تھے، اگر دوران خدمت شعوری یا لاشعوری طور پر کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھتے تو بروقت اور

بڑے نرالے انداز میں اصلاح فرماتے تھے۔

ایک بار حضرت کی خدمت میں حاضر تھا، آپ نے پانی مانگا، میں نے گلاس کو پانی سے لبالب بھر کر آپ کی خدمت میں پیش کیا، (جیسا کہ اکثر لوگ کرتے ہیں) حضرت نے گلاس ہاتھ میں تھام کر فرمایا: مولانا! جب بھی کسی کو پانی پیش کریں، تو گلاس کو مکمل نہ بھریں، اس میں اتنا خلا رکھیں کہ پینے والے کو تکلف نہ کرنا پڑے اور پانی چھلکنے کا اندیشہ نہ ہو۔ تبھی سے آج تک میں حضرت کی نصیحت پر عمل پیرا ہوں فالحمدللہ۔

اسی طرح سے ایک مرتبہ حضرت نے مجھ سے غالباً صابن یا کوئی استعمال کی چیز منگوائی جس کے لیے سو کا نوٹ دیا، جب میں دکان سے صابن لے کر واپس لوٹا تو حضرت دوپہر کا کھانا تناول فرمانے لگے، میں نے سامان تخت پر رکھا اور بچے ہوئے پیسے حضرت کی طرف بڑھایا، آپ نے بایاں ہاتھ پیسے کی طرف بڑھایا، پھر واپس کھینچ لیا، اور فرش کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے فرمایا: ”پیسے یہیں رکھ دیجئے!“۔ شام کو جب حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور استفسار کیا کہ ”حضرت دوپہر میں جب آپ کو پیسے دے رہا تھا، تو آپ نے ہاتھ بڑھا کر کیوں واپس کھینچ لیا تھا؟“۔ آپ نے فرمایا: مولانا! روپیہ پیسہ اللہ کی ایک عظیم نعمت ہے، میں نے اس نعمت کو بائیں ہاتھ سے پکڑنا گوارا نہیں کیا، ہمارے بزرگوں نے اسے بائیں ہاتھ سے پکڑنے سے منع فرمایا ہے۔“

بعض اساتذہ کی عادت ہوتی ہے کہ وہ طلبہ سے خوب خوب خدمتیں لیتے ہیں، ان سے کھانے پینے کی چیزیں منگواتے ہیں اور سب خود ہی کھا پی لیتے ہیں، لانے والے کے لیے کچھ بھی نہیں چھوڑتے۔ حضرت قیامی صاحب قبلہ کی ذات گرامی ان سب سے بلند تر تھی، آپ جب بھی مجھ سے چائے منگواتے، ساتھ میں میرے حصے کی چائے بھی منگواتے تھے، میں نے بارہا حضرت سے منع کیا مگر آپ ہر بار فرماتے مولانا میں چائے پیوں اور آپ بیٹھے دیکھیں یہ اچھا نہیں لگتا، کم از کم اس بہانے آپ حضرات کی خدمت ہو جاتی ہے۔ حضرت چائے وغیرہ جب بھی منگواتے تھے، تو پیسے دیتے وقت ایک ایک چیز کی قیمت بھی بتاتے تھے اور ہدایت بھی فرماتے تھے، مثلاً فرماتے تھے کہ اتنے روپئے کی چائے لے لیجیے گا، اتنے روپئے کی نمکین اور اتنے روپئے کا پانامہ سگریٹ۔ اور یہ بھی

فرمایا کرتے تھے کہ چائے کے گلاس کو کاغذ سے اچھی طرح پکڑ لیجیے گا تاکہ ہاتھ نہ جلے۔

اپنے دوسالہ دور طالب علمی میں حضرت قیامی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کو بڑے قریب سے دیکھا۔ آپ کی ذات گرامی نہایت ہی پرکشش اور متاثر کن تھی، آپ کا اخلاق وکردار، عادات و اطوار اور رفتار وگفتار اصفیا اور بزرگان دین جیسا تھا، آپ بڑے دردمند اور دل کے دھنی تھے، طلبہ کے ساتھ آپ کا برتاؤ پدرانہ تھا۔ کسی پریشاں حال طالب علم کو دیکھتے تو تنہائی میں اپنے پاس بلاتے اور دامے، درمے، قدمے، سخنے اس کی پریشانی کو دور کرنے کی کوشش کرتے۔

سن ۲۰۰۶ء کے وسط میں جب میں بیمار ہوا، تو دوتین دن تک حضرت سے ملاقات نہیں ہوسکی، آپ کہیں باہر تشریف لے گئے تھے، جب واپس آئے اور میری بیماری کا علم ہوا تو عیادت کے لئے کمرے میں تشریف لے آئے، چہرہ مبارکہ پر حزن وملال کے آثار نمایاں تھے، میں بستر سے اٹھنا چاہا مگر آپ نے سختی سے منع فرمایا اور لیٹے رہنے کی تاکید فرمائی، میری نظر حضرت کے چہرے پر تھی، آپ کی آنکھیں بند تھیں اور لب وا تھے، زبان پر کلمات ادعیہ جاری تھے، آپ نے دعا کرنے کے بعد فرمایا: بیٹا کہاں درد ہو رہا ہے، میں نے عرض کیا: حضور! درد سے سر پھٹا جا رہا ہے۔ آپ نے پیشانی پر ہاتھ رکھا اور دعا فرمانے لگے، یقین جانئے سر کے جس جس حصے پر ہاتھ پڑتا وہاں سے درد غائب ہو جاتا۔ تھوڑی دیر میں مجھے افاقہ ہو گیا۔ دو دن تک آپ بدستور دعا فرماتے رہے، تیسرے دن جب پھر سے بخار چڑھا، تو آپ نے مجھے کمرے میں طلب فرمایا، میرے خالہ زاد بھائی مولانا نور عالم علیمی نے سہارا دے کر حضرت کے کمرے تک پہنچایا۔ آپ نے کرتا اتروایا اور اس کو ایک دھاگے سے ناپا۔ پھر کرتے پر کچھ پڑھ کر کئی بار دم کیا، اس کے بعد پھر کرتے کو ناپا اور فرمایا: ''آپ کو آسیب وغیرہ کا خلل نہیں ہے، بلکہ بیماری ہے۔ کسی ڈاکٹر سے چیک اپ کرا لیجیے، کہیں ٹائفائیڈ یا ملیریا نہ ہو۔ میں شفا کی تعویذ لکھ دیتا ہوں، گلے میں پہن لیجیے گا، ان شاء اللہ آپ کو آرام ملے گا''۔ بعد میں جب ڈاکٹر سے چیک اپ کرایا تو رپورٹ میں ٹائفائیڈ نکلا۔

حضرت قیامی صاحب علیہ الرحمہ سے مجھے اس قدر لگاؤ ہو گیا تھا کہ دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی سے نکلنے کے بعد میں آپ کو نہیں بھولا، جب بھی علیمیہ یا اساتذہ علیمیہ کا ذکر خیر سنتا حضرت کی

یاد تازہ ہو جاتی، آپ کے صاحب زادے حضرت مولانا عرفان صاحب قبلہ سے میرے دوستانہ مراسم ہیں، ان سے جب بھی بات ہوتی، حضرت کی خیریت ضرور لیتا، ابھی انتقال سے چند روز قبل ایک عرصے کے بعد عرفان بھائی کی کال آئی، دیر تک بات ہوئی، پتہ چلا کہ حضرت بیمار ہیں، سن کر بڑا افسوس ہوا، دل سے شفایابی کی دعائیں نکلیں۔ جس دن بذریعہ واٹس ایپ حضرت کے انتقال کی خبر پہنچی دل کی جو کیفیت تھی وہ لفظوں میں بیان نہیں ہوسکتی۔ افسردہ دل سے صدا نکلی ''ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے''

اللہ پاک حضرت قیامی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کے درجات کو بلند فرمائے، جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے اور ہم سب کو ان کے ارشادات اور ہدایات پر عمل پیرا ہو کر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

توحید احمد علیمی برکاتی
دارالعلوم اہل سنت قادریہ سراج العلوم برگدہی، مہراج گنج یوپی

علامہ قیامی صاحب کی حضور خطیب البراہین سے عقیدت

حضرت مولانا محمد طاہر القادری مصباحی صاحب قبلہ
استاذ دار العلوم اہل سنت غوثیہ نظامیہ، حسنی، بانس کھور کلاں، بستی

نمونہ سلف صالحین، یادگار اسلاف، حضرت علامہ تفسیر القادری قیامی علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات ستودہ صفات محتاج تعارف نہیں ہے۔ نصف صدی سے زائد آپ نے مختلف مدارس وجامعات میں درس وتدریس کی خدمات انجام دیں۔ آپ نے اپنے علم وعمل سے نہ جانے کتنے لالہ وگہر پیدا کیے، آپ کے علمی پنگھٹ سے سیراب ہونے والوں میں مشہور ومعروف دار العلوم، جامعات کے اساتذہ، خانقاہوں کے سجادگان، عمدہ خطیب، بہترین ادیب وشاعر کی ایک بڑی تعداد ہے، جو ملک وبیرون ملک میں اسلام وسنیت کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ نے اپنی بے ریا اور سادہ زندگی اسلام وسنیت کے فروغ میں گزار دی۔

آپ سے میری پہلی ملاقات غالباً ۲۰۰۴ء میں نظامی مارکیٹ، لہرولی بازار میں ہوئی تھی، اس وقت میں اپنی پہلی کاوش ''محدث بستوی سنت رسول کے آئینے'' میں کو لے کر حبیب العلما، شہزادۂ خطیب البراہین، شیخ طریقت، حضرت علامہ محمد حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ مدظلہ النورانی کی بارگاہ میں حاضر ہوا تھا، حضور حبیب العلما نے آپ سے میرا تعارف کراتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا: ''یہ مولانا طاہر القادری ہیں۔ ابا حضور کے مرید ہیں۔ انھوں نے ابا حضور کی ذات پر ایک رسالہ ترتیب دیا ہے۔'' حضرت نے مسودہ دیکھا خوش ہوئے، دعائیں دی۔ حضور حبیب العلما نے چائے پکوڑی سے ہم سب کی ضیافت کی۔ تھوڑی دیر بعد جب آپ چلنے لگے تو حضور حبیب العلما باہر تک آپ کو چھوڑنے گئے۔ پیچھے پیچھے میں بھی ہولیا، دونوں بزرگوں نے مصافحہ کیا، حضور حبیب العلما ایک لفافہ حضرت کی جیب میں ڈالنے لگے، آپ انکار کرنے لگے، مگر حضور حبیب العلما نے ان کی جیب میں نذرانے کا لفافہ ڈال دیا اور واپس آگئے۔ مغرب کا وقت ہو چکا تھا حضور حبیب العلما کی اقتدا میں

مغرب کی نماز ادا کی گئی۔ نماز کے بعد جب حضور حبیب العلما اپنی قیام گاہ میں بیٹھے تو فرمانے لگے: ''بابو! یہ مولانا تفسیر القادری قیامی صاحب ہیں، ابا حضور کو بڑے قریب سے انھوں نے دیکھا ہے اور ان کے شاگرد بھی ہیں، میں چاہتا ہوں کہ ابا حضور کے بارے میں یہ بھی کچھ تحریر کردیتے تو بہت سی باتیں محفوظ ہوجاتیں، اسی لیے انھیں بلوایا تھا، گزارش کردی ہے اور انھوں نے کام کرنے کا وعدہ بھی کیا ہے۔'' میں نے عرض کیا: حضور! یہ جمد اشاہی والے قیامی صاحب ہیں؟ حضور حبیب العلما نے ارشاد فرمایا: ہاں! کیا بات ہے؟ میں نے کہا نہیں کوئی بات نہیں۔ مگر تھوڑی دیر تک آپ کی سادگی اور آپ کی شخصیت کے بارے میں سوچتا رہا اور پھر دل میں کہا اللہ والے ایسے ہی ہوتے ہیں۔

آپ نے حضور خطیب البراہین کی حیات وخدمات پر ایک مختصر مگر جامع اور معلوماتی رسالہ ترتیب دیا، جو ۲۰۲۱ء میں عرس نظامی کے موقع پر چھپ کر منظر عام پر آیا۔ آپ نے یہ رسالہ بنام ''حضور خطیب البراہین: ماہ وسن ہو گئے روشن تری تابانی سے'' ۲۰۰۸ء ہی میں ترتیب دیا تھا اور شاید یہ وہی رسالہ ہے جس کے لیے حضور حبیب العلما نے ۲۰۰۴ء میں آپ سے ترتیب دینے کے لیے گزارش کی تھی، جیسا کہ اس کتاب کی تقدیم میں حضور حبیب العلما تحریر فرماتے ہیں: ''کتاب خطیب البراہین: ماہ وسن ہو گئے روشن تری تابانی سے'' کے آخر میں جو تاریخ درج ہے وہ ۸ ربیع النور شریف ۱۴۲۹ھ، ۱۷ مارچ ۲۰۰۸ء ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے اس کتاب کو آج سے تیرہ سال قبل زیب قرطاس فرمایا تھا، لیکن آپ کی اس علمی کاوش سے لاعلمی کی وجہ سے کتاب کی اشاعت نہ ہوسکی''۔ (خطیب البراہین: ماہ وسن ہو گئے روشن تری تابانی سے، ص: ۱۹)

حضرت علامہ قیامی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ اپنے جن اساتذہ سے زیادہ متاثر رہے ان میں ایک ذات حضور خطیب البراہین حضرت علامہ الحاج الشاہ صوفی مفتی محمد نظام الدین رضوی محدث بستوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی تھی۔

آپ نے حضور خطیب البراہین کے بارے میں نثر میں بھی لکھا اور نظم میں بھی۔ آپ کی تحریر کے کچھ اقتباسات میں ہدیہ ناظرین کر رہا ہوں، ملاحظہ فرمائیں آپ حضور خطیب البراہین کے بارے میں یوں تحریر فرماتے ہیں:

"خطیب البراہین، جامع الدلائل، محی السنہ، حضرت علامہ الحاج الشاہ صوفی محمد نظام الدین علیہ الرحمہ کے متعلق کچھ لکھنا آفتاب کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے، یہ چھوٹا منہ بڑی بات ہوگی اور اسی کو مخمل میں ٹاٹ کا پیوند کہتے ہیں۔

قیامی بات تیری ٹاٹ کا پیوند مخمل میں
تم اپنی حیثیت دیکھو کہاں وہ ہیں کہاں تم ہو

پھر بھی ایسی عظیم نادر روزگار شخصیت کا چرچا ان کے الطاف کریمانہ سے خالی نہیں، ممکن ہے یہی چند جملے ہماری بخشش کا ذریعہ بن جائیں اسی موقع پر بلبل شیراز حضرت سعدی علیہ الرحمہ گنگنا اٹھے:

شنیدم کہ در روز امید و بیم　　بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم

کچھ شخصیتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کا تعارف کرایا جائے تو وہ متعارف ہوتی ہیں اور کچھ شخصیتیں ایسی عظیم المرتبت ہوتی ہیں کہ ان کے ذکر سے ذاکر متعارف ہوتا ہے اور خود اس کی قدر و منزلت میں چار چاند لگ جاتے ہیں۔ انھیں شخصیات میں خطیب البراہین، جامع الدلائل، محی السنہ، حضرت علامہ الحاج الشاہ صوفی مفتی محمد نظام الدین رضوی قبلہ علیہ الرحمہ کی ذات ہے، آپ کی زندگی کا ہر پہلو مستقل باب کی حیثیت رکھتا ہے"۔ (ضیاے حبیب کا خطیب البراہین نمبر، ۲۰۱۳ء ص:۳۶)

آپ نے حضور خطیب البراہین علیہ الرحمہ سے متعدد کتب و رسائل کا باضابطہ درس لیا اور آپ حضور خطیب البراہین کے محبوب نظر بھی رہے، آپ اپنے زمانہ طالب علمی کا ایک واقعہ یوں تحریر فرماتے ہیں:

"غالباً ۱۹۶۵ء کی بات ہے کہ جب حضرت صوفی صاحب قبلہ تنویر الاسلام کے باضابطہ مدرس کی حیثیت سے تشریف فرما تھے، خود راقم الحروف اس وقت آپ سے متعدد کتابوں کا درس لے رہا تھا، ایک بار آپ کے سامنے سے گزرا آپ نے فرمایا: تفسیر!، جی حضور کہہ کر ہاتھ میں کوئی کتاب لے کر حاضر ہو گیا، آپ نے فرمایا فلاں کو بلا دو۔ اتفاق سے وہ فلاں چند ہی قدموں پر سامنے منظر آ گئے، راقم نے ان فلاں سے کہا: صوفی صاحب بلا رہے ہیں۔ وہ طالب علم حضرت کی طرف چلا، اور ادھر مجھے پھر آپ کی آواز سنائی دی: تفسیر! ادھر آؤ۔ میں بھی قریب پہونچا تو قدرے خفگی کے لہجے میں فرمایا: تم

نے مجھے صوفی کیوں کہا؟ بولو۔ چند منٹ خاموشی رہی، فرمایا وعدہ کرو آئندہ نہیں کہوگے۔ جی کہہ کر وہاں سے چلا آیا اور دل میں عہد کر لیا ان شاء اللہ حکم اور وعدہ نبھاؤں گا۔

مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آپ کے لیے لفظ "صوفی صاحب" مثل علم ہو گیا، حد یہ ہے کہ ہر اسٹیج پر صوفی صاحب، ہر مقرر و خطیب کی زبان پر صوفی صاحب، ہر شاعر کی ترنم ریزی سے قبل صوفی صاحب اور عوام کی بات ہی کیا یہاں تو ہر خورد و کلاں کی زبان پر صوفی صاحب جاری ہے"۔ (مصدر سابق، ص:۳۸)

حضرت علامہ قیامی صاحب علیہ الرحمہ بہترین ادیب و مصنف ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین شاعر بھی تھے، آپ کی شاعری مبنی بر حقیقت ہوا کرتی تھی۔ آپ نے حضور خطیب البراہین علیہ الرحمہ کے بارے میں لکھا تو قلم توڑ کر رکھ دیا، اپنے ممدوح کی تعریف کی تو خوب کی، مگر یہ تعریف بے جا نہیں، بلکہ مبنی بر حقیقت ہے، جسے آپ نے اشعار کی شکل میں پیش کیا، آپ حضور خطیب البراہین کے بارے میں اپنی عقیدتوں کا اظہار کچھ اس طرح سے کرتے ہیں:

نظام دین و ملت اے امیر کارواں تم ہو
شریعت کے طریقت کے امین و پاسباں تم ہو
سراغ منزل مقصود ہے نقش قدم تیرا
ہماری رہگزر کی روشنی ہو کہکشاں تم ہو

حضور خطیب البراہین کے تقویٰ اور پرہیزگاری کے بارے میں یوں تحریر فرماتے ہیں:

یقیناً متقی، شیخ الحدیث و پارسا زاہد
تم عالم باعمل ہو واقف سر نہاں تم ہو

حضور خطیب البراہین کی زندگی سنت نبوی کے سانچے میں کس قدر ڈھلی ہوئی تھی، آپ یوں تحریر فرماتے ہیں:

تمھاری زندگی سنت کے سانچے میں ڈھلی ایسی
دلائل دین کے ہو تم براہین و بیاں تم ہو

كوئی سنت کسی لمحہ نہ تم سے چھوٹتی دیکھی

خدا جانے تمھارا مرتبہ کیا ہے کہاں تم ہو

کہتے ہیں ایک عاشق رسول ہی عاشق رسول کا صحیح پتہ بتاتا ہے۔حضرت علامہ قیامی صاحب قبلہ خود ایک سچے عاشق رسول تھے اسی لیے ایک سچے عاشق رسول کے بارے میں اپنے جذبات کا اظہار ان اشعار میں کیا ہے۔

حضرت علامہ تفسیر القادری حضور خطیب البراہین علیہ الرحمہ کی شخصیت سے کس قدر متأثر تھے اور کتنی گہری عقیدت آپ کو حضور خطیب البراہین سے تھی ان چند سطروں سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں جو علامہ قیامی صاحب نے تحریر فرمایا ہے، ملاحظہ فرمائیں: ”حضرت صوفی صاحب کے تقویٰ کے بارے میں ہمیں کچھ کہنا نہیں ہے، جن کے بارے میں ان کے ہم عصر اہل تحقیق ویقین، صاحبان فکر ونظر، ماہرین علوم وفنون وہی کہہ رہے ہیں جو ان بڑے بڑے حضرات کے اکابر کہہ گئے ہیں کہ صوفی صاحب کا تقویٰ بہت بڑھا ہوا ہے۔ آپ حضرت صوفی صاحب کا چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھا، کھانا پینا، سونا جاگنا، صوم وصلوٰۃ، رہن سہن، اخلاق وکردار، تعلیم وتدریس قریب سے اور گہری نظر سے بار بار مطالعہ کیجیے تو آپ کا مشاہدہ اور اندر کا عینی شاہد خود ہی پکار اٹھے گا کہ

پس آں کہ در وجد مستغرق اند

چنیں داں کہ منظور عین الحق اند

(مصدر سابق، ص:۴۲)

پروردگار عالم حضرت علامہ قیامی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کے درجات بلند فرمائے اور ان کی قبر مبارک پر رحمت وانوار کی بارش برسائے۔ آمین بجرمۃ سید المرسلین ﷺ۔

محمد طاہر القادری مصباحی

دار العلوم اہل سنت غوثیہ نظامیہ، حسنی، بانس کھور کلاں، بستی

”قیامی صاحب“ کچھ یادیں، کچھ باتیں

حضرت مولانا نثار مصباحی (خلیل آباد، یوپی)

دار العلوم علیمیہ، جمدا شاہی کے سابق استاذ اور بزرگ عالم دین حضرت مولانا محمد تفسیر القادری قیامی آج ۱۹ محرم ۱۴۴۴ھ/ 17 اگست 2022ء، شب پنج شنبہ، گیارہ بج کر بیس منٹ پر وصال فرما گئے۔ إنا لله وإنا إليه رٰجعون۔

شمسی تقویم سے ان کی عمر- کاغذات کے مطابق- مکمل پچہتر 75 سال تھی۔ 12 اگست 1947 ان کی تاریخ پیدائش ہے۔

میرا گاؤں حضرت کے آبائی علاقے ہی میں ہے۔ منہداول Menhdawal قصبے کے شمال- مغرب میں ان کا وطن اصلی ”اِملی ڈِیہا“ گاؤں ہے۔ میرے گاؤں سے جنوب- مشرق کی طرف سات آٹھ کلومیٹر کے فاصلے پر۔

مولانا تفسیر القادری صاحب علما اور طلبہ کے مابین ”قیامی صاحب“ کے طور پر مشہور تھے۔ میں نے اگرچہ زمانۂ طالب علمی ہی سے ان کا نام اور کچھ شہرہ سن رکھا تھا، مگر میری محرومی کہ ان کا قدرے وسیع تعارف اور ان کی خدمات کا علم مجھے بہت بعد میں (2010ء کے آس پاس) حاصل ہوا۔ پھر ان سے متعدد ملاقاتیں ہوئیں۔ میں ان کا شاگرد تو نہیں مگر کثیر علما اور طلبہ کی زبانوں سے ان کے محاسن کے چرچے بارہا سنے۔ اور ان کی بہت سی خوبیاں اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ ان کے ریٹائرمنٹ (2010ء) کے بعد (غالبا 2011ء یا 2012ء میں) ایک بار اپنے ہم قریہ مولانا محمد شمیم قادری کے ساتھ حضرت کے آبائی گاؤں ان سے ملنے کے لیے حاضر ہوا۔ یہ میری ان سے باقاعدہ پہلی ملاقات تھی۔ پھر بھی مجھ پر بہت شفقت اور توجہ فرمائی۔ بلکہ کھلے لفظوں میں کہوں تو مجھ میں اور ان میں علم، عمل، اور عمر کے اس بہت بڑے فرق کے باوجود مجھ جیسے حقیر شخص کو بہت عزت سے نوازا۔ یہ صرف شفقت نہیں۔ اور نہ ہی اسے فقط اصاغر نوازی کہا جا سکتا ہے۔ یہ اس اعلی اور عمدہ اخلاق کا ایک نمونہ بھی ہے جو انھیں بزرگوں کے فیضِ صحبت سے ورثے میں ملا تھا۔ اسی ملاقات میں الجامعۃ الاشرفیہ سے میری تعلیمی نسبت اور میرے مرشد سے میری علمی وروحانی نسبت کا علم ہونے پر

بہت خوش ہوئے۔ دعاؤں سے نوازا۔

ان سے آخری ملاقات گزشتہ ۲ شوال ۱۴۴۳ھ کو ہوئی تھی۔ میرے گاؤں میں بچیوں کے ایک تعلیمی ادارے کے سنگِ بنیاد کے لیے حضرت کی خدمت میں دعوت پیش کی گئی تھی۔ حضرت نے قبول فرمائی اور اصاغر نوازی فرماتے ہوئے تشریف لائے۔ کثیر علاقائی علما کی موجودگی میں حضرت نے خشتِ اول رکھی۔ اور بہت دعائیں کیں۔

ان میں بڑوں والی سادگی تھی۔ تکلف اور تصنع سے دور تھے۔ عجز و انکساری بھی خوب تھی۔ ان کے ساتھ روز و شب گزارنے والے بتاتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے انھیں اخلاصِ عمل اور تقوے سے نوازا تھا۔

چھوٹوں کی تحسین اور حوصلہ افزائی بھی بہت فرماتے تھے۔ اسی سنگِ بنیاد کے موقعے پر ایک محفل ہوئی۔ حضرت کی موجودگی میں خاکسار نے کم و بیش ایک گھنٹہ بیان کیا۔ بغور سماعت فرمایا، تعریف و تحسین فرمائی اور پھر اپنے بیان میں دو تین بار معلاّ القاب کے ساتھ میرا اور میرے خطاب کا ذکر بھی کیا۔ ان کا یہ رویہ دراصل نئی نسلوں کی تعمیر کا ایک حصہ ہے۔ یہ چھوٹوں کو بڑا بنانے کی ایسی خوبی ہے جو اب مفقود ہوتی جا رہی ہے۔!!

وہ اکابرِ اہلِ سنت کے شاگرد اور فیض یافتہ علما میں سے تھے۔ افسوس کہ اب علما کی یہ جماعت بھی ایک ایک کر کے ہم سے رخصت ہو رہی ہے۔ زیادہ تر حضرات تشریف لے جا چکے۔ جو باقی بچے ہیں وہ بھی کوچ کی تیاری میں ہیں۔ وہ علما کی اس نسل سے تھے جس میں ہم ان سے پہلے کے اکابرِ اہلِ سنت کے اخلاق و عمل کی خوشبو بآسانی محسوس کر سکتے ہیں۔ میری اس بات کی تصدیق بہت سے اصحابِ ذوق فرمائیں گے کہ اکابرِ اہلِ سنت اور بزرگانِ دین کے انفاس کریمہ کی برکت پانے والے علما کی اس جماعت کے پاس بیٹھنے سے ایک روحانی انس اور دل بستگی کی کیفیت ملتی ہے۔

انگریزی کی ایک اصطلاح ہے جنریشن گیپ۔ یہ اصطلاح دو نسلوں کے درمیان خیالات، اخلاقیات، رویّے اور اعمال وغیرہ کا موازنہ اور فرق بتانے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ مولانا مرحوم اور ان کے ہم عمر و ہم پلہ علما کی نسل دیکھتا ہوں اور آج اپنی عمر اور اپنے سے کم عمر کی نسل دیکھتا ہوں تو مجھے جنریشن گیپ واضح طور پر نظر آتا ہے۔

اللہ عزوجل خیر فرمائے، اخلاف کو اسلاف کا سچا خلَف بنائے۔ اور مولانا علیہ الرحمہ کو جنت الفردوس میں اعلی مقام سے نوازے۔

آہ قیامی صاحب!

حضرت مولانا محمد اختر الاسلام صاحب قبلہ
استاذ دارالعلوم قادریہ، چریاکوٹ، مئو، یوپی

حضرت مولانا تفسیر القادری قیامی صاحب رحمہ اللہ ان شخصیات میں سے ہیں جنہیں آسانی سے نہیں بھلایا جا سکتا، آپ کی ذات گرامی علم و عمل، خلوص و للّٰہیت، شرافت و نجابت کا پیکر تھی۔

انتہائی خوش مزاج و خوش خلق، نرم دل، شفیق و مہربان، سچے اور کھرے انسان تھے، مجھے آپ سے شرف تلمذ حاصل ہے اور میں اس نسبت پر بجا طور پر فخر کناں ہوں کہ میرے اساتذہ میں ایسے نیک طینت، پاکیزہ خصلت افراد رہے ہیں جن کی کفش برداری انسان کو بلندی سے ہم کنار کرنے کے لیے کافی ہے۔

میں جس کمرے میں رہتا تھا اسی کے بغل والے کمرے میں آپ کا بھی قیام تھا اور اس طرح پورے ہاسٹل کے طلبہ کی نگرانی آپ فرمایا کرتے تھے، نماز کے اوقات میں نماز کے لیے طلبہ کو آواز لگاتے، فجر میں مکمل ذمہ داری سے طلبہ کو جگایا کرتے۔ اس کے علاوہ طلبہ کی شکایات سننا پھر اسے حل کرنا، مسکرا کر نرم لہجے میں بڑے بڑے مسائل کو چٹکیوں میں حل کر دینا، آپ کا خاصہ تھا۔

آپ کے کمرے میں ایک تخت تھا جس پر آپ سوتے بیٹھتے تھے، اکثر اکڑوں بیٹھے ملتے اور ساتھ ہی بیڑی سلگا کر نہ جانے کن خیالوں میں گم رہتے، غالباً شاعری بھی کرتے تھے، مگر میں نے کبھی کوئی کلام یا شعر آپ کا نہیں دیکھا۔ خاموش طبع واقع ہوئے تھے مگر بالکل خشک مزاج یا اکھڑ نہ تھے بلکہ باتیں کرتے تو مسکرا کر نرم انداز میں، ایسا لگتا جیسے کوئی مشفق دادا یا نانا اپنے پوتے پوتیوں، نواسے نواسیوں کی شرارتوں اور گفتگوؤں سے لطف اندوز ہو رہا ہو۔

اصول و ضابطے کے بہت پکے تھے کسی قسم بے ضابطگی یا بے اصولی قطعی نہیں برداشت کرتے، سیدھے سادے اور نرم مزاج ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ جائز ناجائز ہر چیز برداشت کر لیتے

بلکہ آپ کا ایک رعب بھی تھا کہ طلبہ شرارتیں کرتے یا تعلیمی اوقات میں کھیل کود کرتے ہوئے ڈرتے اور جب تک آپ کا قیام ہاسٹل میں ہوتا پورے ہاسٹل پر ایک خاموشی اور سکون طاری رہتا ہاں جب چھٹیوں میں گھر جاتے یا کہیں کسی پروگرام میں ہوتے تو طلبہ ضرور پورا ہاسٹل سر پر اٹھا لیتے اور پھر ہفتہ عشرہ کی ساری شرارتیں ابل ابل کر باہر آتیں۔

کل رات میں موبائل پر ہی تھا جب آپ کے انتقال کی خبر گشت کرنے لگی، دل کو دھچکا لگا، دماغ پر افسردگی چھا گئی، آپ سے وابستہ یادیں ذہن کی اسکرین پر روشن ہوگئیں اور کافی دیر تک ایک عجیب سی کیفیت طاری رہی، پھر سوچتے سوچتے آنکھ لگ گئی۔ ابھی جلد ہی آپ کی حیات وخدمات پر مشتمل ایک وقیع سوانحی گلدستہ منظر عام پر آیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے ابھی اسے صحیح ڈھنگ سے دیکھا بھی نہ ہوگا کہ سفر آخرت پر روانہ ہوگئے۔

مولائے غافر وقدیر آپ کی مغفرت کاملہ فرمائے آپ کے درجات بلند فرمائے سیئات کو حسنات میں تبدیل فرمائے اور اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

مولانا محمد اختر الاسلام چریاکوٹی

ایک نابغہ روزگار شخصیت

حضرت مولانا وارث علی علیمی صاحب قبلہ، کپتان گنج ضلع بستی، یوپی

الحمد للہ ہمارے اساتذہ میں سب ایک سے بڑھ کر ایک ہیں، ان کی عنایت ہے کہ آج میں ایک خوش حال زندگی گزار رہا ہوں، حسب حیثیت دین متین کی خدمت بھی کرتا ہوں، یہ سب مادر علمی دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی اور ہمارے مخلص اساتذہ کا فیضان ہے۔

ان اساتذہ میں کچھ ایسے بھی ہیں جو علم کے ساتھ عمل کی دنیا کے بے تاج بادشاہ ہیں، جن کا حال وقال کتاب وسنت کا آئینہ دار ہوتا ہے، جن کا ہر قدم شریعت کا پاس دار ہوتا، جن کی صبح وشام میں اطاعت الٰہی کا زور اور محبت رسول کا شور سنائی دیتا ہے۔

انہیں پاک باز شخصیات میں میرے مشفق وکرم فرما استاذ، نمونہ اسلاف حضرت علامہ محمد تفسیر القادری قیامی صاحب علیہ الرحمہ کی ذات بھی ہے، ابھی حال ہی میں حضرت کا وصال ہوا، بے حد تکلیف ہوئی، ایک عظیم استاذ، عظیم مربی اور عظیم مخلص انسان سے دنیا محروم ہوگئی۔

حضرت قیامی صاحب علیہ الرحمہ میرے صرف استاذ ہی نہیں تھے، میرے محسن بھی تھے، جب جب کوئی پریشانی آتی آپ کے فیضان نظر سے پل بھر میں مصائب وآلام کے بادل چھٹ جاتے، اور ہر سو مسرتوں کے دیپ جل اٹھتے۔

جب بھی کسی مشکل گھڑی میں حضرت کو یاد کرتا، حضرت دعا فرماتے اور پھر وہ پریشانی ختم، اسے حضرت کی کرامت کہوں یا کچھ اور کہوں، سمجھ میں نہیں آتا۔ جب بھی طبیعت پریشان ہوتی، سعودی عرب سے حضرت کو فون کرتا ، حضرت کی شیریں کلامی طبیعت کو سکون بخش دیتی اور آپ کی دعا تقدیر بدل دیتی۔ سچ ہے:

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوق یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

ایک بار ہوٹل کے لیے کوئی مناسب جگہ نہیں مل رہی تھی، جگہ کا مالک کسی صورت میں جگہ دینے کو تیار نہیں تھا، بہت کوشش کی، جب تھک گیا تو پھر اپنے مشفق استاذ کی یاد آئی، ان کی آغوش رحمت میں پناہ لیتے ہوئے فون کیا، حضرت نے فرمایا پریشان نہ ہوں آج جگہ مل جائے گی، حضرت کی زبان پوری ہوئی اور وہی مالک جو کسی قیمت پر راضی نہیں تھا اسی نے ہمیں بلا کر وہ جگہ دی، اگر اہل علم اس کو کرامت کہیں تو کیا حرج۔

بہرحال میں تاحیات حضرت کے احسانات سے سبک دوش نہیں ہوسکتا، حضرت میری زندگی کا اٹوٹ حصہ تھے، میری آنے والی نسلیں بھی حضرت کی عقیدت کی خوشبو سے معطر رہیں گی۔

اللہ تعالیٰ حضرت کے درجات بلند فرمائے اور صاحب زادہ عالی جاہ حضرت مولانا مفتی عرفان رضا علیمی کو ان کی سچی نیابت کی توفیق عطا فرمائے۔

عقیدت کیش:

وارث علی علیمی

کپتان گنج ضلع بستی، یوپی

کامیاب استاذ

حضرت مولانا مظہر حسین علیمی صاحب قبلہ
مدیر ماہ نامہ سنی دعوت اسلامی، ممبئی

استاذ جامعہ غوثیہ نجم العلوم مرکزی ادارہ سنی دعوت اسلامی، ۱۳۲/۲ کامبیکر اسٹریٹ، ممبئی ۳

ایک کام یاب استاذ کے اندر شخصیت سازی، تحمل مزاجی، سادگی وانکساری، خلوص وللّٰہیت اور شفقت ورافت جیسے اوصاف کا پایا جانا بے حد ضروری ہے، کام یاب استاذ وہی ہوسکتا ہے، جو اپنے طلبہ کی شخصیت سازی اور افعال وکردار کو سنوارنے وسجانے کی خاطر ہمہ وقت فکرمند رہتا ہو۔

مادرِ علمی دارالعلوم علیمیہ (جمد اشاہی) کے سابق موقر ومعزز استاذ صوفیٔ باصفا حضرت علامہ محمد تفسیر القادری المعروف ''قیامی صاحب'' قبلہ میں یہ خوبیاں موجود تھیں، آپ کے حجرے سے متصل حجرے میں رہ کر تعلیم حاصل کرنے اور آپ کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا، آپ ایک تقوی شعار، مخلص اور بزرگ صفت عالم دین ہیں۔

الحمدللہ، مجھے آپ سے ''جلالین'' و''بوستاں'' سمیت کچھ دیگر کتب پڑھنے کی سعادت حاصل ہے، حضرت علامہ موصوف دیگر علوم وفنون کے ساتھ فارسی زبان کے ایک ماہر استاذ کی حیثیت سے اپنے معاصر اساتذہ میں ممتاز ومعروف تھے۔

آپ نہایت مشفق ومہربان استاذ تھے، اپنے طلبہ پر حد درجہ مہربان تھے، طلبہ کی خطاؤں کو نظر انداز کر کے ان کی احسن انداز میں اصلاح کرنا آپ کی ایک نمایاں خوبی تھی۔

نمازوں کے لیے طلبہ کو بیدار کرنا اور تعلیم کا وقت شروع ہونے سے قبل صلاۃ وسلام کے لیے صحنِ علیمیہ میں پہنچ جانا آج بھی میری نظروں میں گھوم رہا ہے، آپ سادات کرام سے بے پناہ محبت فرماتے ہیں، غالباً یہی وجہ ہے کہ سادات کچھوچھہ وغیرہ سے آپ کے گہرے مراسم رہے اور کئی شہ زادگان اس دور میں آپ کی تعلیمی نگرانی میں رہے۔

کمالوں کے نجم گرامی، قیامی

حضرت مولانا محمد شکیل چشتی علیمی صاحب قبلہ، بھاؤنگر گجرات

جامع معقول ومنقول، ماہر علوم وفنون، پیکر خلوص وللّٰہیت، یادگار اسلاف، نازش مسند تدریس، زینت بزم شعر وسخن، عظیم مربی ومعلم، بےلوث خادم دین، بابائے فارسی حضرت علامہ تفسیر القادری قیامی علیہ رحمۃ الباری مؤرخہ ۱۷؍اگست ۲۰۲۰ء مطابق ۱۸؍محرم الحرام ۱۴۴۴ھ بروز چہار شنبہ گیارہ بجے شب، دارفنا سے دار بقا کی جانب کوچ فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

ان سطور کے راقم کو بلاواسطہ تو حضور قیامی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کی درس گاہ بافیض سے اکتساب فیض کا موقع میسر نہیں آیا البتہ آپ کے منہل علم وفضل سے سیراب شدہ متعدد علمائے کرام و اساتذۂ کرام کی بارگاہوں میں زانوئے تلمذ تہہ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

زمانۂ طالب علمی میں وقتاً فوقتاً حضور قیامی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کا تذکرۂ جمیل اساتذۂ کرام اور سینئر ساتھیوں کی زبانی سنا کرتا تھا جس کی وجہ سے آپ سے ایک نادیدہ محبت ہوگئی تھی اور آپ سے ملنے کا بڑا مشتاق تھا لیکن محرومئ قسمت کہ آپ سے ملاقات کا شرف حاصل نہ ہوسکا۔

ابھی چند دن قبل استاذ محترم، ماہر زبان وقلم، میرے مشفق ومحسن حضرت علامہ مفتی کمال احمد صاحب قبلہ علیمی نظامی زادہ اللہ شرفاً وکمالاً نے حضرت مولانا ابوالفواد توحید احمد علیمی طرابلسی کی ایک تصنیف بنام حضرت علامہ تفسیر القادری قیامی، حیات وخدمات ارسال فرمائی بعدہ حکم فرمایا کہ استاذ گرامی حضرت علامہ محمد تفسیر القادری قیامی صاحب علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات پر ایک مختصر سی کتاب مرتب ہورہی ہے، ارسال کردہ کتاب کا مطالعہ کرکے حضرت کے تعلق سے دو تین صفحے کا مضمون ارسال کریں۔

مصنف موصوف کی یہ کتاب پڑھ کر حضرت کا پورا پیکر جمیل ذہن ودماغ میں نقش ہوگیا۔

مطالعہ کے بعد حضور قیامی صاحب قبلہ کے جن اوصاف حمیدہ نے اس حقیر کو سب سے زیادہ متاثر کیا ان میں سے بعض قارئین کے پیش خدمت ہے۔

قیامی صاحب قبلہ کی سب سے بڑی خوبی آپ کے قول وفعل کی مطابقت تھی، رزق حلال، دنیا سے کم سے کم تعلق، سادگی، دین کے فروغ وارتقا کے لئے مال وجان کی قربانی کا جو درس آپ نے لوگوں کو دیا اس پر سب سے پہلے خود عمل پیرا ہونے کی مثال پیش کی۔

حضور قیامی صاحب قبلہ دنیا میں واقعتاً "**کن فی الدنیا کأنک غریب أو عابر سبیل**" کے مصداق، مسافر کی طرح رہے۔ کوئی زیادہ اثاثہ جات وجائداد نہیں بنایا۔ عقیدت مندوں نے اگر کچھ تحفے تحائف پیش کیا تو قبول فرمالیا ورنہ اللہ کی ذات پر بھروسہ رکھا اور کسی سیٹھ صاحب کے سامنے دست سوال دراز نہ فرمایا۔ اسلامی طے شدہ اصول پر سختی سے عمل درآمد کیا اور کسی مصلحت کی خاطر اصولوں کی سودے بازی نہ کی۔

آپ کا ایک عظیم وصف توازن واعتدال تھا، شریعت وطریقت کے درمیان آپ نے حسین امتزاج پیدا کیا۔ تصوف کی لذت وچاشنی آپ کے خطبات اور درسی گفتگو میں اہل باطن نے محسوس کی، لیکن دین کے ظاہری احکام پر عمل کی دعوت بھی پوری طاقت وقوت کے ساتھ جاری رکھی۔ عقائد واعمال کے اعتبار سے اسلاف سے مضبوط تعلق استوار رکھنے کو، فتنوں سے بچنے کا ایک محفوظ راستہ قرار دیا، لیکن اندھی اور جامد تقلید سے ہمیشہ دور رہے۔ انتہائی ٹھوس علم کا خزانہ تدریس وتقاریر کے ذریعے پیش فرمایا، لیکن عملی اعتبار سے بھی ذاتی واجتماعی دونوں سطحوں پر سرگرم عمل نظر آئے۔

آپ کا سب سے نمایاں کارنامہ تدریسی فرائض کی انجام دہی ہے۔ زندگی کے آخری لمحات تک درس وتدریس سے اپنا رشتہ مضبوط رکھا اور ہزاروں تشنگان علم وادب کی اپنی درس گاہ فیض رسا سے علمی پیاس بجھائی۔ فن تدریس میں حضرت حق تعالیٰ نے آپ کو بےمثال ملکہ عطا فرمایا تھا، طریقۂ تدریس نہایت سادہ اور دلچسپ تھا، افہام وتفہیم جو کہ ایک معلم ومدرس کے لئے نہایت ضروری ہے، اس پر آپ کو مکمل دسترس حاصل تھی۔

حضور قیامی صاحب قبلہ ایک اچھے مدرس کے ساتھ ساتھ ایک مؤثر مقرر اور معوذ بھی تھے

اس وجہ سے آپ کے لئے یہ ہرگز مشکل نہ تھا کہ آپ اپنی اعلیٰ تعلیم، ذہانت اور بھرپور قوت کار کی صلاحیت کی بنیاد پر خوب دنیوی مال و دولت جمع فرما لیتے، لیکن آپ نے **"هو خير مما يجمعون"** کے بموجب خدمت قرآن و سنت کی دولت جمع کی، جو دنیوی ساز و سامان سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہے۔

آپ کے دروس و خطابات کے ذریعہ ہزاروں افراد تک قرآن و سنت کا پیغام پہونچا، ہزاروں افراد کی زندگیوں کی اصلاح ہوئی اور سینکڑوں مبلغین قرآن و سنت تیار ہوئے۔ صدقۂ جاریہ کی یہ کمائی بلاشبہ انتہائی قیمتی اثاثہ ہے، جو حضور قیامی صاحب اس دنیا میں کما کر رحلت فرما گئے۔

اجمالاً یہ کہ بلاشبہ اللہ رب قدیر نے حضور قیامی صاحب قبلہ پر بے شمار عنایات کی بارش کر دی تھی۔ آپ کی شخصیت قول و فعل میں مطابقت، اصولوں پر سختی سے عمل، کلمۂ حق کہنے کی زبردست جرأت، خودداری، قناعت، سادگی، استقامت، قوت عمل، اور نیک مقاصد کے ساتھ سچی لگن سے آراستہ تھی۔ آپ کی زندگی، پاکیزگی کا ایک انمول نمونہ دکھائی دیتی ہے۔ آپ بچپن سے لے کر آخری عمر تک دین و سنیت کے خدمت کی لائق تحسین داستان بنے رہے۔ زندگی کی آخری ساعتوں تک قال اللہ اور قال الرسول کا درس دیتے رہے جو کہ ایک بہت بڑی سعادت ہے۔

ایسی زندگی یقینا حضرت حافظ شیرازی علیہ الرحمہ کے اس شعر کا مصداق نظر آتی ہے:

حاصل عمر نثار رہ یارے کردم شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم

اللہ جل مجدہ الکریم ہم سب کو بھی آپ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے قرآن و سنت، مذہب و ملت کا سچا خادم اور دین اسلام کا سچا مجاہد بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

تری خدمتوں کو سلام عقیدت
تری عظمتوں کو سلامی، قیامی

نیاز مند

محمد شکیل چشتی علیمی بھرائچی

بھاؤنگر گجرات

استاذ گرامی کی یاد میں.....

حضرت مولانا مظہر علی نظامی علیمی
استاذ دار العلوم رضویہ اہلسنت رستم پور سنیچرا بازار سنت کبیر نگر یوپی

ابتدائے آفرینش سے لے کر اب تک اس خاکدان گیتی پر بے شمار لوگ آئے، چلے گئے اور تا قیامت آتے جاتے رہیں گے، لیکن ہر آنے والے کا ہم خیر مقدم کرتے ہیں اور نہ ہی ہر جانے والے کا ماتم، مگر آنے جانے والوں میں بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ہم ان کا آنا بھول سکتے ہیں نہ جانا۔

جب تک اللہ تعالیٰ کے وہ نیک بندے اس دنیا میں موجود رہتے ہیں، خلق خدا ان سے فیضیاب ہوتی رہتی ہے اور ان کا سراپا باعث رحمت و خیر و برکت ہوا کرتا ہے، اور جب اس دار فانی کو الوداع کہہ کر چلے جاتے ہیں تو پسماندگان کی آنکھیں نمناک اور جگر چھلنی ہو جایا کرتے ہیں اور وابستگان لاکھ کوششوں کے باوجود انھیں فراموش نہیں کر پاتے۔

انھیں جانے والوں میں سے ایک نیک ذات استاذ العلما حضرت علامہ الحاج الشاہ تفسیر القادری قیامی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہے، جنہیں آسانی سے نہیں بھلایا جا سکتا، آپ علیہ الرحمہ کی ذات ستودہ صفات علم و عمل، خلوص و للّٰہیت، شرافت و نجابت کا پیکر تھی۔

انتہائی خوش مزاج و خوش خلق، نرم دل، شفیق و مہربان، سچے اور کھرے انسان تھے، مجھے آپ سے شرف تلمذ حاصل ہے اور میں اس نسبت پر بجا طور پر فخر کرتا ہوں کہ میرے اساتذہ میں ایسے نیک طینت، پاکیزہ خصلت افراد رہے ہیں جن کی کفش برداری انسان کو بلندی سے ہمکنار کرنے کے لیے کافی ہے۔

آپ ایک عظیم درسگاہ کے مدرس و معلم ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھے داعی اور بااثر مبلغ بھی گذرے ہیں، آپ نے جمدا شاہی اور قرب جوار میں جس طرح خلوص و للّٰہیت کے ساتھ دعوت و تبلیغ کا اہم فریضہ انجام دیا ہے، وہ تاریخ کا ایک حسین اور روشن باب ہے، یہی وجہ ہے کہ قرب و جوار

واطراف کے مخیرین اور اہل دل حضرات آپ کے گرویدہ اور قصیدہ خواں ہیں، اور آج بھی ان کے قلوب واذہان میں آپ کی تصویر بحیثیت مہربان مربی، مشفق معلم اور دانشور داعی ومبلغ کی بنی ہوئی ہے۔

1978ء میں دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی بستی میں مسند تدریس کو زینت بخشی، 32 سالہ تدریسی خدمات کو انجام دیتے ہوئے 2010ء میں دارالعلوم علیمیہ سے ریٹائر ہو گئے اور 19 محرم الحرام 1444ھ/ 18 اگست 2022ء کی شب میں 75 سالہ طویل سفر حیات طے کرتے ہوئے حضرت ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہو گیے، اپنے پیچھے ایک نیک انسان اور مخلص ومشفق استاذ کی یادیں چھوڑ گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین بحرمتہ النبی الکریم علیہ الصلوات والتسلیم

مظہر علی نظامی علیمی
دارالعلوم رضویہ اہلسنت رستم پور سنیچرا بازار سنت کبیر نگر یوپی

مخلص عالم دین

حضرت مولانا محمد عرفان قادری صاحب قبلہ
خادم تدریس وصحافت مدرسہ حنفیہ ضیاء القرآن شاہی مسجد بڑا چاند گنج لکھنؤ

۱۸/اگست ۲۰۲۲ء صبح جب واٹس ایپ کھولا تو گرامی قدر عالی مرتبت حضرت مولانا کمال احمد علیمی دامت فیوضہم کے ایک گراں قدر مضمون پر نظر پڑی جو بقیۃ السلف پیکر اخلاص حضرت علامہ محمد تفسیر القادری قیامی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے تھا۔ مضمون کی سرخی سے ہی یہ ظاہر ہو رہا تھا کہ قیامی صاحب اب اس دنیا میں نہیں رہے۔ لیکن یقین نہیں ہوا اور اسی وقت مضمون پڑھنا شروع کیا، آخری پیراگراف میں قیامی صاحب کے انتقال کی خبر پڑھ کر بہت صدمہ ہوا، کلمہ استرجاع کی تلاوت کے بعد علیمی صاحب کے نمبر پر تعزیتی کلمات واٹس ایپ کیا اس کے بعد "فاقرءوا ما تیسر من القرآن" کے موافق چند سورتوں کی تلاوت کر کے قیامی صاحب کے لیے مغفرت اور بلندی درجات اور پس ماندگان کے لیے صبر وشکر کی دعا کی۔ مولائے کریم اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے صدقے قبول فرمائے آمین۔

بلاشبہ علامہ قیامی صاحب مخلص عالم دین تھے۔ حضرت کا شمار جماعت اہل سنت کے معزز و موقر علمائے کرام میں ہوتا تھا۔ وہ درس نظامیہ کے ایک ماہر اور اعلیٰ استاذ تھے۔ انہوں نے اپنی پوری زندگی درس وتدریس میں صرف کی۔ تقریباً ۳۳ برس تک دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی میں تعلیم وتعلم کا اہم فریضہ انجام دیا اور دارالعلوم کی تعمیر وترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ آپ کی بافیض درسگاہ سے ہزاروں تشنگان علوم نے اپنی علمی پیاس بجھائی۔ وقت کی پابندی، وضع قطع اور سنت و شریعت کی پاسداری کے حوالے سے بھی قیامی صاحب اپنی منفرد شناخت رکھتے تھے۔ ان کی خوش گفتاری وخوش اخلاقی اور شفقت ومحبت کو دارالعلوم علیمیہ کے طلبہ واساتذہ اور اراکین ومعززین مثال میں پیش کرتے تھے، یہ کوئی مبالغہ آرائی نہیں بلکہ مبنی برحقیقت ہے۔

مدرسہ حنفیہ ضیاء القرآن اور دارالعلوم علیمیہ کے درمیان طویل عرصے سے گہرے روابط رہے ہیں۔قریب دو دہائی سے علیمیہ سے تعلیم حاصل کرنے والے بے شمار طلبہ اور وہاں کے اساتذہ کرام سے میری ملاقاتیں ہوئیں۔علامہ قیامی صاحب جب تک علیمیہ میں رہے،اس زمانے میں جب بھی کوئی طالب علم حنفیہ ضیاء القرآن آتا اور وہاں کے کسی استاذ کا غایت درجہ محبت اور احترام سے ذکر کرتا تو وہ علامہ قیامی صاحب کی شخصیت تھی۔طلبہ اور اسٹاف کے دل میں جگہ بنانا خاص طور پر طلبہ کو اپنا گرویدہ بنالینا ہر استاذ کے بس کی بات نہیں ہے۔بلاشبہ یہ قیامی صاحب کا اخلاص اور ان کی بے لوث دینی خدمت تھی کہ ان کے پاس پڑھنے والا ہر طالب علم ان سے دلی محبت کرتا تھا۔

قیامی صاحب کے اخلاص وللّٰہیت اور تقویٰ و پرہیزگاری کا منہ بولتا ثبوت طلبہ وطالبات کو بلا اجرت ومشاہرہ خالصا لوجہ اللہ دین کی تعلیمات سے آراستہ کرنا بھی ہے۔دارالعلوم علیمیہ سے سبکدوشی اور علیمیہ نسواں سے استعفیٰ دینے کے بعد قیامی صاحب نے اپنے گاؤں کے قریب جامعہ رابعہ بصریہ میں تقریباً ۴ سال بلا تنخواہ اللہ ورسول کی رضا کے لیے دینی تعلیم دیتے رہے۔مادیت پرستی کے اس دور میں قیامی صاحب کا یہ عظیم الشان کارنامہ انتہائی قابل تعریف ہے۔

قیامی صاحب ہمارے درمیان نہیں رہے لیکن دارالعلوم علیمیہ اور بے شمار تلامذہ کی صورت میں ان کے کردار اور خدمات کا تذکرہ ہوتا رہے گا۔

اللہ ربّ العزت حضرت کی تمام دینی خدمات کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور ان کی بے حساب مغفرت فرما کر ان کی تربت پر رحمت وانوار کی بارش نازل فرمائے۔آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

محمد عرفان قادری

بڑا چاندگنج لکھنؤ

موت العالِم موت العالَم

حضرت مولانا مفتی محمد شاہد رضا علیمی صاحب قبلہ

استاذ جامعۃ الرضا، بریلی شریف

تمام خوبیاں رب کائنات کے لیے جو تنہا باقی رہنے والا ہے،جس نے اپنی تمام مخلوق پر دار فانی سے انتقال کو لازم کیا،حمد وثنا،شکر کے سجدے،نمازیں،قربانیاں،لوگوں سے محبت وعداوت،ہمارا جینا اور مرنا سب اسی کے لیے ہے،جو سارے جہان کا پروردگار ہے،اس نے ہر نفس کی موت کا وقت مقرر فرما دیا ہے،خود ارشاد فرماتا ہے: **وما کان لنفس ان تموت۔۔۔ الشکرین۔** (آل عمران، آیت:۱۴۵)

ترجمہ:اور کوئی جان بے حکم خدا مر نہیں سکتی،سب کا وقت لکھا رکھا ہے اور جو دنیا کا انعام چاہے ہم اس میں سے اسے دیں اور جو آخرت کا انعام چاہے ہم اس میں سے اسے دیں اور قریب ہے کہ ہم شکر والوں کو صلہ عطا کریں۔(کنز الایمان)

موت سے کس کو رستگاری ہے؟ ہر ایک جانے کے لیے ہی آیا ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس جہان رنگ وبو میں جس شئ کو بھی زندگی بخشی ہے اور اسے اس عالم میں حیات عطا فرمائی ہے وہ چاہے انسان ہو،جن ہو،جانور ہو یا اور کوئی جاندار اس کے لیے موت لازمی ویقینی ہے۔

موت جس کی بھی ہو بہر حال موت ہے،لیکن عالم کی موت ایک جہان کی موت ہے،عالم کی موت سے علم دنیا سے اٹھتا جارہا ہے اور اٹھتا جائے گا۔مخبر صادق حضور پر نور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلے ہی فرما دیا:بے شک اللہ تعالیٰ علم کو(اس طرح)نہیں اٹھائے گا کہ علم کو بندوں (کے سینوں) سے نکال لے لیکن علما کو اٹھانے سے علم کو اٹھالے گا حتیٰ کہ جب وہ کسی عالم کو باقی نہیں رکھے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے،ان جاہلوں سے سوال کیا جائے گا تو وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے،پس خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔(صحیح مسلم،سنن ابن ماجہ)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین

مرتبہ فرمایا: علم کے ختم ہونے سے پہلے اس کو حاصل کرلو، مسلمانوں نے کہا: یارسول اللہ! علم کیسے ختم ہوگا؟ حالاں کہ ہم میں اللہ کی کتاب موجود ہے، پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غضب ناک ہوئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو غضب میں نہ لائے۔ آپ نے فرمایا: تم کو تمھاری مائیں روئیں، کیا بنی اسرائیل میں توراۃ وانجیل موجود نہ تھیں؟ پھر کوئی چیز ان سے کفایت نہ کرسکی۔ پھر آپ نے تین بار فرمایا: بے شک حاملین علم کے اٹھ جانے سے علم اٹھ جاتا ہے۔ (المعجم الکبیر)

حضرت امام بخاری وترمذی نے بسند صحیح روایت کیا ہے کہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: **من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین**۔ یعنی رب تبارک وتعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرمادیتا ہے۔

اس حدیث کی روشنی میں امام المتکلمین حضرت علامہ نقی علی خان قدس سرہ اپنی کتاب فضائل علم وعلما میں ''الاشباہ والنظائر'' کی عبارت نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کوئی آدمی اپنے انجام سے واقف نہیں سوائے فقیہ کے (کیوں کہ) وہ باخبار مخبر صادق جانتا ہے کہ اس کے ساتھ خدا نے بھلائی کا ارادہ فرمایا ہے۔

مذکورہ روایتیں اس بات کو خوب واضح کررہی ہیں کہ آخر زمانہ میں علما بکثرت موت کا جام شیریں نوش کریں گے اور زمانہ میں جہالت کا دور دورہ ہوگا، اس طرح علماے حق کی وفات کے ساتھ لوگوں کے درمیان سے علم اٹھتا چلا جائے گا۔ حتیٰ کہ کوئی عالم برحق نہ بچے گا، لوگ جاہلوں کو اپنا سردار و پیشوا بنا لیں گے ان سے ہی مسائل دریافت کریں گے وہ جاہل فتوے دیں گے تو وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

آج ہم یہ احوال وکوائف اپنی نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں کہ علماے ربانیین کا قافلہ اس دار فانی سے دار بقا کی طرف تیزی کے ساتھ رواں دواں ہے، اسی قافلہ حق کے فرد کامل استاذ الاساتذہ، عالم باعمل، صوفی باصفا، حامی دین متین، ناصر سنت رسول کریم، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، جامع شریعت، محافظ راہ طریقت، مفکر ملت، استاذی الکریم حضرت علامہ تفسیر القادری قیامی علیہ الرحمہ بھی ہیں، جنھوں نے ۱۷؍اگست ۲۰۲۲ء کو شب ۱۱:۲۰ بجے داعی اجل کو لبیک کہا، اور جان جاں آفریں کے سپرد کردی۔ **اناللہ وانا الیہ راجعون۔ للہ مااعطیٰ ولہ مااخذ ولکل اجل مسمی۔**

حضرت کے انتقال کی یہ جانکاہ خبر بالعموم تمام اہل سنت اور بالخصوص ہم شاگردوں اور متعلقین ومعتقدین کے دلوں پر بجلی بن کر گری، کیوں کہ ایک عالم ربانی کی موت سے پوری قوم وجماعت متاثر ہوتی ہے اور ہر منصف کا دل پکار اٹھتا ہے:

موت عالم سے بندھی ہے موت عالم بے گماں — روح عالم چل دیے عالم کو مردہ چھوڑ کر
عرش پہ دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا — فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب وطاہر گیا

استاذ گرامی حضرت علامہ قیامی علیہ الرحمہ صفات حسنہ سے مزین اور گوناگوں خوبیوں کے حامل تھے، مثلاً عمل پیہم، اخلاص وللّٰہیت، توکل وقناعت، زہد وتقویٰ، صبر وشکر، عفو ودرگزر اور استقامت فی الدین۔

مذکورہ بالا صفات کے علاوہ حضرت قیامی صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان انتظامی امور کو بحسن وخوبی انجام دینے میں مہارت تامہ رکھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ دارالعلوم علیمیہ میں نائب صدرالمدرسین کے عہدے پر ایک مدت تک آپ فائز رہے اور اپنی ذمہ داریوں کو احسن طریقے پر انجام دیتے رہے، مشکل اور پیچیدہ اوقات میں آپ کی رائے وفیصلے کی اہمیت ہر شخص پر عیاں ہوجاتی تھی، چاہے طلبہ واساتذہ کے درمیان کا معاملہ ہو یا طلبہ وانتظامیہ کے مابین رسہ کشی ہو یا اساتذہ واراکین مدرسہ کے درمیان کا معاملہ ہو ہمیشہ معاملات کو سلجھانے اور گفت وشنید کو نتیجہ خیز بنانے میں آپ کی رائے اہمیت کی حامل وقابل قبول ہوتی۔

طلبہ کے ساتھ بھی آپ کا بہت اچھا سلوک ہوتا ان پر خوب شفقت ونرمی فرماتے، مجھ فقیر پر بھی آپ کے بہت احسانات ہیں آپ کا ہر عمل خالصاً للہ ہوتا، احسان جتانا تو دور کسی کو اپنے قول وفعل سے احساس بھی نہ کراتے، بلکہ حسن سلوک وشفقت فرماتے۔ آہ صد آہ دنیاے سنیت نے آپ جیسا عالم ربانی کھو دیا۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہرباری کرے — حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

محمد شاہد رضا علیمی
استاذ جامعۃ الرضا، بریلی شریف

میرے والد گرامی

شہزادۂ قیامی حضرت مولانا محمد عرفان رضا قیامی سبحانی علیمی صاحب قبلہ
استاذ دارالعلوم اہلسنّت مصباح العلوم، بہادر پور بازار ضلع بستی، یوپی

میرے والد گرامی حضرت علامہ الحاج محمد تفسیر القادری قیامی علیہ الرحمہ، سابق استاذ وصدرالمدرسین مرکزی درسگاہ مادر علمی دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی یوپی کیا تھے، ان کی حیثیت کیا تھی، ان کا علمی مقام کیا تھا؟ یہ سب علمائے کرام اور ان سے استفادہ کرنے والے حضرات جانیں، میں ایک بیٹا ہونے کے ناتے اس موضوع پر کیا لب کشائی کروں۔ میں والد گرامی علیہ الرحمہ کی خانگی زندگی اور بعض دوسرے گوشے نذر قارئین کرام کرتا ہوں۔

نسب کی تحقیق:

آپ کے آبائی گاوں میں مسلم آبادی کے نام پر صرف آپ ہی کا خاندان ہے، ہندوستانی عرف کے مطابق آپ کا تعلق منصوری برادری سے ہے، اگرچہ ادھر کافی مدت سے خاندان کے لوگ سلائی کے پیشے سے وابستہ ہیں۔ آپ کو خود بھی سلائی کا ہنر آتا تھا، البتہ آپ نے اسے اپنا پیشہ نہیں بنایا، ہاں کبھی کبھی اپنے اور گھر والوں کے کپڑے سل دیا کرتے تھے۔ حضرت نے بہت تحقیق اور محنت وجستجو کے بعد اپنا شجرہ نسب اور خاندان کی تاریخ مرتب کر کے شائع کی ہے۔

مرغوب غذائیں:

بکرے کا گوشت، پرور، لوکی، تروئی کی سادی سبزی، خالص ارہر کی دال، سردی میں نیم زردی ابلا انڈا، کالی چائے، گیہوں اور چنا کی موٹی روٹی چٹنی کے ہمراہ، بھگائے ہوئے کچے چنے، کاجو، بادام، اخروٹ اور کشمش کا آمیزہ، جو ہمیشہ آپ کے سرہانے ڈبے میں رکھا رہتا۔

علاج واحتیاط:

آپ اپنی طبیعت کے لئے حفظان صحت کے اصولوں کا بہت خیال رکھتے تھے۔ ضرورت

وتقاضے کے مطابق ٹھنڈے اور گرم پانی کا استعمال کرتے تھے، روزمرہ کی ابتدائی راحت رساں یونانی اور انگریزی دوائیں پاس رکھا کرتے تھے۔ تل یا سرسوں کا تیل بلا ناغہ رات کو سر میں ڈالتے، شاید یہی وجہ ہو کہ آپ کے بال معمولی سفید ہوئے تھے۔

نزلہ زکام ہونے پر جوشاندہ ہمدرد والا اور لعوق سپستاں اور بخار کی صورت میں چرایتا پھر طبیعت معمول پر آنے کے بعد خمیرہ گاوزباں عنبری جواہر والا استعمال کرتے تھے۔ انجیکشن اور گلوکوز لینے سے حتی الامکان پرہیز کرتے تھے۔ اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ انہیں اسپرٹ اور ہائیڈروجن سے نفرت تھی۔ آپ کے پسندیدہ ڈاکٹر ایک سنی صحیح العقیدہ تھے، جناب عرفان خان فیض آباد۔

لباس اور دیگر متعلقات:

سفید کرتا پاجامہ۔ دو پلی ٹوپی اکثر ان کے ہاتھ کی بنی۔ صدری۔ پرانے وضع کی سلائی ہوئی کاٹن کی بنیان۔ عمامہ، جبہ، عبا یا شیروانی اور عصا، جمعہ اور عیدین نیز خاص موقعوں پر۔ پٹے کی گھڑی۔ نیم اور پیلو کی مسواک۔

اندرون خانہ کے معمولات ومعاملات:

کھانا، پینا، سونا، ملنا، جلنا غرضیکہ جملہ معمولات میں آپ سختی کے ساتھ وقت کی پابندی کرتے تھے۔ نماز فجر اور اوراد ووظائف کے بعد تقریبا آدھا گھنٹہ چہل قدمی۔ ہر موسم میں سوا سات سے پونے آٹھ کے درمیان ناشتہ۔ ظہر سے پہلے دوپہر کا کھانا۔ ظہر بعد ایک گھنٹہ آرام، پھر اٹھ کر معمولات میں مصروفیت۔ رات ساڑھے دس سے پونے گیارہ بجے تک استراحت کے لئے چلے جانا۔ تین بجے کے قریب بیدار ہو جانا۔ ہمیشہ گھر کے اندر ہی سونا۔ ایک مرتبہ بہت سخت گرمی تھی میں نے اصرار کر کے چھت پر بستر لگا دیا، مگر جانے کو تیار نہ تھے، بادل ناخواستہ گئے بھی تو کچھ گھنٹوں بعد نیچے آ گئے۔

گھر خاندان میں آپ کا مقام:

آپ تین بھائی تھے۔ اپنے بھائیوں میں آپ سب سے بڑے تھے، دوسرے نمبر پر جناب ماسٹر یادعلی مرحوم جو گورکھپور یونیورسٹی کے پڑھے تھے اور باشرع و پرہیزگار تھے، ابھی گزشتہ

نومبر ۲۰۲۱ء میں ان کا انتقال ہوا ہے۔ چھوٹے بھائی میرے عم محترم اللہ ان کا سایہ سلامت رکھے جناب نظام الدین اور آپ کے چچا زادگان اور خاندان کے سبھی چھوٹے بڑے آپ کا احترام اور پاس ولحاظ رکھتے۔ جس کسی کو جو کچھ کہہ دیتے وہ مان جاتا تھا۔ شادی بیاہ کے معاملے میں آپ کا مشورہ حرف آخر ہوتا تھا۔

اہل خانہ کی تربیت:

اپنے بچوں بچیوں، پوتوں پوتیوں اور برادرزادوں پر کڑی نگاہ رکھتے تھے۔ اگر کوئی کمی بیشی کسی کے اندر نظر آتی تو بلا کر اصلاح فرما دیتے۔ گھر والوں کو نماز، روزہ، تلاوت قرآن اور نیکیوں کی تلقین وتاکید کرتے رہتے۔ اپنی تینوں بہوؤں کو ایک ایک تسبیح دے کر مخصوص اوراد و وظائف کی ہدایت بھی فرمائی تھی۔

اہلیہ کے ساتھ حسن سلوک:

فرمان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے: خیر کم خیر کم لاھلہ و انا خیر کم لاھلی (سنن ابن ماجہ) اسی کے کے پیش نظر آپ ہماری والدہ ماجدہ حفظہا اللہ کا غایت درجہ خیال رکھتے تھے۔ ان کے کھانے، پینے، سونے، طبیعت اور دوا علاج پر کافی توجہ فرماتے تھے۔ خود ڈاکٹر کے وہاں لے جاتے اور ضرورت پڑنے پر ڈاکٹر کو بلا کر بھی لاتے۔ اگر لڑکے یا گھر کے دوسرے افراد کہتے کہ ہم ڈاکٹر کو بلا لاتے ہیں تو منع کر دیتے۔ کبھی ان کے ساتھ ڈانٹ پھٹکار کا رویہ نہیں اختیار کیا۔ جو کچھ روپیہ پیسہ ہوتا انہیں کے پاس رکھتے، گھر میں کسی کو بھی روپئے کی ضرورت پڑتی تو فرماتے امی/دادی سے جا کر لے لیجئے۔ ٹھنڈک کے موسم میں ڈاکٹر کے مشورے سے حلوہ گھیکوار استعمال کراتے اور ہمیشہ پھل کھلاتے تھے۔

میری والدہ کو مرغی، انڈا اور بڑے کا گوشت نہیں پسند ہے، اس لئے جب بھی یہ چیزیں اہل خانہ کے لئے لاتے تو امی کے لئے بکرے کا گوشت ضرور لاتے۔ گھر کے باہر جب جاتے، صبح شام اور وقتا فوقتا فون سے خبر گیری کرتے رہتے، کھانا ہوا کہ نہیں؟ طبیعت کیسی ہے؟ جمدا شاہی قیام کے دوران روزانہ فون سے بات کرتے، طبیعت کی خیریت لیتے اور

بالخصوص من پسند کھانا کھانے کی تاکید کرتے۔ ابھی جلد ہی ایک زمین خرید کی تھی جس کی رجسٹری انہیں کے نام سے کرائی، جبکہ والدہ نے منع کیا مگر والد محترم نے فرمایا نہیں آپ ہی کے نام سے رجسٹری ہوگی۔

اولاد کے ساتھ حسن سلوک:

آپ نے ہم بھائیوں بہنوں کی ضروریات وسہولیات کے ساتھ ہمارے شوق وسنگار اور خواہشات کا بھی خیال رکھا۔ ایک بار مجھے چپل کی ضرورت تھی، آپ نے من مطابق چپل لینے کو کہا، مجھوا پرینہ میں نہیں پسند آیا، بستی گیا، وہاں بھی نہیں، خالی ہاتھ لوٹا، پھر آپ نے ردھولی کی مشہور دکان ''نواب شوز'' پر بھیجا۔

یہ آپ کے حسن انتظام کی مثال ہے کہ سفر حج پر جاتے وقت سارا انتظام کر کے ضرورت بھر نقدی میرے حوالے کی اور اسی کے ساتھ سادے چیک پر دستخط بھی کر کے گئے تھے۔ حج سے واپسی پر اس دیار مقدس سے تحفے میں اپنی دو بہوؤں کے لئے سونے کے کنگن لائے تھے، چوں کہ اس وقت میری شادی نہیں ہوئی تھی اس لئے بعد میں میری شریک حیات کے لئے بھی اتنی ہی مالیت کے کنگن بنوا کر دیئے۔ اسی مبارک سرزمین سے اپنی چاروں بیٹیوں کے لئے اعلی قسم کا ایک ایک کمبل بھی لائے تھے۔

رحلت سے ایک ماہ قبل ہماری بڑی بہن صالحہ خاتون کا پتھری کا آپریشن ہوا تھا، ڈسچارج کے بعد والد صاحب نے انہیں گھر بلا لیا، پانچ دن کے بعد ٹانکا کٹ گیا، پھر بھی گھر پہ ہی رکھا، مستقل نگرانی کرتے رہے، صحت پر بھرپور توجہ دی اور صحت مند ہونے کے بعد میرے بڑے بھائی کے ہمراہ چار پہیہ گاڑی سے انہیں گھر بھیجا۔

اپنی زمین جائیداد کا فیصلہ:

آپ نے اپنی زمین جائیداد کے معاملات کو اپنی زندگی ہی میں واضح خطوط کے ذریعے حق شفع سمیت مشترکہ اور علاحدہ ایک ایک چیز کو فیصل کر دیا تھا، اس کام کے لئے اپنے خاص مشیر عالی جناب الحاج محید اللہ خان صاحب بستی کو بھی بلایا تھا اور ان کی موجودگی میں اسٹامپ پر سب

کچھ لکھوادیا تھا۔دوران تقسیم میرے لئے ایک گھر میں ۱۰۱۶ کی زمین پر نیچے اوپر دو کمرے مختص کیے،جس پر کچھ لوگ بولے کہ ان کو یہاں کے بجائے کہیں اور دیدیں،ویسے بھی یہ بستی شہر میں رہتے ہیں۔والد محترم علیہ الرحمہ نے فرمایا:مبادا مبادا،ہزار بار مبادا،مگر ایسے حالات بن سکتے ہیں کہ لوگ شہر سے دیہات میں آنا چاہیں،اس لئے یہاں عرفان بابو کو سر چھپانے کی جگہ چاہئے۔اللہ کی مرضی، کرونا وبا کا قہر ایسا برپا ہو کہ خدا کی پناہ،اس وقت ہم سب کو والد گرامی کے اس فیصلے کی اہمیت کا اندازہ ہوا۔

زکات کے تئیں حساسیت:

زکات کے معاملے میں آپ بہت محتاط تھے،باضابطہ خود اپنی زکات نکالتے تھے اور اہل خانہ سے نکلواتے بھی تھے۔سفر آخرت سے سال بھر پہلے میری والدہ کے زیورات کی زکات نکال کر ان سے فرمایا:حجن! بیٹیوں بہوؤں کو جو کچھ دینا ہے دے کر سب ختم کرو۔چنانچہ ایسا ہی ہوا،امی نے سارے زیورات بہوؤں اور بیٹیوں کے درمیان بانٹ دیا۔

صلہ رحمی:

آپ حرص وطمع سے دور تھے،شان استغنار کھتے تھے،اور اسی کے ساتھ اللہ تعالی جل شانہ نے آپ کو کشادگی رزق،مال ومتاع،دردمند دل اور خدا ترسی کی دولت سے بھی نوازا تھا۔آپ کسی سے نفع نقصان کا خیال کیے بغیر جو ہوسکتا اس کا تعاون کر دیا کرتے تھے۔بالخصوص قرابت داروں میں اگر کسی کو مالی تعاون کی ضرورت ہوتی تو آپ اس کے ساتھ کھڑے رہتے تھے۔اور بھی دور و نزدیک کا کوئی اپنی ضرورت ظاہر تو اس کی بھی دلجوئی فرماتے،کچھ مخصوص طلبا اور دوسرے حاجت مندوں کا بھی خیال رکھتے تھے۔

علمائے کرام سے تعلق:

علاقے کے علما،اساتذہ اور ائمہ سے آپ کا خصوصی ربط تھا۔نصاب سازی،اصول ضابطہ،پیچیدہ مسائل،رائے مشورہ نیز دیگر حوالوں سے کثرت کے ساتھ آپ کی طرف رجوع کیا جاتا۔اور علمائے کرام جس بھی ضرورت سے آتے آپ نا نہیں کرتے تھے۔

آنے والے علمائے کرام کو حسب موقع نذرانے بھی دیا کرتے تھے،ان کے لئے نذرانوں کے لفافے علاحدہ ایک جگہ رکھتے تھے وہیں سے نکال کر دیتے۔

ملاقات کا خاص وقت:

آپ اکثر وبیشتر دوپہر قیلولہ سے فارغ ہو کر دور دراز کے لوگوں سے ملاقات کرتے تھے۔اور نزدیک کے لوگ زیادہ تر عصر کے بعد ملنے آتے تھے۔اگر کوئی صاحب فون کرتے اور دوپہر ہی میں ملنے کی اجازت چاہتے تو فرماتے:آجایئے جو سوکھا روکھا ماحضر ہو تناول فرما کر آرام کیجئے گا،تین بجے کے قریب بات چیت ہوگی۔

ایک مرتبہ الجامعۃ السبحانیہ تنہیواں کے استاذ مولانا جمیل صاحب کو ملنا تھا،انہوں نے دوپہر کے وقت مس کال کر کے چھوڑ دیا قیلولہ کے بعد آپ نے ان کو ری کال کیا،حال خیریت پوچھی اور بولے:مولانا آپ بہت ہوشیار ہیں۔

عوامی اصلاح:

شروع سے علاقائی سطح پر مذہب ومسلک کے حوالے سے گہری نظر رکھتے تھے۔جامعہ رابعہ بصریہ تنہیواں جو آپ کی آخری خدمت گاہ ہے اس ادارے سے پورے علاقے اور دور دراز کے حضرات کو مربوط کیا اور بچیوں کی اعلی تعلیم وتربیت کی کامیاب مہم چلاتے ہوئے مذہبی اور تعلیمی بیداری کا کارنامہ انجام دیا۔

محمد عرفان رضا قیامی

استاذ دار العلوم اہل سنت مصباح العلوم، بہادر پور، بستی

تعزیتی پیغامات:

Regd. No. 1108/1980-81

Office: +91-9140188236
+91-9793863849

Website: www.jamiaaleemia.com

E-mail: dualimiajamda@gmail.com

دارالعلوم العليمية

بجمداشاهي،بستي،اتربراديش،الهند، رمزالبريد: ٢٧٢٠٠٢

DARUL ULOOM ALIMIA

Jamda Shahi, Distt. Basti (U.P.) India, Pin-272002

Ref. No. ....

Date : 18/08/2022

تعزیت نامہ

انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ جماعت اہل سنت کی قدآور شخصیت، نامور عالم دین حضرت علامہ الحاج محمد تفسیر القادری قیامی علیہ الرحمہ (سابق نائب صدر المدرسین دارالعلوم علیمیہ، جمدا شاہی، بستی) اس دارفانی سے کوچ کر گئے ہیں۔ انا للّٰہ وانا الیہ رٰجعون۔

حضرت قیامی صاحب قبلہ تقویٰ شعار اور وضع دار شخصیت کے مالک تھے۔ حلم وبردباری اور متانت وسنجیدگی ان کی ذات کے اہم ترکیبی عناصر تھے۔ مختلف علوم وفنون پر دسترس رکھنے کے ساتھ بطور خاص فارسی زبان وادب میں آپ کو یدطولیٰ حاصل تھا۔ اس قحط الرجال کے زمانے میں آپ نمونۂ اسلاف تھے۔ آپ کے انتقال پرملال کی خبر سے دارالعلوم علیمیہ کے ارکان، اساتذہ، طلبہ اور وابستگان میں غم واندوہ کی لہر دوڑ گئی۔ بلاشبہ آپ کی وفات حسرت آیات جماعت اہل سنت کا بڑا خسارہ ہے۔

میں حضرت کے جملہ پسماندگان اور متعلقین بالخصوص آپ کے صاحب زادے مولانا مفتی عرفان رضا صاحب کو اپنی جانب سے اور دارالعلوم علیمیہ کے ارکان، اساتذہ اور طلبہ کی طرف سے تعزیت پیش کرتے ہوئے دعا گو ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ حضرت کی بے حساب مغفرت فرما کر ان کے درجات بلند فرمائے، اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہٖ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

Principal
Darul Uloom Alimia
Jamda Shahi-Basti

DARUL ULOOM ALIMIA

Jamda Shahi, Distt. Basti (U.P)
India, Pin-272002

دارالعلوم علیمیہ

جمدا شاہی، ضلع بستی، یوپی

Regd. No. 1108/80-81

Ref No._____

Date: 18/08/2022

تعزیت نامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُون

ابھی یہاں قبل نماز مغرب اس جانکاہ خبر کو پڑھا کہ استاذنا المکرم بقیۃ السلف فخر الاماثل حضرت علامہ تفسیر القادری قیامی سابق استاذ دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی دار فانی سے دار بقا کوچ فرما گئے

دل ودماغ ماوف ہو گئے کہ ابھی چند ایام قبل انکی حیات وخدمات پہ مشتمل کتاب کے رسم اجرا کی اطلاع دی تو بہت خوش ہوئے اور ڈھیر ساری دعاوں سے نوزا طبیعت بالکل ٹھیک تھی آج یہ خبر بجلی بن کے گری حضرت کا وصال پر ملال نہ یہ کہ انکے صاجزادگان پسماندگان کے لئے غمناک ہے بلکہ پوری جماعت کے لئے خسارہ ہے انکی رحلت سے اہل سنت ایک کہنہ مشق استاذ سے محروم ہو گئے بڑی خوبیون کے حامل بزرگ تھے مولی کریم سب کو صبر جمیل عطا فرمائے انکی خدمات دینیہ کو قبول فرمائے آمین

دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی پہ انکے بڑے احسانات ہیں جب کبھی بحرانی وقت اتا آپ نے بھت سہارا دیا اللہ کریم انکو برزخ میں اخرت میں بہترین اجر دے

اساتذہ دارالعلوم وطلبہ مجلس منتظمہ جماعت علیمیہ اس غم میں برابر کے شریک ہیں اور دعا گو ہیں کہ رب انکی مغفرت فرمائے درجات بلند فرمائے آمیں بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

شریک غم

محمد شفیق الرحمن عزیزی مصباحی

مجلس منتظمہ دارالعلوم علیمیہ وجماعت علیمیہ جمدا شاہی

www.jamiaaleemia.com E-mail: dualimiajamda@gmail.com

(مفتی) محمد نظام الدین رضوی
شیخ الحدیث وصدر شعبۂ افتا جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ
Mufti Muhammad Nizamuddin Rizvi
Shaikhul Hadith & Sadr Shoba-e-Ifta
Jamia Ashrafia, Mubarkpur, Azamgarh
Email: mdnizamuddinrizvi@gmail.com Mob: 9450119650,

حضرت مولانا محمد تفسیر القادری شرافت وسادگی اور اخلاق وکردار کا نمونہ تھے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامدا و مصلیا و مسلما

اہل سنت وجماعت کے بزرگ عالم دین دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی کے سابق موقر استاذ ونائب صدر المدرسین حضرت مولانا محمد تفسیر القادری قیامی رحمہ اللہ آج ۱۹ر محرم الحرام ۱۴۴۴ھ کی شب میں وصال فرما گئے۔ إنا لله و إنا إليه رجعون.

ان کا مولد ومسکن املی ڈیہیا، پوسٹ مہنداول ضلع سنت کبیر نگر تھا۔ مکتب اسلامیہ مہنداول، دارالعلوم تنویر الاسلام امرڈوبھا اور دارالعلوم مظہر اسلام میں تعلیمی سفر کے مراحل طے کیے۔ ۱۹ر شعبان المعظم ۱۳۸۷ھ میں بریلی شریف سے سند ودستار فضیلت سے نوازے گئے۔

اس کے بعد میدان تدریس میں قدم رکھا اور کئی مدارس میں مسند تدریس پر متمکن رہے۔ ۲۸ر اکتوبر ۱۹۷۸ء میں دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی سے منسلک ہوئے اور ۲۲ر ستمبر ۲۰۱۱ء تک اس ادارے میں اپنی خدمات دیتے رہے۔

مولانا مرحوم کی علمی، دینی اور تبلیغی خدمات کا اعتراف ان کی صحبت سے فیض یاب ہر طبقے کے لوگ کرتے ہیں۔ اعتراف خدمات کے ساتھ ان کی شرافت وسادگی اور خوش اخلاقی کا ذکر طلبہ، اساتذہ اور مضافات میں زبان زد خاص وعام ہے۔

دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی میں متعدد بار طلبہ کے امتحانات لینے اور سالانہ جلسے میں شرکت کرنے کا موقع ملا۔ دوسرے اساتذہ کے ساتھ حضرت مولانا تفسیر القادری قیامی رحمہ اللہ سے بھی کئی خوش گوار ملاقاتیں رہیں یقینا مولانا مرحوم حسن اخلاق اور سادگی کا نمونہ تھے۔ بڑے متواضع، خلیق اور ملنسار تھے۔ ان کی سادگی اور اخلاق کا ذکر کیے بغیر ان کی زندگی کا باب نامکمل ہے۔

تحریری ذوق بھی حاصل تھا۔ ان کے مضامین ومقالات اس پر شاہد ہیں۔

افسوس کہ آج وہ اللہ کو پیارے ہوگئے۔ لله ما أخذ و له ما أعطى و كل شيئ عنده إلى أجل مسمى. اللہ رب العزت مرحوم کو غریق رحمت فرمائے، کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے، ان کے جملہ پس ماندگان اولاد واحفاد، تلامذہ، متعلقین ساتھ ہی دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی کے جملہ ارکان، اساتذہ کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم.

شریک غم
محمد نظام الدین الرضوی
شیخ الحدیث وصدر شعبۂ افتا جامعہ اشرفیہ، مبارک پور
۱۹ر اگست ۲۰۲۲ء/ ۲۰ر محرم الحرام ۱۴۴۴ھ

(صاحبزادہ) محمد آصف علوی ازہری
نائب سجادہ نشین خانقاہ فیض الرسول ومہتمم دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول
براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر۔یوپی
(Sahabzada)
Mohammad Asif Alvi Azhari
Nayeb Sajjada Nashin Khanqa-e-Faizurrasool,
Muhtamim Darul Uloom Ahlesunnat Faizurrasool
Baraon Sharif Distt. Siddharth Nagar U.P.272153
E-mail: Alvi25409@gamail.com Mob. 8577945400

متعدد ذرائع سے یہ افسوس ناک اور اندوہناک خبر موصول ہوئی کہ جماعت اہل سنت کے ایک جلیل القدر اور عظیم المرتبت عالم حضرت علامہ مولانا محمد تفسیر القادری معروف بہ قیامی صاحب (نائب صدر المدرسین دار العلوم علیمیہ جمداشاہی) ۱۷/ اگست ۲۰۲۲ء کی شب ۱۱ بج کر ۲۰ منٹ پر دار فانی سے دار جاودانی کی طرف کوچ کر گئے۔

حضرت قیامی صاحب علیہ الرحمہ بڑے خلیق، متواضع، ملنسار، اور برگزیدہ تھے۔ وہ تقوی باز نہیں تقوی شعار تھے، وہ عبادت گزار نہیں عبادت شناس تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی عبادت وریاضت کے برکات واثرات ان کی تمدنی اور سماجی زندگی پر صاف محسوس کئے جاسکتے تھے۔ صوفیانہ مراسم ومحاسن کے بڑے اچھے پیکر تھے۔

سچے بزرگوں سے بڑی سچی عقیدت اور نیازمندی رکھتے تھے۔ مجھے علیمیہ میں اپنے زمانہ طالب علمی کی وہ نشستیں یاد پڑتی ہیں جب آپ مسجد میں طلبا کے سامنے شریعت وطریقت کے مخصوص آداب واسرار بڑے پیارے انداز میں پیش فرماتے اور کبھی موقع اور مناسبت سے میرے جد امجد حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ والرضوان کا تذکرہ بڑی محبت، عقیدت اور شیفتگی سے فرماتے اور اس خیر وخوبی سے فرماتے کہ محسوس ہوتا کہ آپ کی حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ سے کتنی گہری روحانی اور وجدانی وابستگی ہے۔ نسبت شعیب الاولیاء کی وجہ سے مجھ سے بڑی عزت اور شفقت سے پیش آتے اور یہ پیش آنا کوئی رسمی نہیں بلکہ ذاتی اور جذباتی ہوتا۔ ملاقات کے وقت اکثر والد گرامی، شہزادہ شعیب الاولیاء حضرت علامہ علوی صاحب قبلہ (حفظہ اللہ تعالی ورعاہ) سجادہ نشین خانقاہ فیض الرسول کی خیریت وعافیت دریافت فرماتے اور ان کی طرف سے بڑی مسرت، عقیدت اور اطمینان کا اظہار فرماتے۔

اکابر شناسی اور اصاغر نوازی کا یہ امتیاز وامتزاج اور شب وروز کا صوفیانہ مزاج ومنہاج آپ کی شخصیت کو گراں مائیگی اور انفرادیت عطا کرتا ہے۔ میں جملہ پسماندگان بالخصوص برادر عزیز صاجزادہ عالی وقار مولانا عرفان علیمی کو تعزیت پیش کرتے ہوئے دعاگو ہوں کہ اللہ تعالی حضرت قیامی صاحب علیہ الرحمہ کو جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے اور ان کے متعلقین کو صبر جمیل اور اہل سنت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔

DARUL ULOOM AHL-E-SUNNAT
TANVIRUL ISLAM
دارالعلوم اہلسنت تنویرالاسلام
Amar Dobha, Po. Bakhira Bazar, Distt. Sant Kabir Nagar
U.P. India- Pin Code. 272199
امرڈوبھا بکھرابازار ضلع سنت کبیرنگر یوپی

f. No. ....   Date ....

تعزیت نامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم   حامداومصلیاومسلما

عرش پردھومیں مچیں وہ مؤمن صالح ملا   فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب وطاہر گیا

یہ خبرکس قدر باعث رنج وغم بنی کہ انیسویں شب محرم الحرام ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۷/اگست ۲۰۲۲ء رات ۱۱ بجکر ۲۰ منٹ پر اہلسنت و جماعت کے ایک عظیم المرتبت مخلص باعمل عالم دین نمونۂ اسلاف استاذ الاساتذہ حضرت علامہ ومولانا الحاج محمد تفسیر القادری المعروف قیامی صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ سابق نائب صدرالمدرسین دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی ضلع بستی وشیخ الحدیث جامعہ رابعہ بصریہ للبنات تیہوا ں ضلع سنت کبیرنگر کاوصال ہوگیا۔ اناللہ و انا الیہ راجعون.

یوں تواس دارفانی سے عالم جاودانی کی طرف سب کوکوچ کرنا ہے۔ مگرموت العالم موت العالم کا منظرہی کچھ اورہوتا ہے۔

موت اس کی ہے زمانہ کرے جس کا افسوس   یوں تودنیامیں سبھی آئے ہیں مرنے کے لیئے

حضرت قیامی صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ کی حیات مستعار۔ یقین محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم   جہادزندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں۔ کی روح پرور آئینہ دارنظر آئے گی۔ آپ کے اوصاف ستودہ خصوصا تقویٰ شعاری، سادگی وسنجیدگی، حلم وبردباری، تواضع وانکساری اورمسلک اہلسنت و جماعت مسلک اعلیٰ حضرت پراستقامت اوراس کی حفاظت و پاسداری، درس وتدریس میں جہد مسلسل اورطلبہ پرشفقت پیہم یہ ایسے اوصاف ہیں جو طالبان علوم دینیہ اوررہروان راہ آخرت کے لئے نمونۂ عمل اورمنارۂ نورکی حیثیت رکھتے ہیں۔ چونکہ آپ دارالعلوم اہلسنت تنویرالاسلام امرڈوبھا بکھرا ضلع سنت کبیرنگر کے قابل فخراولین سابقین فارغ التحصیل تنویری فرزندہیں۔ اس لئے آپ کی رحلت سے یہ ادارہ بھی ماتم کناں وسوگوار ہے۔ رب قدیرعزوجل اپنے حبیب کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کے صدقے وطفیل آپ کوجنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطافرمائے اورآپ کے علمی وروحانی فیوض وبرکات کوجاری وساری رکھے۔ آمین یارب العالمین۔

دارالعلوم اہلسنت تنویرالاسلام امرڈوبھا بکھرا ضلع سنت کبیرنگر کے جملہ اساتذہ وطلبہ کی طرف سے حضرت قیامی صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ کے جملہ متعلقین کو اور بالخصوص آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا مفتی محمد عرفان رضا صاحب کوہم تعزیت پیش کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صبرجمیل اوراس صبرپراجرجزیل عطافرمائے۔ اوروالدگرامی وقارعلیہ الرحمۃ کاسچا جانشین رکھے۔

آمین بجاہ حبیبہ شفیع المذنبین علیہ افضل الصلاۃوالتسلیم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین.

شرکاءغم: محمد مکرم رضوی مصباحی صدرالمدرسین

امام علی قادری مصباحی   احمدرضا اعظمی رضوی مصباحی   محمدارشد برکاتی علیمی

وجملہ اساتذہ وطلبہ دارالعلوم اہلسنت تنویرالاسلام امرڈوبھا بکھرا ضلع سنت کبیرنگر یوپی

۱۹/محرم الحرام ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۸/اگست ۲۰۲۲ء

تحریک علمائے اہلسنت الہند
TAHREEK E ULAMA E AHLESUNNAT
اپنی کل کی تیاری
دوسروں کی مدد کروگے تبھی تمھاری مدد ہوگی
پتہ.آفس تحریک علمائے اہلسنت بیدی پور پیکولیا ضلع بستی یوپی
Tehreek e Ulama e AhleSunnat
Head Office: Tahreek e Ulama e Ahle Sunnat Bedipur
Distt.Basti pin272181 U.P.India   Head:office:9455104158

عرش پردھومیں مچیں ہیں وہ مومن صالح ملا   فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب وطاہر گیا

تعزیت نامہ

جماعت اہل سنت کا عظیم خسارہ

آہ اہلسنت والجماعت کا ایک اورستارہ ٹوٹ گیا

بڑے ہی افسوس کا مقام ہے کہ جماعت اہل سنت کی معزز شخصیت پابندشرع حضرت علامہ الحاج محمد تفسیر القادری قیامی صاحب علیہ الرحمہ سابق نائب صدرالمدرسین دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی بستی) آج ہمارے بیچ نہ رہےاوراس دارفانی سے کوچ کرگئے (انا للہ و انا الیہ راجعون) حضرت کی شخصیت محتاج تعارف نہیں آپ نے بڑے عرصہ تک دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی میں خدمت انجام دیتے رہے ہزاروں شاگرد آپ کے دین وسنت کا کام اس وقت ملک ہندوستان ودیگر ممالک میں خدمت انجام دے رہے ہیں حضرت کی ایک بہت بڑی خوبی یہ تھی کہ جب مدرسہ بورڈ کا امتحان قریب آتا تو بچوں کوجو کامل کا فارم بھرے ہوئے ہوتے تھےان کوفارسی زبان میں نوٹ تیارکراتے اوراسی کی تیاری کراکرامتحان میں بھیجتے جس کا یہ نتیجہ ہوتا تھا کہ کامل میں اکثرلڑکے فرسٹ ڈویزن پاس ہوتے، آپ کے انتقال کی خبرسن کرہماری تحریک، تحریک علمائے اہل سنت الہند میں غم کی لہردوڑ گئی۔ یقیناً آپ کا اس دنیا سے رخصت کرجانا جماعت اہلسنت کا بہت بڑا خسارہ ہے، ہم حضرت کے جملہ پسماندگان بالخصوص آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا عرفان رضا صاحب کوتحریک کی جانب سے تعزیت پیش کرتے ہوئے دعاگو ہیں کہ مولیٰ تعالیٰ حضرت کو بے حساب مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطافرمائے، اورلوحقین کوصبرجمیل عطافرمائے۔ آمین بجاہ سیدالمرسلین،

نوٹ۔ حضرت کی نماز جنازہ اورتدفین لوہرسن بازار میں آج ہی مورخہ ۱۸/اگست ۲۰۲۲ء بروز جمعرات)بعدنماز ظہرتقریبا ۲ بجکر۳۰ منٹ پرادا کی جائے گی

جملہ اراکین
شریک غم
تحریک علمائے اہلسنت الہند

مولانا محموداحمد علیمی (خلیل آباد)	عطاءاللہ قادری	مولانا ناظراحمد جعفری	مولانا طاہررضا شمسی
چیف ایڈوائزر تحریک علمائے اہلسنت الہند	بانی تحریک علمائے اہلسنت الہند	ڈوژل صدرتحریک علمائے اہل سنت الہند	اڈیسا اسٹیٹ پریسڈنٹ تحریک علمائے اہل سنت الہند
9621801993	9455104158	9140114220	7381490786

JAMIYAT ULAMA-E-AHLE SUNNAT MUMBAI
Office : Sunni Nai Masjid, Cross Road No.1,
Ghodupdev, Mumbai - 10
Contact : 9821204234 / 9324256050 / 9819941294

جمعیت علمائے اہلسنت ممبئی
دفتر: سنی نئی مسجد، کراس روڈ نمبر ا، گھوڑپ دیو ممبئی۔ ۴۰۰۰۱۰

صحن چمن سے جان بہاراں چلا گیا!

لائی حیات آئے، قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی نہ آئے، نہ اپنی خوشی چلے

بتاریخ ۱۸/**گست ۲۰۲۲، مطابق ۱۹/محرم الحرام ۱۴۴۴ھ شب جمعرات** تقریباً ۱۲بج کر ۵۵ منٹ پر یہ جانکاہ خبر ملی کہ معتمد حضور خطیب البراہین خلیفۂ حضور سید عبد الرب عرف چاند بابو استاذ العلماء تاجدار علم و عمل حضرت علامہ الحاج الشاہ **محمد تفسیر القادری المعروف قیامی** صاحب علیہ الرحمہ **سابق استاذ دار العلوم علیمیہ** جمد اشاہی ضلع بستی (یوپی) کا انتقال پر ملال ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

مولانا مرحوم قیامی صاحب علیہ الرحمہ منکسر المزاج، بااخلاق، پاکیزہ ذہنیت بہترین استاذ، عظیم مربی، چھوٹے بڑے سب کے قدردان تھے رب قدیر غریق رحمت و نور فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان و وابستگان اور لواحقین کو صبر جمیل اور اجر جزیل و بے مثیل عطا فرمائے۔

سوگوار : جملہ ممبران جمعیت علمائے اہلسنّت ممبئی مہاراشٹرا

المعلن : تبریز اختر نظامی علیمی ناظم شعبۂ نشر و اشاعت جمعیۃ علمائے اہلسنت

جامعہ اسلامیہ اہلسنت رفاقت العلوم ولی نگر ضلع بارہ بنکی
+917860887741 کوڈ 225416

باسمہ تعالی و بعونہ رسولہ الاعلی
محب و مخلص عالی مرتبت الشاہ مفتی عرفان رضا صاحب قبلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

ابھی ابھی یہ اطلاع ملی ہیکہ آپ کے والد محترم واصل بحق ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون

اللھم اجرہ فی مصیبتہ واخلف لہ خیر امنھا

جامعہ اہلسنت رفاقت العلوم ولی نگر و جامعہ عائشہ صدیقہ للبنات ولی نگر ، انتظامیہ اور ہم معلمین و معلمات آپ کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ ایک مونس و غم خوار والد کا داغ مفارقت دے جانا کسی کوہ الم سے کم نہیں۔ مگر قضائے الہی کو کون ٹال سکتا ہے۔ *للہ ما اخذوا عطی و کل شیئ عندہ الی اجل مسمی*۔

رب قدیر آپ کے والد محترم کی مغفرت فرمائے اور شمیم جنت سے نوازے اور آپ کو نیز جملہ پسماندگان کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ

شریک غم محمد شہاب الدین خان علیمی

صدر المدرسین جامعہ اسلامیہ اہلسنت رفاقت العلوم و جامعہ عائشہ صدیقہ للبنات ولی نگر

QAZI-E-SHARA' MUMBAI

(MUFTI) MEHMOOD AKHTARUL QADRI

(Khatib-O-Imam Haji Ali Kinara Masjid, Mumbai)

قاضئ شرع ممبئی

(مفتی) **محمود اختر القادری**

(خطیب وامام حاجی علی کنارہ مسجد، ممبئی ۔ ۲۶)

Chief Mufti : RAZVI AMJADI DARUL IFTA, 50, Kazi Street, Mumbai-3 Mobi,98212 78691

صدر مفتی: رضوی امجدی دار الافتاء، ۵۰، قاضی اسٹریٹ، ممبئی ۔ ۳

اظہار تعزیت بزبان فیض ترجمان، خلیفۂ حضور تاج الشریعہ، نواسۂ حضور صدر الشریعہ، حضور محمود العلماء حضرت مفتی محمود اختر القادری دامت برکاتہم العالیہ قاضی شرع شہر ممبئی وضلع تھانہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ابھی ابھی مجھے حضرت مولانا تفسیر القادری عرف قیامی صاحب علیہ الرحمہ کی رحلت کی افسوس ناک وجاں گداز اطلاع موصول ہوئی سخت صدمہ ہوا ان کی اس رحلت کی خبر کی وجہ سے طبیعت کافی متأثر ہوئی، ان کا اور میرا ساتھ دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی میں بہت دنوں تک تھا۔ بہت ہی قریب سے میں نے انہیں دیکھا۔ بہت ہی باصلاحیت، نیک طبیعت، سادہ لوح، محنتی اور منکسر المزاج شخصیت کے مالک تھے ان میں مسلک کا کافی درد تھا اور بچوں کی تعلیم وتربیت پر بڑی توجہ دیتے تھے مدرسے کے اوقات کے بہت پابند تھے فضول گوئی سے سخت اجتناب کرتے اور ماشاء اللہ وہ اختلاف وغیرہ سے بہت دور رہتے تھے، شریعت مطہرہ کے پابند تھے دنیاداری سے کافی دور رہتے تھے، اخیر میں انہوں نے مدرسۃ البنات رابعہ بصریہ کی ذمہ داری سنبھالی اور بہت حد تک انہوں نے کامیابی کے ساتھ اس ادارے کو فروغ دیا میرے خیال میں ان کے اس سانحہ ارتحال سے وہ ادارہ یتیم ہوگیا ہے اللہ تعالی اسے باقی رکھے اور اسے فروغ دے، انہوں نے اپنے علاقے میں عوامی طور پر بھی مسلک حق کی ترویج واشاعت کے لئے بڑی خدمات انجام دی ہیں جن کے اثرات بہت نمایاں ہیں انہوں نے جو مشن شروع کیا تھا اللہ تعالی اسے ترقی وبقا عطا فرمائے اور حضرت مولانا قیامی صاحب علیہ الرحمہ کی روح پر فتوح کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے، ان کے درجات بلند کرے، ان کی قبر پر ابر رحمت کی گہرباری فرمائے اور ان کے تمام پسماندگان کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی سید المرسلین علیہ الصلاۃ والتسلیم صلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ وذریاتہ واھل بیتہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

فقط والسلام

محمود اختر القادری عفی عنہ

۱۹؍ محرم الحرام ۱۴۴۴ھ

رضوی امجدی دار الافتاء
زیر اہتمام: برکاتی اسلامک سینٹر، ممبئی

جامعہ عربیہ انوار القرآن بلرام پور

Jamia Arabia Anwarul Quraan Balrampur, (271201) U. P., India

11.09.2022

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والصلاۃ علی نبیہ وآلہ واصحابہ اجمعین

آہ قیامی صاحب! مدتوں رویا کریں گے جام وپیمانہ تجھے

نمونۂ اسلاف، جامع علوم وفنون حضرت علامہ مولانا محمد تفسیر القادری قیامی علیہ الرحمۃ کی شخصیت ارباب علم ودانش کے درمیان محتاج تعارف نہیں۔ وہ عوام وخواص میں یکساں مقبول تھے۔ جماعت اہلسنت کی مرکزی درسگاہ دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی کے بافیض استاد تھے۔ علم وعمل کا سنگم، تقویٰ وطہارت کے پیکر تھے۔ ہزاروں تشنگان علم ومعرفت کو مدتوں سیراب کیا۔ دین متین کے مبلغ اور مسلک اعلیٰ حضرت کے داعی اور ناشر تھے۔ دار العلوم علیمیہ میں نائب صدر المدرسین کے منصب پر فائز ہو کر ادارہ کے عروج وارتقا میں ان کا نمایاں کردار تھا۔ ہم نے دار العلوم علیمیہ کی سات سال تک خدمت کی۔ حضرت قیامی صاحب کے شب وروز اور صبح وشام ہم نے دیکھا ہے۔ بڑے بااخلاق، صاحب اوصاف کثیرہ تھے۔ بلند کردار کے حامل تھے۔ علم وعمل کا کوہ گراں ہونے کے باوجود تواضع وانکسار ان کی شناخت تھی۔ بزرگوں کے حضور سراپا ادب تو چھوٹوں کے لئے مکمل سایہ عاطفت تھے۔ حضرت شیخ القرآن علیہ الرحمۃ کے معتمد اور منظور نظر تھے۔

دار العلوم کے بحرانی دور میں ان کی ذات ہمیشہ بے داغ تھی۔ قال اللہ وقال الرسول کی لاہوتی صدا میں مست ہو کر پوری ذمہ داری اور دیانت داری کے ساتھ اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ارکان دار العلوم اور علیمی برادران میں ہر دلعزیز تھے۔

Estd. 1998 — Regd. 766/71-72
جامعہ عربیہ انوار القرآن بلرام پور
Jamia Arabia Anwarul Quraan Balrampur, (271201) U. P., India — Ph.: 05263-233922
(A Registered Society for Minorities Educational, Social & Economic uplift)

طالبان علوم نبویہ کی تعلیم کے ساتھ تہذیب و تربیت پر خصوصی توجہ فرماتے۔ وقتاً فوقتاً ناصحانہ کلمات سے ان کی رہنمائی کرتے رہتے۔ بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے اور مسلک اعلیٰ حضرت پر گامزن رہنے کی تلقین فرماتے۔ بلاشبہ وہ عالم با عمل تھے۔ ان کی رحلت سے جماعت اہلسنت کا عظیم خسارہ ہوا۔

دعاء ہے کہ مولیٰ تبارک و تعالیٰ ان کو جوار رحمت میں جگہ مرحمت فرمائے۔ ان کی دینی خدمات قبول فرما کر جنت عدن ان کا مسکن بنائے۔ پسماندگان کو صبر جمیل اور اجر جزیل کی توفیق عطا فرمائے اور جماعت کو ان کا بدل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

سوگوار
محمد مسیح احمد قادری مصباحی
پرنسپل و شیخ الحدیث جامعہ عربیہ انوار القرآن بلرام پور

آہ نمونۂ اسلاف

نمونۂ اسلاف، صوفی باصفا حضرت علامہ محمد تفسیر القادری قیامی قدس سرہٗ السامی ان نفوس قدسیہ میں سے ایک تھے جنہیں دیکھ کر خدا یاد آجاتا، یقیناً حدیث رسول پاک علیہ التحیۃ والثناء ''اذا رؤ ذکر اللہ'' کے محمل و مصداق تھے، آپ کی حیات طیبہ سنّت مصطفوی اور اتباع نبوی میں ڈھلی ہوئی تھی، آپ کا سراپا خلق حسن کا عکس جمیل و مظہر تھا۔ لاشک و ریب آپ کی قدسی صفات ذات سے ایک جہان مستفیض و مستنیر و متمتع ہے۔

فقیر راقم حروف کو کئی بار آپ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا، تقریباً دس سال پہلے مادر علمی دار العلوم عزیزیہ اہلسنّت شمس العلوم مہدو پار سنت کبیر نگر کی انتظامیہ کمیٹی کی پرخلوص دعوت پر آپ خطاب کے لئے تشریف لائے۔ فقیر کی تقریر کے بعد آپ کرسئ خطابت پر اپنی صوفیانہ شخصیت کے ساتھ جلوہ افروز ہوئے، آپ نے فرمایا: مولانا مفتی محمد عالمگیر صاحب مصباحی! شعلہ بار خطیب ہیں، کوثر و تسنیم سے ڈھلی ہوئی زبان استعمال کرتے ہیں، الحمد للہ! مہدو پار قریۃ العلما ہے۔

بہرحال.........بہت سی خوبیاں تھیں جانے والے میں!

اللہ رب العزت کی بارگاہ قدس میں دعا ہے کہ اللہ پاک جماعت اہلسنّت میں آپ کے امثال و اخلاف پیدا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ وآلہ افضل الصلوٰت واز کی التحیات۔

سگ بارگاہ اعلیٰ حضرت و تاج الشریعہ
فقیر محمد عالمگیر رضوی مصباحی امجدی عفی عنہٗ
نائب مفتی دار العلوم اسحاقیہ جودھپور، راجستھان
۲۲ رصفر المظفر ۱۴۴۴ھ

قیامی صاحب علیہ الرحمہ کچھ یادیں، کچھ باتیں

میرے استاذ، حضرت علامہ محمد تفسیر القادری قیامی صاحب علیہ الرحمہ کی زندگی صاف وشفاف آئینے کی طرح تھی، سادگی اور تقویٰ وطہارت آپ کی پہچان، تواضع اور انکساری آپ کی شان اور اطاعت الٰہی اور محبت رسول آپ کی جان تھی۔

آپ سے میرا رشتہ بہت پرانا ہے، عیسوی سن کے اعتبار سے ستر کی دہائی میں مجھے آپ سے شرف تلمذ بھی حاصل ہوا، حضرت مولانا توقیر احمد مصباحی مرحوم جمد اشاہی، عبدالحلیم جمد اشاہی اور عبدالغنی جمد اشاہی میرے ہم سبق ساتھی تھے، اس وقت حضرت نے ہم کو ابتدائی کتابیں پڑھائی تھیں۔

میرے جمد اشاہی والے غریب خانے ''الحاج معین الدین خان منزل'' کی بنیاد بھی حضرت نے رکھی تھی، پھر دارالعلوم علیمیہ جمد اشاہی بستی میں ڈائننگ ہال کی تعمیر کا مرحلہ آیا تو اس وقت بھی ہم نے حضرت ہی کے ہاتھ سے سنگ بنیاد رکھوایا، یوں ہی حضرت ہی نے زیر تعمیر زلیخا کمپلیکس کی بنیاد رکھی۔ میری خواہش تھی کہ علیمیہ میں جتنے بھی تعمیراتی کام ہوں سب کی بنیاد حضرت ہی کے ہاتھوں سے رکھی جائے مگر

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

کسے معلوم تھا کہ حضرت اتنی جلدی ہمیں داغ مفارقت دے جائیں گے، ہم دل سے دعا گو ہیں کہ رب تعالیٰ حضرت کے درجات بلند فرمائے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

(الحاج) وصی الدین نورانی

صدر اعلیٰ دارالعلوم علیمیہ جمد اشاہی بستی یوپی

آئی۔ایس۔ایف سی فوڈس پرائیویٹ لمیٹڈ

یادگار اسلاف

زنمونہ سلف صالحین استاذ العلما والمشائخ حضرت علامہ تفسیر القادری قیامی سابق صدر المدرسین دارالعلوم علیمیہ جمد اشاہی بستی کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ آپ نے اپنے علم وعمل کے ذریعہ اسلام وسنیت کی وہ خدمات انجام دیں ہیں، جو آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ آپ ایک بافیض استاذ رہے، تقوی و پرہیز گاری میں آپ اپنی مثال آپ تھے۔ آپ کی طبیعت میں سادگی تھی، پر سادگی میں وہ حسن تھا جو کوئی بھی دیکھتا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ آپ بزرگوں کے قدرداں تھے، ہمارے نانا حضور حضور خطیب البراہین سے بڑی گہری عقیدت رکھتے تھے۔ آپ کی رحلت سے ایک عظیم خلا پیدا ہو گیا، پروردگار عالم ہم اہل سنت والجماعت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔

میں حضرت کے شہزادگان، پس ماندگان، تلامذہ اور محبین ومخلصین کو تعزیت پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ مولائے قدیر حضور قیامی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کے درجات کو بلند فرمائے اور ان کی قبر مبارک پر رحمت وانوار کی بارش برسائے۔ آمین بجرمۃ سید المرسلین۔

فقیر محمد سعید نظامی

مہتمم دارالعلوم اہل سنت غوثیہ نظامیہ حسنی بستی

صدر المدرسین دارالعلوم اہل سنت غوثیہ رضویہ اگیا شریف سنت کبیر نگر

آہ! استاذ العلما

اس خاندان گیتی پر روز اول سے تاہنوز انساوں کی آمد کا سلسلہ جاری وساری ہے۔ان جانے والوں میں کتنے ایسے افراد گزرے کہ جن کو بڑا شہرہ اور اقتدار حاصل تھا مگر مرنے کے بعد صفحہ ہستی سے ان کا نام ونشان مٹ گیا۔مگر کچھ نفوس قدسیہ ایسی بھی گزریں ہیں جن کو رہتی دنیا تک یاد کیا جاتا رہے گا، اور تاریخ کے اوراق میں ان کا نام روشن وتابناک رہے گا۔انہیں تاریخ رقم شخصیات میں ایک عبقری شخصیت، نمونہ اسلاف، استاذ العلما، عمدۃ المدرسین، حضرت علامہ مولانا محمد تفسیر القادری قیامی علیہ الرحمۃ والرضوان کی ہے۔

آپ علیہ الرحمہ اہل سنت و جماعت کے ایک عظیم عالم اور بہترین مدرس تھے، زہد وتقویٰ میں اپنی مثال آپ تھے، اسلاف کی یادگار تھے۔آپ کا تعلق ہندوستان کے صوبہ اتر پردیش کے ضلع سنت کبیر نگر سے تھا۔آپ علیہ الرحمہ کی تعلیم وتربیت کا بیشتر حصہ دار العلوم تنویر الاسلام امر ڈوبھا میں خطیب البراہین حضرت علامہ صوفی نظام الدین قادری برکاتی مصباحی علیہ الرحمہ کی صحبت بابرکت میں گزرا، بعدہ آپ نے عظیم مرکزی درس گاہ دار العلوم مظہر اسلام (بریلی شریف) کا رخ کیا اور اس دور کے عظیم اساتذہ سے علوم دینیہ کی تکمیل کی اور دستار فضیلت سے نوازے گئے۔اس موقع پر چوٹی کے علما مشائخ رحمہم اللہ موجود تھے۔اس کے بعد آپ علیہ الرحمہ نے درس وتدریس کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا اور بڑی بڑی دینی درس گاہوں میں طالبان علوم نبویہ کو سیراب کرتے رہے۔بالآخر علم وفضل کا یہ درخشندہ ستارہ مورخہ ۱۸؍اگست ۲۰۲۲ء بروز جمعرات اس دار فانی سے دارِ بقا کی طرف کوچ کر گیا۔**انالله و انااليه رٰجعون۔**

اس موقع پر فقیر آپ کے جملہ اہل خاندان بالخصوص آپ کے شہزادے حضرت مولانا عرفان علیمی زید شرفہ سے تعزیت کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ جل مجدہ جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، حضرت کی بے حساب مغفرت فرمائے، اور قبر کو بقعہ نور بنائے اور جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے۔آمین! بجاہ سید المرسلین۔

شریک غم: نازش مدنی مرادآبادی

مدرس: جامعۃ المدینہ، ضلع اناؤ، یوپی

تعزیت

باسمہ تعالیٰ

انالله وانااليه راجعون۔

رفیق محترم حضرت العلام مولانا محمد تفسیر القادری قیامی صاحب علیہ الرحمۃ کی خبر رحلت سے ایک عجیب سا دھچکا لگا۔

اہل علم یکے بعد دیگرے رخصت ہو رہے ہیں۔۔۔۔۔۔خدا ہی خیر کرے، رب رحیم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اپنے حبیب کریم کے طفیل مولانا علیہ الرحمۃ کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے نیز پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

اقبال احمد قادری

ہریا خرد، مہراج گنج، سابق پرنسپل دار العلوم نور الحق چرہ محمد پور

اظہارِ تعزیت

(حامدا و مصلیا و مسلما)

آہ! صد آہ! آسمانِ علم وعمل کا ایک ستارہ اور ماند پڑ گیا۔افسوس کہ برق تپاں نے آنِ واحد میں خرمن صبر شکیبائی کو خاکستر کر دیا اور جماعت اہل سنت کے علمائے کرام سخت اذیت وکرب کے احساس میں ڈوب گئے ہیں کہ حضور معمار قوم وملت الحاج علامہ مولانا محمد تفسیر القادری سابق نائب صدر المدرسین علیمیہ جمدا شاہی بستی یوپی کا وصال پر ملال ہو گیا ہے، جو کسی ایک خاندان یا قبیلے یا محلے یا کسی ایک قصبہ کے لئے نہیں بلکہ پوری ملت اسلامیہ کے لیے کوہ گراں ہے۔

یہ ایسا کاری زخم ہے جس کی کسک اور درد سے دل مضطرب اور محزون مدتوں رہیں

گے۔ چنانچہ حضور سید الانبیاء سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ فرماتے ہیں **"موت العالم مصیبة لا تجبر و ثلمة لا تسد و نجم طمس و موت قبیلة ایسر من موت العالم"** یعنی عالم دین کی موت ایسی مصیبت ہے جو نا قابل درستگی ہے اور ایسا رخنہ و شگاف ہے جسے بھرا نہیں جاسکتا اور عالم دین کی موت اس ستارے کے مانند ہے جو بے نور ہو گیا اور پورے قبیلے کی موت ایک عالم دین کی موت سے زیادہ آسان ہے۔ (جامع بیان العلم وفضلہ حدیث ۱۷۹) اللہ اکبر کبیرا! کتنا اونچا مقام ہے عالم دین کا۔

آج ہمیں حضور شیخی وسیدی حضرت العلام الحاج محمد تفسیر القادری قیامی رحمہ اللہ تعالیٰ سابق نائب صدر المدرسین دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی کی زندگی سے سبق لینا چاہیے، کیوں کہ سادہ زندگی اور بے لوث دین کا جذبہ وسنت نبویہ پر حد درجہ مظبوطی سے کار بند رہنا اور چھوٹوں پر شفقت، بڑوں کا احترام کرتے تھے۔ اور اس دور پرفتن میں آپ کا سب سے بڑا اور امتیازی خاصہ یہ تھا کا کسی کی بھی ہجو یا برائی اپنی زبان پر نہ لاتے تھے۔

راقم السطور کو خود کئی بار بارگاہ عالیہ میں حصول سعادت اور اکتساب فیض کا موقع ملا لیکن کبھی آپ کی زبان پر کسی کی نجی زندگی یا معاملات پر کوئی گفتگو نہیں سنا۔ اس طرح کے منکسر المزاج سادہ طبیعت اور کم سخن عالم ربانی تھے ہمارے قیامی صاحب علیہ الرحمہ۔ اللہ تعالیٰ انکی قبر کو بقعہ نور بنائے اور کروٹ کروٹ راحت نصیب فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

میں تہ دل سے حضور قیامی صاحب علیہ الرحمہ کے تمام پسماندگان ولواحقین و متعلقین و محبین بالخصوص آپ کے صاحبزادے حضرت مفتی عرفان رضا صاحب کی بارگاہ میں تعزیت پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل سب کو صبر جمیل اور اس پر اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین۔

شریک غم: محمد تفسیر القادری سبحانی

مینہا کھور، سنت کبیر نگر یوپی، بھارت، ۱۹ محرم الحرام ۱۴۴۴ھ بروز جمعرات

باسمہ تعالیٰ

موت العالم موت العالم

مجھے یہ اندوہ ناک خبر ملی کہ بقیۃ السلف عالم باعمل حضرت علامہ الحاج مولانا تفسیر القادری قیامی نور اللہ مرقدہ کا وصال ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس خبر سے مجھے سخت تکلیف پہونچی۔

حضرت قیامی صاحب کی رحلت پوری دنیائے سنیت کے لیے ایک عظیم خسارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند سے بلند تر فرمائے۔ ان کی تربت پر رحمت وانوار کی بارش فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے۔ ربّ کریم حضرت قیامی صاحب کی وجہ سے جو جماعتی نقصان ہوا اس کی تلافی فرمادے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی وجہ سے جو کمی ہوئی جماعت کے لیے اس کی تلافی فرمائے۔ بظاہر ایسا ہی ہے کہ جو لوگ جارہے ہیں ان کے پیچھے ان کی کمی کو دور کرنے والے لوگ پیدا نہیں ہو رہے ہیں، اور قیامت کے آثار ظاہر سے ظاہر تر ہوتے جارہے ہیں، مگر رب تعالیٰ کے لیے یہ کوئی بعید نہیں کی اس کمی کی تلافی فرمادے۔ ربّ کریم حضرت علامہ تفسیر القادری قیامی نور اللہ مرقدہ کے درجات کو بلند سے بلند تر فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل واجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین آلہ وصحبہ اجمعین۔

شریک غم

ضیاء المصطفیٰ نظامی

خادم خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نظامیہ اگیا شریف ضلع سنت کبیر نگر (بستی) یوپی انڈیا

سانحۂ ارتحال

سوشل میڈیا کے ذریعے یہ افسوس ناک خبر موصول ہوئی کہ مفکر قوم وملت حضرت علامہ مولانا تفسیر القادری قیامی علیہ الرحمہ دار فانی سے کوچ کر گئے ہیں۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔

ایک انتہائی معتبر اور دل پذیر شخصیت اور جید عالم دین کی رحلت سے غم والم کے ایسے بادل گھر آئے ہیں جو جلد چھٹنے والے نہیں۔آپ کی جدائی سے ہر بزم اداس ہے خاص طور سے بزم علم وادب، ہر آنکھ اشکبار ہے، آپ کے تلامذہ واحبا اس صدمے سے نڈھال ہیں، آپ کی رحلت سے قوم وملت میں ایک بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے وطفیل آپ کو غریق رحمت فرمائے، آپ کے لواحقین، محبین اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ہم اصاغر کے لئے آپ کا نعم البدل عطا فرمائے۔

شریکِ غم: محمد سمیع اللہ علیمی مصباحی-استاذ: دار العلوم غوثیہ اشرفیہ ہیرامن پورہ کانپور

حضرت علامہ تفسیر القادری کی رحلت ملت اسلامیہ کے لیے عظیم خسارہ

یہ خبر سن کر بے حد افسوس ہوا کہ استاذ العلما حضرت علامہ الحاج محمد تفسیر القادری قیامی علیہ الرحمہ اچانک داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت قیامی صاحب قبلہ کئی خوبیوں کے مالک تھے، قوم وملت کے تئیں نہایت ہی مخلص اور سچے ملنسار تھے، آخری عمر تک درس وتدریس کا فریضہ انجام دیتے رہے۔علم وعمل کے پیکر، تقویٰ شعار صفت کے حامل تھے۔آپ کی رحلت سے جہاں عوام وخواص میں رنج والم کی لہر ہے وہیں مدرسہ عربیہ اہل سنت مصباح العلوم بہادر پور کی فضا بھی سوگوار ہے۔

میں حضرت مفتی محمد عرفان رضا وجملہ پس ماندگان ومحبین کو تعزیت پیش کرتا ہوں، دعا ہے کہ مولیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

شریک غم: عبد الکریم امجدی ثقافی-استاذ: مدرسہ مصباح العلوم بہادر پور بازار

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لیکے چلے
اندھیری رات سونی تھی چراغ لیکے چلے

استاذ کریم، حضور قیامی صاحب قبلہ انتقال فرما گئے اس خبر نے میرے دل ودماغ کو بہت مضطرب کر دیا ہے، آنکھیں اشک بار ہیں، دل بے قرار ہے، اور یہ دعا پیش بارگاہ غفار ہے۔ **اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الأَبْيَضَ۔**

میں آپ کی خوبیوں کو شمار نہیں کر سکتا، آپ کی ذات مجمع صفات تھی، آپ کی حیات کے گلہائے رنگا رنگ کو میں نے اپنے چشم سر سے دیکھا ہے، خدا کی قسم دور حاضر میں آپ کی ذات نادر الوجود ہے،

فیض پایا تھا انہوں نے صوفی نظام الدین کا
اس لئے یکتائے کردار تھے قیامی، قادری

اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے، اور تمام اہل خانہ وخاندان بالخصوص حضرت مولانا محمد عرفان صاحب قبلہ قیامی مدظلہ العالی کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور مجھے آپ کے طریق وروش پر چلائے

غم زدہ
محمد ملک الظفر علیمی، جائسی غفرلہ ولوالدیہ
نزیل حال مہراج گنج

حضرت علامہ تفسیر القادری قیامی علیہ الرحمہ کی رحلت پر دارالعلوم علیمیہ میں ایصالِ ثواب اور تعزیتی مجلس کا انعقاد

(بستی) انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ جماعت اہل سنت کی قدآور شخصیت، نامور عالم دین حضرت علامہ الحاج محمد تفسیر القادری قیامی (سابق کارگزار صدرالمدرسین دارالعلوم علیمیہ) گزشتہ شب اس دارفانی سے کوچ کر گئے۔ ان کے انتقال کی خبر سے دارالعلوم علیمیہ کے ارکان، اساتذہ، طلبہ اور وابستگان میں غم واندوہ کی لہر دوڑ گئی۔

حضرت قیامی صاحب قبلہ کے ایصال ثواب کے لیے آج دن میں دس بجے دارالعلوم علیمیہ میں قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا، اوراس کے بعد نورانی مسجد (دارالعلوم علیمیہ) میں ایک تعزیتی نشست کا اہتمام کیا گیا۔

حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین قادری صاحب قبلہ (نائب صدرالمدرسین دارالعلوم علیمیہ) نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے انتہائی جامع ومانع اسلوب میں حضرت قیامی صاحب قبلہ کی حیات وخدمات پر روشنی ڈالی۔

انھوں نے بتایا کہ آپ حددرجہ مخلص تھے اور دین متین کی خدمت کا جذبۂ بے کراں رکھتے تھے۔ فراغت کے بعد مہراج گنج (قدیم گورکھپور) کے ایک مدرسے میں تقریباً چار ماہ تک بلا تنخواہ تدریسی خدمات انجام دیتے رہے، پھر معمولی تنخواہ ملنے لگی۔ آج سے تقریباً 44 سال قبل تدریسی خدمات کی انجام دہی کے لیے دارالعلوم علیمیہ تشریف لائے اور اس وقت سے ریٹائرمنٹ (2010ء) تک مسلسل دارالعلوم علیمیہ میں خدمات انجام دیتے رہے۔ 2010 میں ریٹائر ہونے کے بعد سے 2011ء تک دارالعلوم علیمیہ نسواں میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے۔ دارالعلوم علیمیہ اور دارالعلوم علیمیہ نسواں میں آپ کا تدریسی سفر تقریباً 43 سال پر محیط ہے۔ اس دوران آپ نے متعدد بار عبوری طور پر صدرالمدرسین کے بھی فرائض انجام دیے۔ عام لوگوں کو بھی

آپ وقت دیتے تھے، دعا تعویذ وغیرہ کے ذریعہ خوب خدمت خلق کرتے تھے۔ آپ کی رحلت جماعت اہل سنت کا بہت بڑا خسارہ ہے۔

پھر قل شریف اور حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین قادری (نائب صدرالمدرسین دارالعلوم علیمیہ) کی دعا پر مجلس کا اختتام ہوا۔

اس پروگرام میں حضرت علامہ امید علی صدیقی، حضرت مولانا محمد احمد رضا نورانی بغدادی، حضرت مولانا حافظ محمد منصور عالم علیمی علیگ، حضرت مولانا محب احمد علیمی، حضرت مولانا محمد فاروق علیمی، جناب ماسٹر محمد احمد، حضرت قاری محمد ہاشم علیمی، مولانا احمد رضا علیمی علیگ، قاری امیر حسن علیمی، مولانا حافظ محمد اسحاق علیمی اور دارالعلوم علیمیہ کے طلبہ شریک ہوئے۔

رپورٹ: غلام غوث علیمی

دارالعلوم علیمیہ، جمدا شاہی، بستی

۱۸/اگست ۲۰۲۲ء

منظومات:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رشک تاثرات

۲۰۲۲ء

سبھی حمد شایاں ہے پیارے خدا کو
درودوں کی ڈالی شہ انبیا کو

وہ قبضے میں جس کے عرب ہے عجم ہے
وہ جس حال میں رکھے اس کا کرم ہے

اسی نے دکھائے ہیں یہ دن بھی ہم کو
اسی نے دیے ہیں گہر چشم نم کو

تصور میں ہے اب سراپا کسی کا
قلم کھینچ کاغذ پہ نقشہ کسی کا

ہو جتنی ترے بس میں کر لے سجاوٹ
مگر کذب کی ہو نہ ہرگز ملاوٹ

کسک ان کی یادوں کی باقی ہے اب تک
خدا جانے یوں ہی رہے گی وہ کب تک

سنو میرے ممدوح کی شان کیا تھی
انوکھی نرالی تھی سب سے جدا تھی

نہ تھا ان کے دل میں ذرا سا بھی کینہ
حسد بغض سے پاک تھا ان کا سینہ

کسی سے نہ تو میں نہ جھگڑا لڑائی
انھیں کب تھی مطلوب اپنی بڑائی

بہت سیدھے سادھے بڑے بھولے بھالے
خدا کی قسم تھے وہ اللہ والے

صداقت کا آئینہ کردار ان کا
شرافت کا گنجینہ گھر بار ان کا

تھے پند ونصائح منور منور
ہر اک بات ان کی مفسر مفسر

مفصل مفصل ہدایات ان کی
مکمل مکمل عنایات ان کی

کنیزوں میں ان کی فصاحت بلاغت
زباں میں رہی شہد جیسی حلاوت

زباں دانی میں کوئی ان سا کہیں ہے
نہیں ہے، نہیں ہے، نہیں ہے، نہیں ہے

انھوں نے ہی تو زلف برہم سنواری
وگرنہ یہاں فارسی تھی بےچاری

نرالا تھا انداز تعلیم ان کا
پسندیدہ تھا طرز تفہیم ان کا

وہ تھے ہند کے سعدی نیک خصلت
خدا ان کو بخشے کرے ان پہ رحمت

انھیں نثر لکھنے پہ قدرت تھی کامل
انھیں شعر گوئی کا ملکہ تھا حاصل

خطابت کا جوہر بھی تھا ان میں اعلیٰ
تھا چاروں طرف ان کا ہی بول بالا

بلہری شریف ان کا تھا پیر خانہ
جو ہے فیض بخشی میں بالکل یگانہ

ہوئے عبد سبحاں کے ہاتھوں پہ بیعت
خدا نے عطا کی بڑی پاک نسبت

وہ تھے چاند بابو کے منظور اکبر
نہ تھا کوئی چاہت میں ان کے برابر

غنی تو نہ تھے وہ مگر دل غنی تھا
تصلب بھی ان کا بڑا دیدنی تھا

نہ چھوٹا کبھی دامن صبر ان سے
نہ دیکھا گیا ظلم اور جبر ان سے

وہ تنہا بھی رہ کر کے اک انجمن تھے
وہ یاد الٰہی میں مست ومگن تھے

وہ تھے چرخ اعزاز کے نجم لامع
غرض نیک اوصاف کے تھے وہ جامع

علیمیہ کے باغبانوں میں تھے وہ
زمیں پر نہیں آسمانوں میں تھے وہ

معزز تھے علما وطلبہ میں بے حد
زباں پر نہ آیا کبھی کلمۂ بد

ہر اک طالب علم تھا ان کو پیارا
کبھی بھی بلاوجہ ڈانٹا نہ مارا

تھی طلبہ کی اصلاح محبوب ان کو
تعاون بھی رہتا تھا مرغوب ان کو

علیمیہ نسواں بھی سینچا انھوں نے
سبھی روپ ریکھا کو کھینچا انھوں نے

کھلیں اس میں تب جا کے واللہ کلیاں
مہکنے لگیں جمدا شاہی کی گلیاں

ہوئے ۱۷/۸/۲۲ کو رخصت
خدا نے عنایت کیا باغ جنت

یہ سچ ہے کہ واقف ہیں اپنے پرائے
مگر تا بکے استعارے کنایے

بہت ہو چکا اب نہ ہرگز چھپاؤ
کہو صاف لفظوں میں کھل کر بتاؤ

کہ وہ ہستی محترم کون سی ہے
بفضل خدا دھوم جس کی مچی ہے

ارے اچھا اب نام کرتا ہوں ظاہر
ہمیں دولت صبر دے رب قادر

ہے نام ان کا مقطع کی پہلی کڑی میں
پرویا ہو جو موتیوں کی لڑی میں

کرم فرما سالکؔ کے حضرت قیامیؔ
گئے دنیا سے چھوڑ کر نیک نامی

کاوش فکر: عبدالقدوس مصباحی سالکؔ بستوی - استاذ دارالعلوم نورالحق، چرہ محمد پور، فیض آباد، ایودھیا

تعزیت کے آنسو

یادگار اسلاف، ماہر علوم وفنون، زینتِ بزمِ شعر وسخن، استاذ العلما، نازش مسند تدریس، پیکر اخلاص وانکسار، حضرت علامہ تفسیر القادری قیامی علیہ الرحمہ سابق نائب پرنسپل جامعہ علیمیہ جمدا شاہی، وشیخ الحدیث جامعہ رابعہ بصریہ للبنات، تنہواں سنت کبیر نگر کی رحلت پر فغانِ دل۔

کمالوں کے نجمِ گرامی، قیامی — جہان بصیرت کے نامی، قیامی
گُلِ ذات، تفسیرِ حلم و مروت — خلوصِ عمل کے پیامی، قیامی
تری خدمتوں کو خراج عقیدت — تری عظمتوں کو سلامی، قیامی
گہر آنسوؤں کے لٹاتے ہیں تجھ پر — ترے ہجر میں ہم تمامی، قیامی
ہنر کے جواہر سے تو نے سجا کر — ہزاروں کو دی نیک نامی، قیامی
اُسے چرخِ حکمت پہ پہنچا کے چھوڑا — تری انگلی جس نے بھی تھامی، قیامی
خزاں بے اثر، تیرے علمی گُلوں پر — ترا باغِ فن ہے دَوامی، قیامی
یہ شعری تخلص انوکھا، نرالا — رواں بَر زبانِ عوامی، قیامی
"نظام وسخاوت" کے فیضِ نظر سے — ملی تجھ کو رفعت مقامی، قیامی
سنوارا تمہیں چشمِ "تحسین رضا" نے — ہو تم زیبِ درسِ نظامی، قیامی
تمہیں عبد سبحاں سے حاصل ہے بیعت — ہے تاجِ شہی، یہ غلامی، قیامی
بڑھی تجھ سے باغِ علیمی کی رونق — اُسے تو نے دی شادکامی، قیامی
خدا تجھ پہ نازل کرے ابرِ بخشش — ہو جنت میں ایوانِ سامی، قیامی

ترے غم میں روتی ہے چشمِ فریدیؔ
لبِ اشک پر ہے قیامی قیامی

از: فریدیؔ صدیقی مصباحی

مدینۃ العرفان مسقط عمان

نذرانۂ عقیدت

درشانِ یادگارِ اسلاف، استاذ العلما والمشائخ، زینت درس گاہ، پیکرِ اخلاص وانکسار، حضرت علامہ تفسیر القادری قیامی علیہ الرحمہ سابق نائب صدر المدرسین دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی

ہے فضلِ خدا رُتبہ تفسیر قیامی کا
آقا کی عطا چرچا تفسیر قیامی کا
مظہر تھے اکابر کے، رہبر تھے اصاغر کے
تھا علمی جہاں شیدا تفسیر قیامی کا
انوارِ ریاضت سے، فیضانِ ارادت سے
پُر نور رہا چہرہ تفسیر قیامی کا
مسلک کی حفاظت میں سرحد پہ عقائد کی
مضبوط رہا پہرہ تفسیر قیامی کا
ابنائے علیمیّہ قربان رہے جس پر
تھا علم و ہنر ایسا تفسیر قیامی کا
ممکن ہی نہیں جس کی اونچائی کو چھو پانا
ہے اِتنا علَم اونچا تفسیر قیامی کا
حصّے میں حسنؔ کے بھی افکار کی دولت ہو
یا رب ہو عطا صدقہ تفسیر قیامی کا

نتیجۂ فکر: حسن بلرامپوری، ممبئی ۷۲

سیرت اسلاف کی تصویر

منقبت درشان نمونۂ اسلاف استاذ الاساتذہ پیکر اخلاص وایثار حضرت علامہ مولانا تفسیر القادری قیامی صاحب علیہ الرحمہ سابق نائب صدر المدرسین دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی

گفتہ ترا معمورۂ تدبیر قیامی | میٹھی ہے ترے نطق کی تاثیر قیامی
ہے تیری شعاعوں سے خجل نیرِ اعظم | اے انجمنِ علم کی تنویر قیامی
کیا شان ہے تیری کہ تجھے بخشی خدا نے | آراضیِ اقبال کی جاگیر، قیامی
اخلاص کے گارے سے چنی خشتِ تلامیذ | ہے رشکِ محلات یہ تعمیر، قیامی
چمکے گا سماواتِ نظر پر تو ہمیشہ | حامی ہے تیرا کاتبِ تقدیر، قیامی
بے نور ہے گر نام سے تیرے ہو معری | اس دور کی فہرستِ مشاہیر قیامی
آئینۂ کردار نے دنیا کو بتایا | ہیں سیرتِ اسلاف کی تصویر قیامی
دنیائے خطابت کے چمکتے ہوئے سورج | تعلیم گہِ شرع کی توقیر قیامی
اخّاذ طبیعت کے تئیں کہنا بجا ہے | ہیں خوابِ جنوں خیز کی تعبیر، قیامی
تکمیلِ عزائم سے کبھی روک نہ پائی | پیروں میں پڑی وقت کی زنجیر، قیامی
نکلی ہے جہالت سے جسے تھام کے ملت | وہ عروۂ وثقائے شرف گیر، قیامی

اے خامۂ نوریؔ! ہو اگر خشک تو لکھ کے!
ہیں بامِ علیمیّہ کی شہتیر، قیامی

رشحات قلم: محمد فیض العارفین نوری علیمی

شراوستی، یوپی

۱۲ر صفر المظفر ۱۴۴۴ ہجری ۱۰ر ستمبر ۲۰۲۲ عیسوی بروز: سنیچر

سلام کرتے ہیں!

تعزیت برائے نمونہ اسلاف استاذ العلما حضرت علامہ الحاج تفسیر القادری علیہ الرحمہ

فلک کے چاند، ستارے سلام کرتے ہیں
قیامی! آپ کو سارے سلام کرتے ہیں
زمانہ آپ کو ہرگز بھلا نہ پائے گا
دلوں میں آپ ہمارے قیام کرتے ہیں
وجود تیرا جلال و جمال کا سنگم
حسین خلق ترے، دل کو رام کرتے ہیں
ہمارے بیچ رہا نہ، وہ نازشِ علما
تمام جس کا ادب، احترام کرتے ہیں
فلک سے ایک ستارہ ہے آج "وہ" ٹوٹا
ادب سے جس کو فرشتے سلام کرتے ہیں
انھیں کے واسطے زیرِ زمین ہے راحت
زمیں پہ کام جو ہر صبح و شام کرتے ہیں
جو اپنے کام کی تفسیر لکھ گیا مظہرؔ!
اسے سلام سبھی خاص و عام کرتے ہیں

مظہر علی نظامی علیمی

دار العلوم رضویہ اہل سنت، رستم پور سنیچرا بازار، سنت کبیر نگر یوپی (الہند)

نائب شہ کوثر

منقبت در شان استاذ الاساتذہ علامہ تفسیر القادری قیامی علیہ الرحمہ

نائب شہ کوثر حضرت قیامی ہیں
دین دار دیں پرور حضرت قیامی ہیں

جن کے خواب میں آ کر شیخ نے بشارت دی
بالیقین وہ گوہر حضرت قیامی ہیں

جن کی ذات اقدس سے سنت نبی جھلکے
زہد کے حسیں پیکر حضرت قیامی ہیں

گلشن علیمی سے یہ صدائیں آتی ہیں
باوقار، بالاتر حضرت قیامی ہیں

بارگاہِ تحسینی نے جنہیں سنوارا ہے
سادگی کا وہ جوہر حضرت قیامی ہیں

دیکھ کر خطابت کو کہہ اٹھے جہاں والے
اک خطیب دیدہ ور حضرت قیامی ہیں

جن کی تابنا کی سے اک جہان روشن ہے
بالیقین وہ خاور حضرت قیامی ہیں

یہ یقیں ہے واؔفی کا دور قحط سالی میں
علم دین ماہر حضرت قیامی ہیں

کاوش:- غلام محی الدین وافیؔ

تفسیر ملت

در شان حضور تفسیر القادری قیامی رحمۃ اللہ علیہ

سابق کارگزار صدر المدرسین دار العلوم علیمیہ، جمدا شاہی، بستی

صدائے حق کی اک بادِ صبا تفسیر ملت ہیں
بہار گلستان اصطفا تفسیر ملت ہیں

کہا یہ آپ کی علمی جلالت دیکھ کر سب نے
شہنشاہ دو عالم کی عطا تفسیر ملت ہیں

لہو سے سینچ کر جس نے بہت محنت مشقت سے
علیمی باغ کو بخشی جلا تفسیر ملت ہیں

دوانو! کاسۂ امید لے کر آؤ روضے پر
کرم کی جود کی بحر سخا تفسیر ملت ہیں

نوازا ہے شہ لولاک نے وہ مرتبہ ایسا
سبھی کہتے ہمارے مقتدا تفسیر ملت ہیں

پڑھو سیرت بنا لو زندگی ان کی طرح اپنی
غلاموں کے لیے اک آئینہ تفسیر ملت ہیں

فقاہت دیکھ کر کہتے ہیں اہل حق یہی سن لو
دعائے حضرت تحسیں رضا تفسیر ملت ہیں

عنایت کی نظر اک بار فرما دیجیے سب پر
جو آئے آپ کے در پر شہا تفسیر ملت ہیں

بھرے نہ کیوں ہمارا دامن امید اے لوگو!
اٹھائے آج بھی دست دعا تفسیر ملت ہیں

نرالی شان رکھتے ہیں مقدر کے دھنی بھی ہیں
غلاموں کے بنے دل کی صدا تفسیر ملت ہیں

جھکائے گا نہیں جب تک بلاؔلی تو جبیں اپنی
سمجھ پائے گا کیسے پھر تو کیا تفسیر ملت ہیں

بلال احمد بلالی نظامی علیمی مہرا جگنجوی

اجازت اورادووظائف

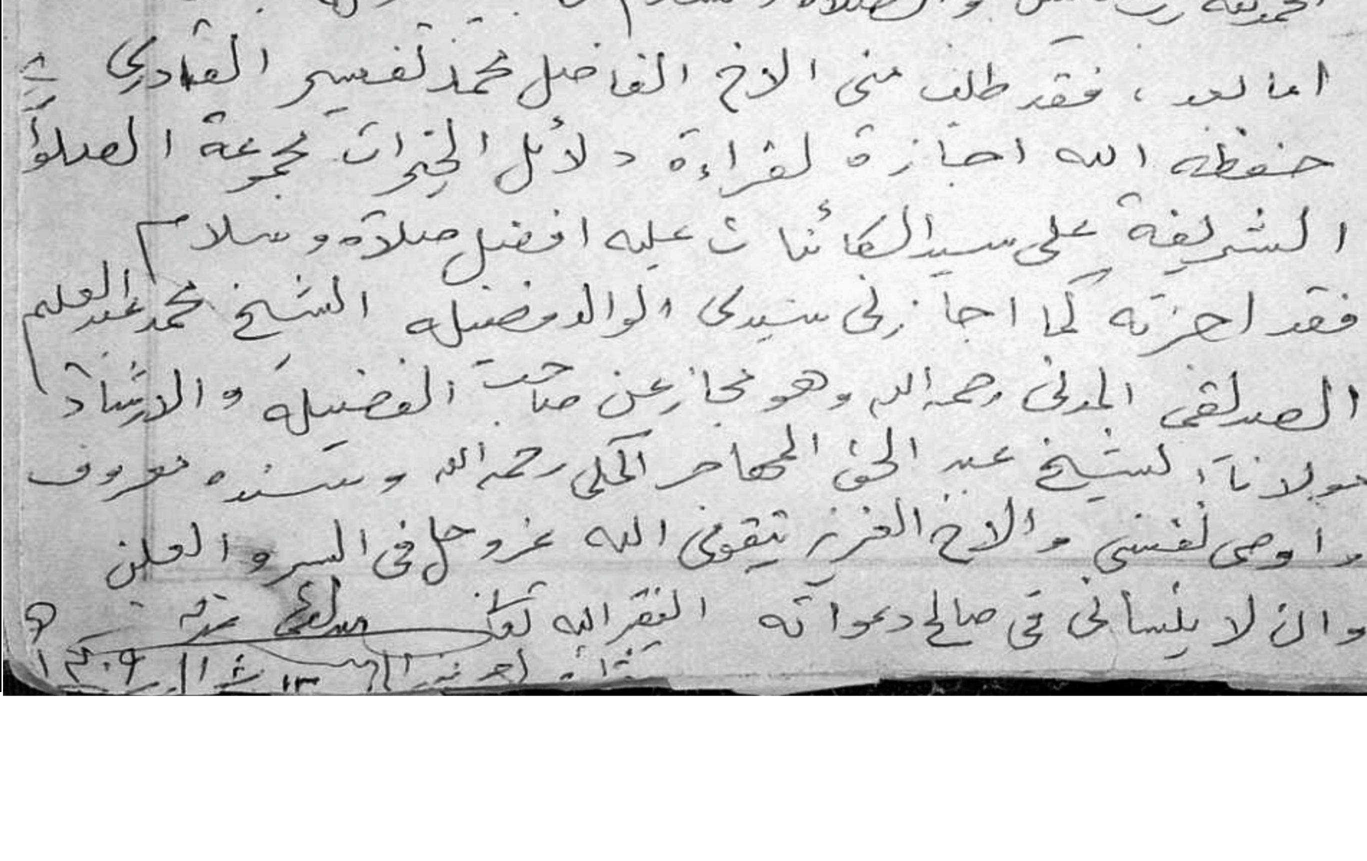
از: صدرالعلماحضرت علامہ تحسین رضاخان صاحب قبلہ بریلی شریف

۸۶/۹۲

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم - سالنی التلمیذ الرشید
محمد تفسیر القادری ان اجیزہ بالاشتغال فی الاوراد والاعمال
والاوفاق والاشغال فاجزتہ علی برکۃ اللہ ثم علی برکۃ
حبیبہ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کما اجازنی شیخی
ومولائی الحضرۃ السید مصطفیٰ رضا القادری المعروف بمفتی الاعظم
فی الہند - تحسین رضا غفرلہ
۲ / شعبان المعظم
۱۳۸۷ھ

اجازت اورادووظائف: از رئیس الاتقیا حضرت علامہ حافظ مبین الدین محدث امروہوی علیہ الرحمہ

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ لاسیما علی حبیبہ المرتضیٰ وعلی آلہ وصحبہ اولی الصدق والصفا
عزیزی مولوی محمد تفسیر القادری سلمہ کو ان تمام اعمال واوراد واشغال نقوش وتعویذات
کی اجازت دیتا ہوں جو اعلیٰحضرت قدس سرہ العزیز سے متواتراً منقول ہیں اور جن کی اجازت
مجھے حضرت سیدی مرشدی مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے اجازت مرحمت فرمائی ہے۔
اسکے علاوہ دلائل الخیرات اور حزب البحر اور قصیدہ بردہ شریف اور حصن حصین کے پڑھنے کی
بھی اجازت دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں مولیٰ عز وجل مخلوق کو ان سے مستفید بنائے
اور مولانا مذکور سے مسلمان نفع پاتے رہیں آمین۔ احقر مبین الدین امروہی ۳۰ رجب [illegible]



اجازت دلائل الخیرات شریف: از قائد اہلسنّت علامہ شاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ

بسم الله الرحمن الرحيم

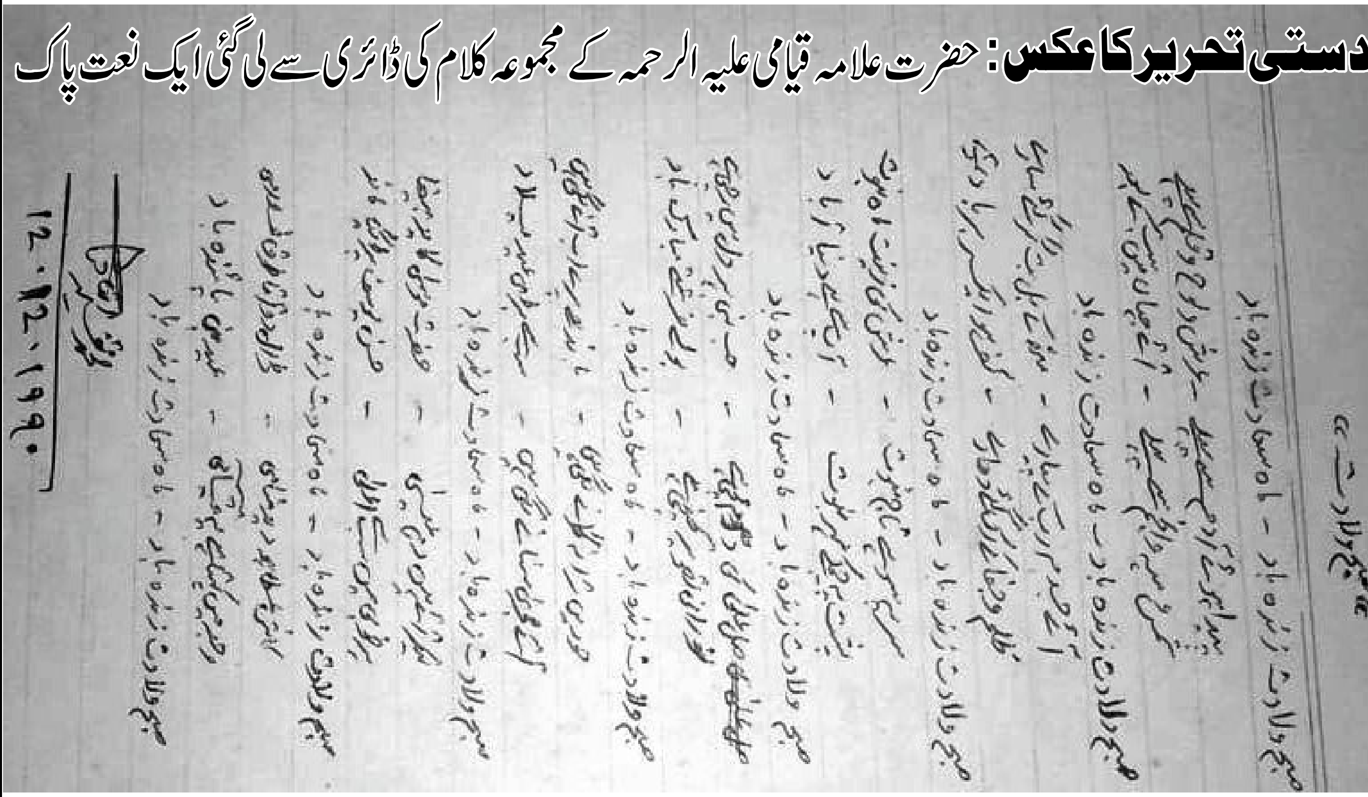
الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على حبيبه وآله وصحبه وسلم.

أما بعد، فقد طلب مني الأخ الفاضل محمد تفسير القادري حفظه الله إجازة لقراءة دلائل الخيرات مجموعة الصلوات الشريفة على سيد الكائنات عليه أفضل صلاة وسلام

فقد أجزته كما أجازني سيدي الوالد فضيلة الشيخ محمد عبد العليم الصديقي المدني رحمه الله وهو مجاز عن صاحب الفضيلة والإرشاد مولانا الشيخ عبد الحق المهاجر المكي رحمه الله وسنده معروف

وأوصي نفسي والأخ العزيز بتقوى الله عز وجل في السر والعلن

وأن لا ينساني من صالح دعواته الفقير إلى الله تعالى شاه أحمد نوراني [illegible]



دستی تحریر کا عکس: حضرت علامہ قیامی علیہ الرحمہ کے مجموعہ کلام کی ڈائری سے لی گئی ایک نعت پاک

"صبح ولادت"

صبح ولادت زندہ باد - ماہ سعادت زندہ باد

پیدا ہوئے آدم سے پہلے - عرش و لوح و قلم سے پہلے
شمس و مہ و انجم سے پہلے - آئے جہاں میں سب کے بعد

صبح ولادت زندہ باد - ماہ سعادت زندہ باد

آئے محمد رب کے پیارے - منہ کے بل بت گر گئے سارے
ظلم و جفا کے رک گئے دھارے - کفر ہوا یکسر برباد

صبح ولادت زندہ باد - ماہ سعادت زندہ باد

سر پہ سجا ہے تاج نبوت - عرش کی زینت ماہ نبوت
پشت پہ چمکے مہر نبوت - آپ سے ہے دنیا آباد

صبح ولادت زندہ باد - ماہ سعادت زندہ باد

~~صل علیٰ~~ صل علیٰ کی دھوم مچی ہے - حب نبی ہر دل میں رچی ہے
نورانی تصویر کھنچی ہے - بولے فرشتے مبارک باد

صبح ولادت زندہ باد - ماہ سعادت زندہ باد

حوریں ترانہ گانے لگی ہیں - [illegible] آنے لگی ہیں
آئے مجھ کو سنانے لگی ہیں - سب سے بڑی ہے عید میلاد

صبح ولادت زندہ باد - ماہ سعادت زندہ باد

پیکر آئے ہیں دم عیسیٰ - حضرت موسیٰ کا ید بیضا
پر تو میں ہیں سب سے اولیٰ - حسن یوسف پڑ گیا ماند

صبح ولادت زندہ باد - ماہ سعادت زندہ باد

[illegible] - [illegible]
[illegible] قیامی - عید ہی پائندہ باد

صبح ولادت زندہ باد - ماہ سعادت زندہ باد

محمد قیامی

12-12-1990